علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

حل شدہ امتحانی پرچہ (گیس پیپر) کورس کوڈ : 317

مطالعہ پاکستان لازمی (لازمی) سطح : ایف اے / آئی کام

سوال نمبر 1: ذیل میں دی گئی خالی جگہیں پُر کریں۔

1۔ سواں تہذیب **پوٹھوہار** کے علاقے میں واقع ہے۔

2۔ قدیم شہر سیوستان کا موجودہ نام **سہون** ہے۔

3۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کا خاتمہ **1858ء** ایکٹ کے تحت کیا گیا۔

4۔ **ذوالفقار علی بھٹو** کے دورِ حکومت میں پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا آغاز ہوا۔

5۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے دوران انگریزوں نے **منگل پانڈے** نامی مقامی سپاہی کو بغاوت کے الزام میں پھانسی دی۔

6۔ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے صدر **قائداعظم** تھے۔

7۔ سن **1913ء** میں مسلم لیگ نے اپنے آئین میں ترمیم کر کے ہندوستان کی خود اختیاری کی جدوجہد کو اپنے مقاصد میں شامل کرلیا۔

8۔ 1916ء میں مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان مفاہمت کے نتیجے میں معاہدہ **لکھنؤ** طے پایا۔

9۔ امریکا کے قانون ساز ادارے کو **کانگریس** کہا جاتا ہے۔

10۔ ایسا ملک جو رقبے اور آبادی کے لحاظ سے چھوٹا ہو وہاں **وحدانی** نظام حکومت موزوں سمجھا جاتا ہے۔

سوال نمبر 2: صحیح جواب کا انتخاب کر کے خالی جگہیں پُر کریں۔ (10)

پاکستان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

1- 1978 میں حکومت نے **گریجوایشن** کی سطح تک مطالعہ پاکستان کو لازمی قرار دیا۔ (میٹرک، انٹرمیڈیٹ، گریجوایشن)

2- **سوتی** کپڑے کی صنعت پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ (ریشمی، سوتی، اونی)

3- پاکستان کے اکثر بڑے تجارتی اور مالیاتی اداروں کے ہیڈکوارٹر **کراچی** شہر میں واقع ہیں۔ (لاہور، کراچی، فیصل آباد)

4- صوبہ **بلوچستان** آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے چھوٹا صوبہ ہے۔ (سرحد، بلوچستان، سندھ)

5- پاکستان کے مغرب میں **افغانستان** واقع ہے۔ (ایران، ہندوستان، افغانستان)

6- دریائے کرم **بنوں** وادی کو سیراب کرتا ہے۔ (پشاور، بنوں، کوہاٹ)

7- اجرک اور رلی دیکھ کر **سندھی** ثقافت کا خیال ذہن میں آتا ہے۔ (سندھی، پنجابی، بلوچی)

8- گندھارا دور میں **مجسمہ سازی** کا فن عروج پر تھا۔ (عمارت سازی، مجسمہ سازی، قالین سازی)

9- صوبہ **بلوچستان** کا علاقہ خشک اور سرد ہے، وہاں گوشت، پھل اور خشک میوے زیادہ کھائے جاتے ہیں۔ (سندھ، بلوچستان، پنجاب)

10- زبان کے ارتقائی مرحلے میں جنم لینے والا ادب **لوک ادب** کہلاتا ہے۔ (جدید ادب، لوک ادب، کلاسیکی ادب)

سوال نمبر 3: صحیح جواب کا انتخاب کر کے خالی جگہیں پُر کریں۔ (10)

1- ہڑپہ شہر صوبہ **پنجاب** میں واقع ہے۔ (سندھ، پنجاب، بلوچستان)

2- گندھارا آرٹ کا واحد مقصد **بدھ** مذہب کی تبلیغ و اشاعت تھا۔ (ہندو، بدھ، کرسچین)

3- انگریزوں نے **1935ء** کے قانون کے تحت پہلی مرتبہ مسلمانوں کے جداگانہ انتخاب کے مطالبے کو تسلیم کیا۔ (1935، 1919، 1909)

4- محترمہ فاطمہ جناح **ایوب خان** کے خلاف صدارتی امیدوار تھیں۔ (ایوب خان، یحییٰ خان، سکندر مرزا)

5- 1929ء میں نہرو رپورٹ کے اندر ہندوستان میں **مخلوط** انتخابات کی سفارش کی گئی تھی۔ (جداگانہ، مخلوط، غیر جانبدارانہ)

6- 23 مارچ 1940ء کو مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں **فضل الحق** نے قرارداد پاکستان پیش کی تھی۔ (قائداعظم، لیاقت علی خان، فضل الحق)

7- پارلیمانی نظام حکومت میں ملک کی انتظامیہ کا سربراہ **وزیراعظم** ہوتا ہے۔ (صدر، وزیراعظم، وزیراعلیٰ)

8- پاکستان کا پہلا دستور سن **1956ء** میں نافذ ہوا۔ (1962، 1956، 1973)

9- 16 اکتوبر 1951ء میں لیاقت علی خان کو **راولپنڈی** کے مقام پر قتل کیا گیا۔ (کراچی، لاہور، راولپنڈی)

10- بین الاقوامی اقتصادیات کو فروغ دینے کے لئے **عالمی بینک** کے ساتھ مل کر انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ نامی ایک ادارہ قائم کیا گیا۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں اور ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

(عالمی بینک، ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن، عالمی عدالت)

سوال نمبر 4: خالی جگہیں پُر کریں۔

1۔ میدان، سطح زمین کے اس حصے کو کہتے ہیں جو سطح سمندر سے زیادہ سے زیادہ **1000** فٹ بلند ہو۔
2۔ پاکستان میں پہلی مردم شماری سن **1951**ء میں ہوئی۔
3۔ پاکستان کے جنوب میں **بحیرہ عرب** واقع ہے۔
4۔ دو دریاؤں کے درمیان واقع زمین کے قطع کو **نیلی بارکن** کہتے ہیں۔
5۔ وادی سندھ کی تہذیب **5 ہزار** سال پرانی ہے۔
6۔ ڈیلٹائی جنگلات کراچی سے لے کر **رن آف کچھ** کے ساحلی علاقے تک پھیلے ہوئے ہیں۔
7۔ ٹیکسلا شہر **گندھارا** تہذیب کا بڑا ثقافتی مرکز تھا۔
8۔ دریائے سندھ کا تقریباً تمام بالائی میدان صوبہ **پنجاب** کا حصہ ہے۔
9۔ شاہراہ **ریشم** پاکستان کو چین سے ملاتی ہے۔
10۔ کسی خطے کے حدود اربع کے بارے میں معلومات **جغرافیہ** مضمون سے حاصل ہوتی ہیں۔

کاشان اکیڈمی

سوال نمبر 5: صحیح جواب کا انتخاب کریں۔ (10)

0334-5504551

i-	خواجہ ناظم الدین کا تعلق کس علاقے سے تھا ؟	(سندھ، **بنگال**، پنجاب)
ii-	دریائے سندھ کا کون سا میدان صوبہ پنجاب کا حصہ ہے ؟	(زیریں، **بالائی**، درمیانی)
iii-	کون سا درہ کوئٹہ کو سبی سے ملاتا ہے ؟	(خیبر، **بولان**، خنجراب)
iv-	1916ء میں مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان کون سا معاہدہ طے پایا تھا ؟	(شملہ معاہدہ، **لکھنو معاہدہ**، سندھ طاس معاہدہ)
v-	پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے صدر کون تھے؟	(خواجہ ناظم الدین، **قائداعظم**، لیاقت علی خان)
vi-	رگ وید کس مذہب کی مقدس کتاب ہے ؟	(**ہندو**، عیسائی، پارسی)
vii-	جام ورک کا تعلق کس علاقے سے تھا ؟	(سندھ، **بلوچستان**، کشمیر)
viii-	پاکستان کی زیادہ تر بیرون ملک تجارت کس ذریعے سے ہوتی ہے ؟	(ہوائی، **سمندری**، خشکی)
ix-	تھل کا ریگستان کس صوبے میں واقع ہے ؟	(سندھ، **پنجاب**، بلوچستان)
x-	کون سی صنعت پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے ؟	(ریشمی کپڑے، **سوتی کپڑے**، اونی کپڑے)

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر 6: ذیل میں دیئے گئے بیانات میں سے غلط اور صحیح کی نشاندہی کریں۔ (10)

i-	سندھ ساگر دوآب پنجاب کا سب سے بڑا دوآب ہے۔	**(صحیح)**
ii-	آبادی کے لحاظ سے پاکستان اس وقت دنیا کا ساتواں بڑا ملک ہے۔	**(صحیح)**
iii-	ڈیلٹائی جنگلات کراچی سے لے کر رن آف کچھ تک پھیلے ہوئے ہیں۔	**(صحیح)**
iv-	بلوچستان رقبے کے لحاظ سے پنجاب سے چھوٹا ہے۔	**(غلط)**
v-	خانہ بدوش لوگ لکڑی اور مٹی کی مدد سے عارضی گھر بناتے ہیں۔	**(صحیح)**
vi-	گندھارا دور کی مجسمہ سازی میں یونانی اور ایشیائی اثرات نظر آتے ہیں۔	**(صحیح)**
vii-	پتھری دور کے اثرات صوبہ سندھ میں لاڑکانہ کے مقام پر ملے ہیں۔	**(غلط)**
viii-	دو دریاؤں کے درمیان زمین کے قطعے کو دوآبہ کہتے ہیں۔	**(صحیح)**
ix-	انسان اپنی ذہنی اور روحانی بالیدگی کے لیے ورزش کرتا ہے۔	**(غلط)**
x-	لائن آف کنٹرول پاکستان اور ہندوستان کے درمیان عارضی حد بندی ہے۔	**(غلط)**

سوال نمبر 7: خالی جگہیں پُر کریں۔ (10)

1- پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے صدر **قائداعظم** تھے۔
2- ایسا مُلک جو رقبے اور آبادی کے لحاظ سے چھوٹا ہو وہاں **واحدانی** نظام حکومت موزوں سمجھا جاتا ہے۔
3- سر جان مارشل کے مطابق ٹیکسلا کا شہر **4** دفعہ تباہ ہوا۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے، بی ایس، ایم ایس، پی ایچ ڈی کی تمام کلاسز کی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کے داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس۔ گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

-4 1757ء میں انگریزوں نے سراج الدولہ کو شکست دے کر **میر جعفر** کو بنگال کا حکمران بنا دیا۔

-5 **ذوالفقار علی بھٹو** کے دورِ حکومت میں پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا آغاز ہوا۔

-6 سواں تہذیب **پوٹھوہار** کے علاقے میں واقع تھی۔

-7 قدیم شہر سیوستان کا موجودہ نام **سیہون** ہے۔

-8 **ریاست** کے وجود سے پہلے دنیا میں سیاسی حقوق کا کوئی وجود نہ تھا۔

-9 جنرل پرویز مشرف نے 12 اکتوبر 1999ء کو **چیف آف آرمی سٹاف** کی حیثیت سے اقتدار سنبھالا تھا۔

-10 امریکہ کے قانون ساز ادارے کو **کانگریس** کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر 8: ذیل میں دیئے گئے بیانات کے سامنے نشان لگا کر درست اور غلط کی نشاندہی کریں۔ (10)

-1 کافرستان میں رہنے والے لوگ بنیادی طور پر یونانی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ **(درست)**

-2 مسجدوں میں محراب کا رواج ایران سے شروع ہوا۔ **(درست)**

-3 گندھارا آرٹ کا مقصد نمود و نمائش تھا۔ **(غلط)**

-4 بھنبھور شہر کے کھنڈرات کراچی شہر کے قریب واقع ہیں۔ **(درست)**

-5 پارلیمانی نظام حکومت میں وزیراعظم اپنی کابینہ کے اراکین مقننہ کے اراکین میں سے منتخب کرتا ہے۔ **(درست)**

-6 دوسری گول میز کانفرنس میں ہندوستان کے کسی نمائندے نے شرکت نہیں کی۔ **(غلط)**

-7 جنرل ایوب کا لگایا ہوا مارشل لاء ملک کا طویل ترین مارشل لاء تھا۔ **(درست)**

-8 انگریزوں نے اپنے تجارتی اور فوجی مفادات کی خاطر کراچی سے کوٹری تک ریلوے لائین بچھائی تھی۔ **(درست)**

-9 "ولور" کی رسم پاکستان کے قبائلی علاقوں میں مروجہ ہے۔ **(درست)**

-10 1941ء میں جاپان، برطانیہ کے خلاف دوسری جنگ عظیم میں شامل ہوگیا۔ **(درست)**

سوال نمبر 9: ذیل میں دیئے گئے بیانات کے سامنے نشان لگا کر درست اور غلط کی نشاندہی کریں۔ (10)

-1 پاکستان اور بنگلا دیش کے درمیان نیپال واقع ہے۔ **(غلط)**

-2 دو دریاؤں کے درمیان زمین کے قطعہ کو دوآب کہتے ہیں۔ **(درست)**

-3 آزادی کے بعد پاکستان میں پہلی مرتبہ مردم شماری 1960ء میں ہوئی تھی۔ **(غلط)**

-4 وادی سندھ کی تہذیب دو ہزار سال پرانی ہے۔ **(غلط)**

-5 جن علاقوں میں سورج کی روشنی کا دورانیہ کم ہوتا ہے وہاں زیادہ نباتات پائے جاتے ہیں۔ **(غلط)**

-6 راولپنڈی کے قریب دریائے سواں کے کنارے زرعی دور کے آثار ملے ہیں۔ **(غلط)**

-7 پنجاب رقبے کے لحاظ سے بلوچستان سے بڑا صوبہ ہے۔ **(غلط)**

-8 شاہراہ ریشم پاکستان کو چین سے ملاتی ہے۔ **(درست)**

-9 سندھ ساگر دوآب پنجاب کا سب سے بڑا دوآب ہے۔ **(درست)**

-10 انسان اپنی ذہنی بالیدگی کے لیے عبادت کرتا ہے۔ **(غلط)**

سوال نمبر 10: خالی جگہیں پُر کریں۔ (10)

-1 تھل کا ریگستان صوبہ **پنجاب** میں واقع ہے۔

-2 درہ **بولان** کوئٹہ کو سبی شہر سے ملاتا ہے۔

-3 **بنوں کی** وادی کو دریائے کرم اور دریائے ٹوچی سیراب کرتے ہیں۔

-4 ٹیکسلا شہر **گندھارا** تہذیب کا بڑا ثقافتی مرکز تھا۔

-5 آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا شمار اِس وقت **ساتویں** نمبر پر ہے۔

-6 رگ وید **ہندو** مذہب کی مقدس کتاب ہے۔

-7 خواجہ ناظم الدین کا تعلق صوبہ **بنگال** سے تھا۔

-8 دریائے سندھ کا بالائی میدان صوبہ **پنجاب** کا حصہ ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

9- سن 1978ء میں حکومت نے مطالعہ پاکستان کے مضمون کو لازمی قرار دیا۔

10- پاکستان میں مارچ سے اپریل تک بہار کا موسم رہتا ہے۔

سوال نمبر 11 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔ (20)

1- صحرائی خطوں کے لوگ کس قسم کا لباس پہنتے ہیں؟

جواب: صحرائی خطوں کے لوگ عموماً کھلے ملبوسات استعمال کرتے ہیں۔

2- میدانی علاقے صنعتوں کے قیام کے لیے کیوں موزوں سمجھے جاتے ہیں؟

جواب: میدانی علاقے نقل وحمل کی آسانی اور آب وہوا کی موزونیت کے باعث صنعتوں کے قیام کے معاملے میں بہتر تصور ہوتے ہیں۔

3- کام کرنے والی آبادی کی تعریف بیان کریں۔

جواب: پاکستان میں کام کرنے والی آبادی یا کارکن آبادی کی یہ تعریف ہے کہ جس میں 10 تا 14 سال کے بچے اور 65 سال سے اوپر کے افراد شامل ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی کارکنوں کی تنظیم (ILO) کی تعریف کے مطابق صرف 15 سال سے اوپر کی آبادی، کام کرنیوالی آبادی میں شامل کی جاسکتی ہے۔ مگر جنوبی ایشیاء کے اکثر ممالک 10 تا 14 اور 65 سال سے اوپر کے افراد کو بھی پیداواری سرگرمیوں میں شریک کارکن آبادی میں شمار کرتے ہیں۔

4- درہ خیبر کس پہاڑی سلسلے میں واقع ہے؟

جواب: درہ خیبر کوہ کیرتھر کے پہاڑی سلسلے میں واقع ہے۔

5- مینگروجنگلات کے کیا فائدے ہیں؟

جواب: مینگروجنگلات ساحلی علاقوں کی مٹی کو سمندری پانی کے کٹاؤ سے بچاتے ہیں اور مقامی لوگ ان کی لکڑی کو ایندھن کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

6- پاکستان کی معیشت کو زرعی معیشت کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: پاکستان کے میدانی علاقے اپنی زرخیزمٹی کے سبب زرعی پیداوار کے حصول کا بہت اہم ذریعہ ہیں۔ یوں ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی سی حیثیت کے حامل ہیں۔ پاکستان کی بیشتر آبادی کا حصہ کسی نہ کسی طور پر زراعت سے منسلک ہے۔ اس لیے پاکستان کی معیشت کو زرعی معیشت کہتے ہیں۔

7- پاکستان میں ریگستانی مٹی کا سب سے بڑا خطہ کون سا اور کتنا ہے؟

جواب: پاکستان میں ریگستانی مٹی کا سب سے بڑا خطہ تھر اور چولستان ہے جس کا رقبہ پچاس ہزار کلومیٹر سے بھی زائد ہے۔

8- 1971ء میں پاکستان کی تاریخ کا کون سا المناک واقعہ پیش آیا تھا؟

جواب: 1971ء میں پاکستان دولخت ہوگیا اور بھارت کی مکاری اور سازشوں اور کچھ اپنی نااہلیوں کے باعث ایک نیا ملک بنگلہ دیش جو پاکستان کا ہی ایک حصہ تھا وجود میں آ گیا۔ یہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا اور المناک واقعہ ہے۔

9- ہر مذہب کے بنیادی عناصر کیا ہیں؟

جواب: ہر مذہب کے بنیادی عناصر عقیدہ، رسوم اور اخلاق ہیں۔ عقیدے کا تعلق انسان کے فہم سے ہے۔ رسوم کے عقیدے پر عمل کرنے کو کہتے ہیں جبکہ تیسرا عنصر اخلاق ہے جس کا تعلق معاشرے اور لوگوں سے ہوتا ہے۔

10- پاکستان اور بنگلا دیش کے درمیان کون سا ملک واقع ہے؟

جواب: ہندوستان واقع ہے۔

سوال نمبر 12: صحیح جواب کا انتخاب کریں۔ (10)

i-	وادی سندھ کی تہذیب مصر کی کس تہذیب کی ہم اثر تھی؟	(دجلہ وفرات، نیل، سواں)
ii-	کافرستان میں رہنے والے لوگ بنیادی طور پر کس نسل سے ہیں؟	(یونانی، ایرانی، افغانی)
iii-	"ولور" کی رسم پاکستان کے کن علاقوں میں مروجہ ہے؟	(دیہی، قبائلی، شہری)
iv-	سبھاش چندر بوس نے ہندوستان کی آزادی کے لیے جدوجہد کا آغاز کب کیا؟	(پہلی جنگ عظیم، دوسری جنگ عظیم، 1857ء جنگ آزادی)
v-	متحدہ ہندوستان کے علاقے گورداسپور میں کس کی اکثریت تھی؟	(ہندو، مسلم، سکھ)
vi-	کس گورنر جنرل کا تقرر ملکی امور میں افسر شاہی کی بالادستی کا مظہر تھا؟	(چوہدری محمد علی، غلام محمد، خواجہ ناظم الدین)
vii-	کس حکمران کے دور میں پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا آغاز ہوا؟	(ایوب خان، ذوالفقار علی بھٹو، ضیاء الحق)
viii-	پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کا صدر کس کو چنا گیا تھا؟	(لیاقت علی خان، قائداعظم، خواجہ ناظم الدین)
ix-	امریکہ کے قانون ساز ادارے کو کیا کہا جاتا ہے؟	(کانگریس، سینٹ، ہاؤس آف لارڈز)

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

x- ہرن مینار کس شہر میں واقع ہے؟ (لاہور، **شیخوپورہ**، فیصل آباد)

سوال نمبر 13: ذیل میں دیئے گئے بیانات میں سے غلط اور صحیح کی نشاندہی کریں۔ (10)

1- مغل حکمران اکبر نے لاہور شہر کو اپنا دارالحکومت بنایا تھا۔ **(صحیح)**
2- سیوھن شہر کا قدیم نام 'سیوستان' تھا۔ **(صحیح)**
3- 1964ء کے صدارتی انتخابات میں ایوب خان کے مدمقابل خواجہ ناظم الدین امیدوار تھے۔ **(غلط)**
4- یوسف گردیزی کا مقبرہ لاہور میں ہے۔ **(غلط)**
5- مسجدوں میں محراب کا رواج ترکی سے شروع ہوا۔ **(صحیح)**
6- دوسری گول میز کانفرنس میں ہندوستان کے کسی نمائندے نے شرکت نہیں کی۔ **(غلط)**
7- یحیٰی خان کے دور میں ون یونٹ کو ختم کر کے صوبوں کی حیثیت کو بحال کر دیا گیا۔ **(صحیح)**
8- ایوب خان کا دور حکومت سات سال کے عرصے پر محیط تھا۔ **(غلط)**
9- دوسری جنگ عظیم کے بعد دنیا دو بلاکوں میں تقسیم ہوگئی۔ **(صحیح)**
10- پہلی جنگ عظیم کے دوران جاپان کے دو شہروں پر جوہری بم گرائے گئے۔ **(غلط)**

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر 41: خالی جگہ پر کریں۔

1۔ مرزا اسداللہ غالب **دہلی** شہر کی زوال پذیری کے چشم دیدہ گواہ تھے۔
2۔ دریائے سندھ کا بالائی میدان صوبہ **پنجاب** کا حصہ ہے۔
3۔ **جغرافیہ** کا مضمون کسی علاقے کے خدوخال اور حدود اربعہ کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔
4۔ پاکستان اور بنگلہ دیش کے درمیان **بھارت (ہندوستان)** واقع ہے۔
5۔ پاکستان کے مغرب میں **افغانستان** واقع ہے۔
6۔ دریائے کرم **بنوں کی وادی** کو سیراب کرتا ہے۔
7۔ درہ بولان صوبہ میں **بلوچستان** واقع ہے۔
8۔ پاکستان میں موسم سرما کا آغاز **نومبر کے** مہینے سے ہوتا ہے۔
9۔ موسم **بہار** کا دورانیہ مارچ سے اپریل تک رہتا ہے۔
10۔ تھل کا ریگستان صوبہ **پنجاب** میں واقع ہے۔

سوال نمبر 215: مختصر جواب تحریر کریں۔

1۔ پاکستان کی سرحدیں کن کن ممالک سے ملتی ہیں؟

جواب: پاکستان کی سرحدیں، چین، ایران، افغانستان، اور بھارت سے ملتی ہیں۔

2۔ سچل سرمست نے کن زبانوں میں اور کن موضوعات پر شاعری کی؟

جواب: سچل سرمست نے اردو، سندھی، سرائیکی، پنجابی، ہندی اور فارسی میں شاعری کی اور تصوف میں وحدت الوجودان کا مسکن تھا۔

3۔ مینگر وجنگلات کس کام آتے ہیں؟

جواب: یہ ساحلی علاقوں کی مٹی کو سمندری پانی کے کٹاؤ سے بچاتے ہیں اور مقامی لوگ ان کی لکڑی کو ایندھن کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

4۔ کراچی کو منی پاکستان کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: کراچی آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے اس لیے اس کو منی پاکستان بھی کہا جاتا ہے۔

5۔ بلوچی زبان کی کتنی اور کون سی شاخیں ہیں؟

جواب: بلوچی زبان کی دو شاخیں ہیں۔ سلیمانی اور مکرانی۔

6۔ ہماری ثقافت کس چیز کی عکاسی کرتی ہے؟

جواب: ہماری ثقافت قدیم ترین اور مہذب ترین ثقافت کہلاتی ہے۔

7۔ پشتو لوک گیتوں کی کون سی اصناف مشہور ہیں؟

جواب: پشتو لوک گیتوں کی اصناف ٹپہ، چاربیتہ، لیمسکئی بہت مشہور ہیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے کی تمام کلاسز کی مشقیں ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایم ایس کی انفرادی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

8۔گرم اور خشک علاقوں میں کس قسم کے مکان بنائے جاتے ہیں؟

جواب: گرم اور خشک علاقوں میں مٹی اور گارے کے مکان بنائے جاتے ہیں۔

9۔جنوبی ایشیاء کے خطے میں مسلمان فاتحین کی آمد کے بعد طرزِ تعمیر میں کیا تبدیلی آئی؟

جواب: جنوبی ایشیاء کے خطے میں مسلمان فاتحین کی آمد کے بعد طرزِ تعمیر میں عربی طرزِ تعمیر روشناس ہوا۔

10۔پاکستان میں پتھری دور کے آثار کن مقامات سے ملے ہیں؟

جواب: پاکستان میں پتھری دور کے آثار وادی سواں کے علاوہ روہڑی کی پہاڑیوں اور مردان میں سنگھاؤ غار اور بالائی وادی سندھ میں چلاس کے مقام سے ملے ہیں۔

سوال نمبر16: مندرجہ ذیل پر نوٹ تحریر کریں۔ **(40)**

1- مطالعہ پاکستان کے مقاصد، وسعت اور اہمیت۔

جواب۔

کسی بھی مضمون کی وسعت و اہمیت اور مقاصد کا اندازہ اس امر سے لگایا جاتا ہے کہ وہ طالب علموں کے انفرادی شعور کو بلند کرنے اور انہیں کارآمد شہری بنانے میں کیا کردار ادا کرتا ہے۔اس حوالے سے دیکھا جائے تو مطالعہ پاکستان ایک انتہائی اہم مضمون ہے۔کیونکہ مطالعہ پاکستان کا بنیادی مقصد طلبہ کے سماجی شعور کو بلند کرنا اور ان کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اس شعور کو روشنی میں ملک کو درپیش اقتصادی اور سیاسی حالات کا بے لاگ تجزیہ کر سکیں۔لہٰذا مطالعہ پاکستان کے طالب علم کو نہ صرف اپنے ماضی سے روشناس کرایا جاتا ہے بلکہ موجودہ سیاسی اور سماجی حالات کی آگاہی بھی دی جاتی ہے۔اپنے ماضی اور حال کا یکساں شعور رکھنے کی وجہ سے مطالعہ پاکستان کا طالب علم اپنے مستقبل پر نظر رکھ سکتا ہے اور آنے والے وقتوں کے لیے منصوبہ بندی کر سکتا ہے۔

مطالعہ پاکستان کا طالب علم ملک کے لسانی، مذہبی نسلی تنوعات کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرتا ہے اور سماجی ارتقاء کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں ملک ہی مختلف اکائیوں کو قومی وحدت کا اہم جزو سمجھتا ہے۔مطالعہ پاکستان کا طالب علم نہ صرف ملکی حالات سے باخبر ہوتا ہے بلکہ پاکستان کے خارجہ تعلقات کا علم حاصل کر کے بین الاقوامی حالات اور رجحانات سے بھی بخوبی واقف ہو جاتا ہے اس حوالے سے یہ کہنا بجا ہوگا کہ مطالعہ پاکستان کا طالب علم بیک وقت مقامی، قومی اور بین الاقوامی حالات کا شعور رکھتا ہے اس حوالے سے یہ رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ مطالعہ پاکستان ایک نہایت ہی وسیع علم ہے جس کی افادیت اور اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

2- دیہات سے شہروں کی طرف نقل مکانی کے اسباب۔

جواب

دیہات سے شہروں کی طرف نقل مکانی کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں۔

شہری آبادی کے بڑھنے کے چیدہ چیدہ عوام اور بنیادی وجوہات کچھ یوں ہیں۔

۱۔ آبادی میں اضافہ کی شرح زیادہ ہونے سے زرعی زمین پر بڑھتا ہوا دباؤ، بیروزگار، اور زمین سے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہونا ہے۔جس کی وجہ سے شہری زندگی میں آسائش کا رجحان بھی بڑھ گیا ہے اور لوگ شہروں کا رخ بھی بہتر معیار زندگی کی وجہ سے کرنے لگ گئے ہیں۔

۲۔ لوگوں کی ضروریات زندگی میں بتدریج کمی آتی جارہی ہے اور انہوں نے خود پر انحصار کرنے کے بجائے آسان ذرائع ڈھونڈنا شروع کر دیے ہیں۔

۳۔ جاگیردارانہ نظام بے زمین کاشتکار، چھوٹے کاشتکاروں کے پاس زمین کی کمی اور کسانوں کی اپنے علاقوں سے بے دخلی نے آبادی کی شہری رجحان کو فروغ دیا۔

۴۔ زمین کی زرخیزی میں کمی واقع ہوئی ہے جس کی سب سے بڑی وجہ نامناسب ادویات کا استعمال ہونے کی وجہ سے زمین میں پیدا ہونے والی سیم اور تھور ہے جس سے زمین کاشتکاری کے قابل نہیں رہی۔

۵۔ مشینوں کے استعمال سے مزدوری کرنے کا تناسب کم ہو گیا ہے جس کی وجہ سے لوگوں نے شہروں کی طرف رجحان کو اہمیت دینا شروع کر دی ہے۔

۶۔ شہروں میں آبادی اور بنیادی سہولیات کی بدولت خاص کر کے تعلیمی سہولیات گاؤں کی نسبت زیادہ نمایاں اور واضح ہونے کی وجہ سے یہ رجحان تیزی سے پھیلتا جارہا ہے جس کی وجہ سے لوگ بنیادی سہولیات کو دیہی زندگی کی نسبت شہری زندگی کو ترجیح دے رہے ہیں۔

3- پاکستان میں موجود قدیم تہذیبیں۔

جواب۔

پاکستان کا خطہ قدیم تہذیب کے لیے مشہور اور نادر ہے اس میں شامل علاقے کسی نہ کسی حوالے سے قدیم تہذیبوں کا مسکن رہے ہیں۔ان تہذیبوں کا مختصر احوال کچھ اس طرح سے ہے۔

پتھر یا حجری دور کی تہذیب۔

جنوب مغربی ایشیاء کی سرزمین می خطہ پاکستان قدیم ترین کلچر حجری عہد کا گہوارہ رہا ہے۔پوٹھوہار کے علاقے پنڈی سے تقریباً 15 کلومیٹر کے فاصلے پر دریائے سوانؒ کے کنارے سے پتھر عہد کے اوزار دریافت ہوئے ہیں۔چونکہ یہ آچار وادی سواں سے ہیں اس لیے تاریخ برصغیر میں ''سواں ثقافت'' کے نام سے منسوب

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں، ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی، امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ہیں۔

وادی سندھ کی تہذیب۔

برصغیر جنوبی ایشیاء کی قدیم ترین تہذیب ''وادی سندھ'' کے نام سے منسوب ہے۔وادئی سندھ کی تہذیب 1750 تا 2350 قبل از مسیح میں اپنے عروج پر تھی۔وادی سندھ کی تہذیب مصر میں وادی نیل،وادی دجلہ وفرات کے میسو پوٹیمیا (عراق) تہذیبوں کی ہم عصر ہے۔دنیا کے قدیم ترین تہذیبوں کے آغاز وارتقاء اور نشو ونما میں ہواں کے دریاؤں کا اہم کردار رہا ہے۔دنیا کی قدیم تہذیبوں نے دریاؤں کے قرب وجوار میں جم لیا،انہی وادیوں میں فروغ پایا اور بام عروج پر پہنچیں۔

گندھارا تہذیب۔

پاکستان کے شمال مغربی علاقے جن میں بالائی وادی سندھ وادی پشاور،ضلع چارسدہ،مردان،صوابی،سوات،چترال،بونیر،باجوڑ اور مالاکنڈ ایجنسی شامل ہیں تیسی صدی قبل مسیح میں بدھ مت تہذیب کا گہوارہ رہا ہے۔جوعہد رفتہ میں گندھارا تہذیب کے نام سے جانا جاتا ہے۔یہ خطہ دریائے سندھ کے دونوں طف کے علاقوں پر مشتمل تھا۔اوراس کے دو بڑے پایہ تخت تھے۔گندھارا سلطنت موجود ضلع تکشا شیلا موجودہ ٹیکسلا اور دوسرا پشکلا وتی موجودہ چارسدہ تھا،دونوں بیک وقت بسائے گئے تھے۔گندھارا سلطنت موجودہ ضلع اٹک،راولپنڈی،اور پورے صوبہ سرحد کے اضلاع پر مشتمل تھی۔گندھارا کا واضح اور مفصل ذکر چینی سیاح ہوین سانگ کی تحریروں میں بھی ملتا ہے۔

-4 پشتو اور بلوچی زبان وادب

کاشان اکیڈمی

جواب۔

0334-5504551

صوبہ سرحد اور بلوچستان کے کچھ علاقوں میں بولی جانے والی یہ زبان اپنے باشندوں کی طرح نہایت قدیم زبان ہے۔لیکن اس زبان کا ماخذ کیا ہے اس بارے میں مختلف آراء موجود ہیں۔پشتون اس علاقے میں محمود غزنوی کے ساتھ آئے اور یہیں بس گئے۔پشتو کی قدامت اور اس کے رسم الخط سے معلوم ہوسکتی تھی لیکن اس کے بارے میں کوئی تاریخی شواہد نہیں ملے۔فرشتی،یونانی،برھمی،ہیونا گئی اور اوستا کے بعد عربی رسم الخط میں لکھی جانے لگی ہے۔پشتو ادب کا صحیح سراغ ہمیں دوسری صدی ہجری میں لکھی ہوئی امیر کروڑ کی ایک نظم سے ملا ہے۔نثر کی پہلی کتاب ''پٹہ خزانہ'' آٹھویں صدی عیسوی میں لکھی گئی۔خوشحال خان خٹک،رحمان بابا اور کاظم خان شیدا پشتو کے بڑے شاعر مانے جاتے تھے۔خوشحال خان خٹک شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک سپاہی بھی تھے۔جنگجوئی اور شاعری ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔

Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

بعض شعراء نے لوک گیتوں کی مختلف اصناف کو بھی شاعری کا موضوع بنایا۔لوک گیت پشتو ادب کا بہترین سرمایہ ہیں جو پشتون ثقافت کی عکاسی کرتے ہیں۔لوک گیتوں کی اوصاف میں ٹپہ چاربتہ لیمکسئی بہت مشہور ہیں۔

بلوچی زبان وادب۔

بلوچی ایک وسیع اور زندہ زبان ہے۔بلوچی زبان کا تعلق آریائی زبان سے ہے۔جس کا تعلق مہد ایرانی گروہ سے ہے۔یہ زبنان فارسی سے اتنی قریب ہے کہ اکثر لوگ اسے غلطی سے فارسی قرار دیتے تھے۔بلوچی زبان کی دوشاخیں ہیں۔سلیمانی اور مکرانی سلیمانی بلوچی،شمال اور مشرق یعنی سندھ اور پنجاب کے سرحدوں سے لگنے والے علاقوں میں بولی جاتی ہے اس لئے یہ سندھی اور سرائیکی سے زیادہ متاثر ہے۔

مکرانی بلوچی،جنوب مغرب اور مغرب میں ایران کی طرف لگنے والے علاقوں میں بولی جاتی ہے۔یہ جدید فارسی سے بہت مشابہ ہے۔عربی اور فارسی کے الفاظ دونوں میں کافی موجود ہیں۔اگر چہ بلوچی،رسم الخط پہلے ایجاد ہو چکا تھا مگر قدیم بلوچی ادب تحریری صورت میں بہت دیر سے آیا جس کا سبب بلوچوں کی معاشی اور معاشرتی صورتحال تھی ماضی میں بھی یہ لوگ کسی ایک جگہ ٹک کر نہیں رہتے تھے ان کی معاشرت خانہ بدوشوں کی طرح تھی۔پانی اور چارے کی تلاش میں مارے مارے پھرتے تھے۔پندرہویں صدی میں کہی گئی نظموں سے شعری ادب کا آغاز ہوا یہ شعری ادب زبانی صورت حال میں ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتا رہا۔بلوچی شاعری میں زیادہ تر اہم رزمیہ ہے جس میں غیرت،بردبار،ہمت،جاہ وجلال جیسے موضوعات شامل ہیں۔شاعری میں ایک حصہ عشقیہ شاعری بھی ہے جس میں حسن وعشق جیسے موضوعات ملتے ہیں جب کے تیسرا حصہ لوک داستانوں پر محیط ہے جس میں لوری اصناف قدیم سماجی زندگی کا عکس پیش کرتی ہے۔

سول نمبر 17: ثقافت سے کیا مراد ہے؟ وہ کون سے عوامل ہیں جو کسی قوم کی ثقافت کی تشکیل وترویج میں اہم کردار ادا کرتے ہیں؟ (12)

جواب۔

طرز معاش،مذہب،زبان اور تاریخ کسی قوم کی تشکیل وترویج میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔یعنی ان چار عناصر سے ثقافت بنتی ہے۔

طرز معاش:

آج سے لاکھوں سال پہلے انسان جانوروں کی طرح زندگی گزارتا تھا۔وہ غاروں میں رہتا اور شکار کرکے اپنا پیٹ بھرتا تھا۔اس کے پاس خاندان،قبیلے اور معاشرتی زندگی کا کوئی تصور نہ تھا۔وہ پتھروں سے آلات اور ہتھیار تیار کرکے نہ صرف اپنے لیے شکار کرتا تھا۔بلکہ خطرناک جانوروں سے بھی خود کو محفوظ رکھتا تھا۔شکار کی تلاش میں ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی کرتا رہتا تھا۔باالفاظ دیگر وہ خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتا تھا۔آہستہ آہستہ وہ ارتقائی مراحل طے کرتا ہوا انفرادی زندگی سے اجتماعی زندگی کی طرف گامزن ہوا۔انسان نے اجتماعی زندگی اس وقت اختیار کی جب اس نے جانور پالنے کا ہنر سیکھا۔وہ درجہ بدرجہ اپنے آلات اور ہتھیار میں جدت لاتا

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس،پروپوزل،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں ۔

گیا۔اوران کے استعمال کرنے کی صلاحیت حاصل کرنے لگا۔اوراس طرح ترقی کی منازل طے ہونے لگیں۔اس ترقی میں اس کے ذرائع پیداوار یعنی آلات اور ہتھیاروں کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ذرائع پیداوار میں بہتری لا کر انسان نے ایک طرف اپنی معاشی حالت کو بہتر بنایا تو دوسری طرف اپنا طرز زندگی بھی محفوظ اور بہتر کیا ۔ایک جگہ پر قیام کر کے اس نے اپنا رشتہ زمین کے ساتھ منسلک کیا اور زمین سے مختلف پھل اور اناج اگائے اور اس طرح زرعی معیشت کی بنیاد ڈالی۔جب معیشت کی بنیاد زراعت بنی تو ایک جگہ پر کئی خاندان آباد ہوئے۔انسان قبیلوں کی شکل میں رہنے لگا اور اس طرح قبیلائی معاشرت کا آغاز ہوا۔اب انسان نے معاشرے میں رہتے ہوئے نہ صرف خطروں کا اجتماعی مقابلہ کرنے کا فن سیکھا بلکہ خوف اور کمزوریوں پر بھی قابو پالیا۔اس طرح قدرت کی طرف سے میسر وسائل کو استعمال کر کے انسان نے اپنی معاشی اور معاشرتی حالات بہتر بنائے۔معاشرتی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد انسان کا طرز زندگی بھی تبدیل ہوا اور مل جل کر رہنے کے نتیجے میں کچھ عادات واقدار خود بخود وجود میں آ گئے۔گھر انسان کی پہلی درسگاہ بنی جہاں سے اس نے مختلف طور طریقے اور آداب سیکھے اور کچھ عادات اس معاشرے میں رہتے ہوئے اپنانی پڑیں جو بعد میں اس کی فطرت کا حصہ بن کر ثقافت کہلائیں۔

مذہب:

انسان نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے اردگرد فطرت کی کئی قوموں کو اپنے خلاف متحرک پایا۔وہ خوفناک طوفانوں،سیلاب،زلزلوں اور آتش فشاں پہاڑوں سے اگلنے والے لاوے کے سامنے بے بس اور کمزور تھا۔اس بے بسی کے احساس نے اسے اپنے سے ماورا دیکھی اور ان دیکھی قوتوں کی پرستش کرنے پر مجبور کر دیا۔رات کو اندھیرے کی وجہ سے وہ خوفزدہ ہوتا تھا۔ایسے میں چاند نکلنے کے نتیجے میں کچھ روشنی پھیل جاتی تھی تو اس کا خوف کم ہو جاتا تھا۔نتیجتاً وہ چاند کو اپنا نجات دہندہ سمجھ کر اس کو پوجتا تھا۔سورج طلوع ہونے کے بعد جب اندھیرا چھٹ جاتا تھا تو انسان کے اندھیرے سے وابستہ سارے خوف ختم ہو جاتے تھے۔اس طرح سورج بھی چاند کی مانند قابل پرستش بن گیا۔بالکل اسی طرح،انسان آگ کی پوجا کرنے لگا۔کیونکہ آگ نے انسان کو نہ صرف روشنی مہیا کی بلکہ سردی سے بھی نجات دلائی۔اس طرح خوف اور خوف سے نجات کے تجربے نے انسان کو پرستش سکھائی اور یوں مذہب کی بنیاد پڑی۔

مس میکڈ وملڈ نے اپنی لغت چیمبرس ڈکشنری میں مذہب کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

مذہب ایک ارفع،ان دیکھی مختار طاقت پر اعتقاد،اسے تسلیم کرنا،اس کے احساس بیداری کا نام ہے۔جس کے ساتھ جذبہ اخلاق بھی پیوستہ ہیں۔رسوم یا عبادات ایسے اعتقاد یا ایسی عبادت کا کوئی نظام ہے۔دنیا کے ہر مذہب کے بنیادی عناصر عقیدہ،رسوم اور اخلاق ہیں۔عقیدے کا تعلق انسان کے فہم سے ہے۔رسوم عقیدے پر عمل کرنے کو کہتے ہیں۔جبکہ تیسرا عنصر اخلاق ہے۔جس کا تعلق معاشرے اور لوگوں سے ہوتا ہے۔دنیا کے ہر مذہب میں ایک ذات برتر (خدا) کا تصور موجود ہے۔جس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے عبادت کی جاتی ہے۔عبادت انسان کو تسلی تسکین دیتی ہے۔اور مذہبی تعلیمات انسان کو بہتری پر عمل کرنے کے لیے ایک جیسی رسومات ادا کرے گا۔تو معاشرے کو استحکام حاصل ہوگا۔یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک مذہب میں مشترکہ عقائد وارکان کے ہوتے ہوئے مختلف روایات اور رسومات ہوسکتی ہیں۔ہر قوم اپنے مزاج،اقتصادی اور معاشرتی حالات کے مطابق اس کی تفسیر کرتی ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ کچھ مذہبی روایتیں ثقافتی ورثہ بن جاتی ہیں۔

تاریخی عمل:

کسی ثقافت کا ظہور پذیر ہونا ایک تاریخی عمل ہے۔جو کئی صدیوں پر محیط ہوتا ہے جس طرح انسان درجہ بدرجہ ترقی کر کے ایک منظم معاشرتی زندگی تک پہنچا اس طرح ثقافت بھی انسان کے ساتھ قدم بہ قدم ترقی کرتی گئی۔ابتداء میں انسان کا ذریعہ معاش شکار تھا۔اور وہ شکار کی تلاش میں خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتا تھا۔اس دور کے طرز زندگی کو ہم خانہ بدوش ثقافت کا نام دیتے ہیں۔اس وقت ضروریات زندگی بہت محدود تھیں۔خوراک حاصل کرنا اور قدرتی آفتوں اور خطرناک جانوروں سے خود کو محفوظ رکھنا انسانی زندگی کا مقصد تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ انسان نے کھیتی باڑی کی طرف توجہ دی۔اور زرعی معیشت اپنا کر ایک جگہ رہنے کو ترجیح دی۔ایک جگہ رہتے ہوئے کچھ بنیادی ضروریات گھر،زراعت کے اوزار اور کھانے پینے کے لیے برتن بنانے کا خیال پیدا ہوا۔اس دور کی ثقافت کو ہم زرعی ثقافت کا نام دیتے ہیں۔یہ دور انسانی زندگی کے رہن سہن میں بے شمار تبدیلیاں لانے والا دور کہلاتا ہے۔ایک طرف کھیتی باڑی کرتے ہوئے ملکیت کا تصور وجود میں آیا تو دوسری طرف محنت کی تقسیم شروع ہوئی۔مردوں نے اپنے ذمے بھاری کام لیے اور عورت نے گھر کے کام کاج کے ساتھ مرد کا ہاتھ بٹانا بھی شروع کیا۔بوڑھے اور بچے مشکل کام سے مستثنیٰ قرار پائے۔اس معاشرتی زندگی میں مختلف مواقع اور کیفیات کا اثر انسان پر بھی ہوا۔فصل اچھی ہوتی تو ناچ کر یا گا کر اس کا اظہار کیا جاتا۔موسم اچھا ہوتا یا بارش ہوئی تو کھانے میں خاص اہتمام ہوتا۔اس طرح خوشی کے اظہار مختلف تقریبات اور میلے منعقد ہونے لگے۔جو زرعی ثقافت کا حصہ بن گئے۔ترقی کی اس راہ پر انسان نے صرف زراعت پر انحصار نہیں کیا۔بلکہ اس نے آہستہ آہستہ صنعتیں قائم کرنا بھی شروع کر دیں۔صنعتوں کا قیام عموماً شہری آبادی کے قریب عمل میں آیا۔روزگار کے مواقع بڑھے تو آبادی شہروں کی طرف منتقل ہونے لگی۔اس طرح شہری ثقافت وجود میں آئی۔

زبان:

زبان کا مطالعہ کسی قوم کی تہذیب وتمدن اور ثقافت کا مطالعہ شمار کیا جاتا ہے۔زبان انسانی عمل کی پیداوار ہے۔یہ انسانوں کی روزمرہ زندگی کے مشغلوں سے ابھرتی اور ترقی پاتی ہے۔زبان کی تاریخ میں قوموں کی تاریخ،اور زندگی پنہاں ہوتی ہے۔جیسے جیسے کسی قوم کی تہذیب وتمدن اور معاشرتی قدروں میں فرق آتا ہے اس تبدیلی

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

کو اثر قوم کی زبان پر بھی ہوتا ہے۔ زبان ہی کے وسیلے سے یہ اقدار ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتی ہیں۔ لسانیات اور بشریات کے ماہرین کے مطابق انسانی ارتقاء کے بارے میں معلومات اس وقت حاصل ہوتی ہیں جب زبان اور ثقافت کے عمل کا جائزہ لیا جائے۔ زبان انسان کے جذبات، احساسات اور افکار و خیالات کے اظہار کا وسیلہ ہے۔ اس لیے اسے تہذیب و ثقافت کا آئینہ دار کہا جاتا ہے۔ زبان کے ذریعے انسان کے اجتماعی رویوں مجموعی نفسیات اور اقدار کی عکاسی ہوتی ہے۔ یہ وہ بنیاد ہے جس پر ثقافت کی تعمیر ہوتی ہے اور ثقافت کی بنیاد پر معاشرہ زندہ رہتا ہے۔ زبان اور ثقافت لازم و ملزوم ہیں جبکہ ثقافت معاشرے کو زندہ رکھنے کا سبب بنتی ہے۔

سوال نمبر 18: کن اسباب کی وجہ سے پاکستان کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے نیز آبادی میں اضافے کی وجہ سے کن مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ تفصیل سے لکھیں۔ (12)

جواب۔

پاکستان میں گزشتہ دو دہائیوں سے آبادی کی شرح میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا ہے اس اضافہ سے پاکستان میں معاشی معاشرتی اور دیگر کئی مسائل نے جنم لیا ہے پاکستان میں آبادی کے بڑھنے کی وجوہات کچھ یوں ہیں۔

دیہات کی نسبت شہروں میں زندگی کی سہولیات بہت زیادہ ہیں۔ اچھی تعلیم کے لیے اسکول و کالج، علاج معالجے کے لیے ہسپتال، کلینک، ڈاکٹر، دواؤں کی فراہمی اور تفریح کے لیے پارک موجود ہیں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

- ☆ شہروں میں روزگار کے مواقع زیادہ ہیں۔
- ☆ سائنس اور ٹیکنالوجی کی بدولت ضروریات زندگی مثلاً بجلی، پانی اور گیس شہروں میں دستیاب ہیں۔
- ☆ دیہاتی آبادی کی شہروں کی طرف منتقلی شہری علاقوں کی نہ صرف منصوبہ بندی کو متاثر کرتی ہے۔ بلکہ کئی مسائل پیدا کر دیتی ہے۔
- ☆ شہروں میں تجارت کے مواقع زیادہ ہیں۔
- ☆ آبادی میں اضافہ کی شرح زیادہ ہونے سے زرعی زمین پر بڑھتا ہوا دباؤ، روزگار کی کمی اور زمین کا چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہونا۔
- ☆ ضروریات زندگی کی بتدریج کمی۔
- ☆ بنیادی ضرورتوں کی عدم دستیابی۔
- ☆ **جاگیردارانہ نظام:** بے زمین کاشتکار، چھوٹے کاشتکاروں کے پاس زمین کی کمی، کسانوں کی بے دخلی اور دیہی غربت۔
- ☆ زمین کی زرخیزی میں کمی کی وجہ سے ناکافی پیداوار، سیم اور تھور کی وجہ سے زمین کا کاشتکاری کے قابل نہ رہنا۔
- ☆ قحط سالی، خوراک کی کمی۔
- مشینوں کے استعمال کی وجہ سے مزدوری کا خاتمہ۔
- ☆ قدرتی آفات مثلاً سیلاب اور فصلوں کی تباہی۔

آبادی کے بڑھنے سے پیدا ہونے والے مسائل۔

آبادی میں اضافے سے ملک میں مندرجہ ذیل مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

۱۔ معیشت کو نقصان پہنچ رہا ہے اور آمدنی کے ذرائع معدوم ہوتے جا رہے ہیں۔

۲۔ معیار زندگی متاثر ہونے کی وجہ سے مسائل اور جرائم میں آضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

۳۔ ملک میں بنیادی سہولیات کی فراہمی مثلاً علاج معالجہ، تعلیم، ضروریات زندگی کے ذرائع اور وسائل میں واضح کمی ہوتی جا رہی ہے۔

۴۔ پسماندگی کی شرح اور معاشی لحاظ سے ملک میں بے روزگاری، جہالت، جرائم، اور قتل و غارت گری بڑھتی جا رہی ہے۔

۵۔ ملکی معیشت میں طلب کی مقدار بڑھ رہی ہے جبکہ حاصلات کا حجم کم ہوتا جا رہا ہے۔ جس سے مسائل اور گھمبیر ہوتے جا رہے ہیں۔

۶۔ آبادی میں خطرناک حد تک اضافہ ملکی ساکھ اور سلامتی کے لیے بھی خطرہ بنتا جا رہا ہے۔

۷۔ حقوق کی پامالی اور انسانی وقار کی تذلیل جیسے عوامل سامنے آ رہے ہیں جس میں خطرناک حد تک اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

سوال نمبر 19: پاکستان کا طبعی ماحول انسانی طرز معاشرت، رہن سہن اور اقتصادیات پر کس طرح اثرات مرتب کر رہا ہے؟ تفصیلی جائزہ لیں۔ (12)

جواب۔ پاکستان کی ترقی پذیر معیشت کا تقریباً ہر پہلو ہی اس کے طبعی ماحول کے زیر اثر ہے۔ پاکستان کی آبادی کی تقسیم، زراعت، صنعتیں، تجارت، ذرائع آمدورفت، آبپاشی غرضیکہ معیشت کے ہر پہلو میں طبعی ماحول کے اثرات بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔ پاکستان کی آبادی کی تقسیم بھی طبعی ماحول کی تابع ہے۔ ملک کے زیادہ گنجان آباد علاقے دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں کے میدانی علاقے ہیں کیونکہ یہاں زراعت بہت اہم معاشی سرگرمی ہے اسی وجہ سے زیادہ تر زراعت سے متعلقہ اور دیگر صنعتیں بھی اسی زرعی خطے میں لگائی گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں آبادی کی گنجائش تقریباً 358 افراد فی مربع کلومیٹر اور صوبہ سندھ میں لگ بھگ 216 افراد فی کلومیٹر ہے۔ اس کے برعکس ملک کے شمالی اور مغربی پہاڑی اور نیم پہاڑی خطوں میں آبادی کی گنجائش نسبتاً کم ہے کیونکہ وہاں کا طبعی ماحول نہ ہی زراعت اور

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسٹنٹس کی ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

نہ ہی صنعت کاری کے لیے موزوں ہے۔انہی وجوہات کی بنا پر بلوچستان میں آبادی کی گنجائیت محض 19 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ملک کے تقریباً تمام اہم شہر مثلاً کراچی، لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، ملتان، گوجرانوالہ، پشاور، سیالکوٹ، کوئٹہ، بہاولپور، گجرات، مردان، سکھر، میرپورخاص، لاڑکانہ، رحیم یار خان اور نواب شاہ وغیرہ میدانی علاقوں یا سطوح مرتفع پر واقع ہیں۔ایک بھی اہم شہر پہاڑی یا نیم پہاڑی یا نیم پہاڑی خطوں میں واقع نہیں ہے۔شہری اور دیہی آبادی کی تقسیم پر بھی طبعی ماحول کا اثر واضح نظر آتا ہے۔میدانی علاقوں پر مشتمل صوبہ سندھ اور پنجاب میں شہری آبادی کا تناسب بالترتیب 49 فی صد اور 31 فی صد جبکہ پہاڑی نیم پہاڑی علاقوں اور سطوح مرتفع پر مشتمل صوبہ سرحد اور بلوچستان میں شہری آبادی کا تناسب بالترتیب 17 فی صد اور 24 صد ہے۔

طبعی ماحول۔

پاکستان کی زراعت بھی مکمل طور پر ملک کے طبعی ماحول کی تابع ہے۔صوبہ بلوچستان کی گرم اور خشک آب وہوا، آبپاشی کے لیے بڑے اور سارا سال بہنے والے دریاؤں کی عدم موجودگی اور مٹی کی کم زرخیزی کے سبب یہاں پر زراعت بڑے پیمانے پر ممکن نہیں ہے۔بلوچستان میں زراعت زیادہ تر ایسے پھلوں کے باغات تک محدود ہے جو اس صوبے کی آب وہوا اور مٹی سے مطابقت رکھتے ہیں۔صوبہ سرحد کا طبعی ماحول چونکہ بلوچستان کی نسبت زراعت کے لیے زیادہ موزوں ہے اس لیے پشاور کی وادی میں گندم، گنے، مکئی اور تمباکو کی کاشت وسیع پیمانے پر ہوتی ہے۔اس کے علاوہ صوبہ سرحد میں خاصی تعداد میں مویشی بھی پالے جاتے ہیں کیونکہ یہاں کی مٹی اور آب وہوا، گھاس کے میدانوں اور چراگاہوں کے لیے خاص موزوں ہے۔

صنعتی حصوں کی تقسیم۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

پاکستان میں صنعتوں کی تقسیم بھی طبعی ماحول کی مناسبت سے ہے۔چونکہ پاکستان کی زیادہ تر صنعتیں زراعت سے متعلقہ ہیں اس لیے ان کو ایسے علاقوں میں قائم کیا گیا ہے جہاں سے انہیں زرعی خام مال آسانی سے دستیاب ہو سکے۔سوتی کپڑے کی صنعت پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی سی حیثیت رکھتی ہے اور اس صنعت کے اہم مراکز پنجاب (فیصل آباد، رحیم یار خان، ملتان، بورے والہ، سرگودھا، لاہور اور اوکاڑہ) اور سندھ (حیدرآباد، ٹنڈو یوسف، ٹنڈو آدم ٹنڈو محمد خان اور خیرپور) میں کپاس کی کاشت کے علاقوں کے قرب وجوار میں واقع ہیں۔اسی طرح چینی کے زیادہ تر کارخانے صوبہ سرحد (مردان، چارسدہ، تخت بائی اور نورنگ سرائے) صوبہ پنجاب (راہوالی، پسرور، پتوکی، سمندری، کمالیہ چشتیاں بہاولپور، خانپور اور فیصل آباد) اور صوبہ سندھ (نواب شاہ، شہداد پور، میرپورخاص، ٹنڈو اللہ یار، ٹنڈو محمد خان، بدین، ٹھٹھہ، لاڑکانہ اور دادو) کے ایسے علاقوں میں قائم ہیں جہاں گنے کی کاشت کی جا سکتی ہے۔

ریل اور سڑکوں کی صورتحال۔

پاکستان میں سڑکوں اور ریل پر مشتمل نظام آمدورفت بھی طبعی ماحول کے زیراثر ہے۔پہاڑی اور نیم پہاڑی علاقے عموماً شوار گزار ہوتے ہیں اور میدان کی نسبت ان علاقوں میں ذرائع آمدورفت کی تعمیر کا کام بہت مہنگا اور مشکل ہوتا ہے جبکہ اس کے فوائد بھی محدود ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ میدانی علاقوں میں پھیلا ہوا ذرائع آمدورفت کا جال پہاڑی خطوں کی نسبت بہت وسیع ہے۔آمدورفت کے دیگر ذرائع کی تسبت سڑکوں کو پاکستان میں زیادہ اہمیت حاصل ہے۔کراچی کو طورخم سے ملانے والی جی ٹی روڈ، کراچی کو چمن کے راستے کوئٹہ ملانے والی سڑک، سپر انڈس ہائی وے، لاہور تا اسلام آباد موٹروے، اسلام آباد تا پشاور موٹروے، گوادر تا تو ڈیرو موٹروے، لاہور تا ڈیرہ اسماعیل خان سڑک اور حیدرآباد تا کراچی سپر ہائی وے پاکستان کی اہم شاہراہ ہیں اور یہ سب میدانی علاقوں اور سطوح مرتفع پر واقع ہے۔شاہراہ قراقرام اور راولپنڈی کو سرینگر سے ملانے والی سڑک پاکستان کی ان چند شاہراہوں میں سے ہیں جو مکمل طور پر پہاڑی علاقوں میں تعمیر کی گئی ہیں۔

اندرون وبیرون تجارت۔

پاکستان کی اہم ریلوے لائنیں مثلاً پشاور تا کراچی ریلوے لائن، کراچی تا کوئٹہ ریلوے لائن، روہڑی تا چمن ریلوے لائن اور ماڑی انڈس ریلوے لائن بھی میدانی ولاقوں میں زیادہ وسیع پیمانے پر موجود ہیں۔ملک کے 38 ہوائی اڈیں ہیں۔پاکستان کی زیادہ تر بیرون ملک تجارت سمندری ذرائع نقل وحمل سے ہوتی ہے اس ضمن میں پاکستان کی دو اہم ترین بندرگاہیں کراچی کی بندرگاہ اور پورٹ محمد بن قاسم ہیں۔یہ دونوں بندگاہیں اور مستقبل قریب میں تکمیل پانے والی گودار کی بندگاہ ملک کے ساحلی میدانی علاقوں میں واقع ہیں۔اندرون ملک تجارت کے حوالے سے کراچی پاکستان کا اہم ترین شہر ہے۔پاکستان کے اکثر بڑے تجارتی اور اداروں کے ہیڈکوارٹر کراچی میں ہی واقع ہیں اور پاکستان کی تقریباً تمام تر سمندری تجارت کراچی ہی سے کی جاتی ہے۔ثقافتی اعتبار سے بھی کراچی ایک نہایت متنوع شہر ہے۔کیونکہ پاکستان کے ہر صوبے سے لوگ نقل مکانی کر کے یہاں آ بسے ہیں اور اس ایک شہر میں ملک کے تمام علاقوں کے طرز معاشرت کی جھلک دیکھی جا سکتی ہے اسی وجہ سے کراچی کو عام طور پر Mini Pakistan کہتے ہیں۔

معاشرتی اثرات:

پاکستان کے مختلف صوبوں کے معاشرتی نظام بھی بڑی حد تک ان علاقوں کے طبعی ماحول کی عکاسی کرتے ہیں۔صوبہ بلوچستان کا طبعی ماحول بڑے پیمانے پر زراعت اور صنعت کاری کے لیے غیر موزوں ہونے کے سبب یہاں روزگار کے ذرائع نہایت محدود ہیں۔یہی وجہ ہے کہ بلوچستان کی آبادی بہت تھوڑی ہے اور یہ آبادی پورے بلوچستان میں پھیلی ہونے کی بجائے چند شہروں، قصبات اور بڑے دیہاتوں تک محدود ہے۔آبادی کی اس صورت حال نے صوبے میں عمومی طور پر پھیلی ہوئی غربت اور تعلیم کی کمی کے ساتھ مل کر قبائلی طرز معاشرت کو جنم دیا ہے۔ایسی صورت حال صوبہ سرحد میں بھی ہے۔اپنے صوبے میں روزگار کے مناسب مواقع نہ ملنے کے

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی حل شدہ اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سبب صوبہ سرحد کے لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد دوسرے صوبوں کا رخ کرتی ہے اور ساتھ ساتھ اپنی ثقافت اور سوم ورواج کو بھی ان صوبوں میں متعارف کرواتی ہے۔

طبعی حالات اور صوبائی صورتحال۔

صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ کے طبعی حالات چونکہ زراعت اور صنعت کے لیے موزوں ہیں اس لیے ان صوبوں میں لوگوں کی معاشی حالت نسبتاً بہتر ہے اور شہری آبادی کا تناسب بھی صوبہ سرحد اور بلوچستان کی نسبت زیادہ ہے۔لہٰذا پنجاب اور سندھ میں تعلیم اور صحت کی سہولتیں لوگوں کو زیادہ وسیع پیمانے پر میسر ہیں۔تاہم صوبہ پنجاب اور سندھ کے دیہی علاقوں میں جاگیرداری نظام رائج ہے جس کی وجہ سے یہ علاقے انسانی ترقی کے معاملے میں شہروں سے بہت پیچھے ہیں۔جاگیرداری نظام عموماً زرعی معاشروں میں جنم لیا کرتا ہے اور صوبہ پنجاب یہ میں واقع پوٹھوار میں جاگیرداری نظام کی عدم موجوگی کا سبب اس خطے کا مخصوص طبعی ماحول ہے۔پوٹھوار کے بیشتر حصے مٹی کے شدید کٹاؤ کا شکار ہیں۔یہاں بہنے والے ندی نالے اردگرد کی زمین سے خاصہ نیچے واقع ہیں اور اس وجہ سے آبپاشی کے لیے غیر موزوں ہیں۔ان وجوہات کی بنیاد پر خطہ پوٹھوار میں بڑے پیمانے پر زراعت ممکن نہیں ہے اور لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد کا پیشہ ملازمت ،خصوصاً سرکاری ملازمت سے وابستہ ہے۔پاکستان کی بری افواج میں باقی تمام علاقوں کی نسبت خطہ پوٹھوار کی نمائندگی سب سے زیادہ ہے۔ایسی صورت حال میں اس خطے میں جاگیرداری نظام پنپ نہیں سکتا۔

طبعی ماحول اور حالات کا جائزہ ولباس۔

پاکستان میں رائج مختلف ملبوسات بھی ہمارے طبعی ماحول کی عکاسی کرتے ہیں۔اگرچہ شہروں میں مغربی لباس پہننے کا رواج بھی عام ہے تاہم دیہی علاقوں میں چونکہ لوگوں کے پاس موسم کی شدت سے بچنے کے لیے زیادہ سہولتیں میسر نہیں ہیں اس لیے ان کو اپنا روایتی لباس پہننا پڑتا ہے جوان کے طبعی ماحول سے مطابقت رکھتا ہے۔صوبہ سندھ اور پنجاب میں لوگ عموماً کھلے ملبوسات مثلاً شلوار قمیض ،دھوتی اور کُرتا وغیرہ پہنتے ہیں تاکہ گرمیوں کے موسم میں ہوا ان کے پسینے کو خشک کر سکے اسی طرح سر پر پگڑی پہننے اور رومال باندھنے کا رواج بھی عام ہے تاکہ سر کو شمسی تمازت سے بچایا جاسکے۔بلوچستان کے بھی زیادہ تر علاقوں میں ڈھیلے ڈھالے ملبوسات اور پگڑیوں کا ہی رواج ہے۔صوبہ سرحد کے اکثر علاقوں میں موسم چونکہ سردی کی طرف مائل ہوتا ہے اس لیے وہاں شلوار قمیض اور واسکٹ پہننے کا رواج ہے اور سر پر گرم ٹوپی بھی لی جاتی ہے۔

ماحول کی مطابقت۔

پاکستان کے بیشتر علاقوں کا روایتی طرز تعمیر بھی ان خطوں کے طبعی ماحول سے مطابقت رکھتا ہے۔چونکہ پاکستان کے بیشتر خطے گرم موسم کے علاقے شمار کیے جاتے ہیں اس لیے روایتی طور پر تعمیر کردہ رہائشی مکانات کی دیواریں اینٹوں کی چنائی سے بنا کر ان پر گارے کا لیپ کر دیا جاتا ہے۔چھتوں کی تعمیر میں لکڑی کے شہتیر استعمال کئے جائے ہیں اور ان پر بھی مٹی کی تہہ جمائی جاتی ہے۔اس انداز میں تعمیر کردہ مکانات کے اندر موسم خاصی حد تک معتدل رہتا ہے۔روایتی طرز پر بنے مکانات کو خاص طور پر ہوا دار بھی بنایا جاتا ہے تاکہ گرمی کی شدت کو کم کیا جاسکے۔تاہم اس نوعیت کے مکانات زیادہ تر پائیدار نہیں ہوتے اور آہستہ آہستہ ان کی جگہ مغربی طرز پر بنے مکانات نے لینی شروع کر دی ہے جن میں سیمنٹ اور سریے کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔

مختلف زبانوں کی تقسیم۔

پاکستان میں مختلف زبانوں کی تقسیم بھی خاصی حد تک جغرافیائی عوامل اور طبعی ماحول سے مطابقت رکھتی ہے۔صوبہ پنجاب میں بولی جانے والی پنجابی زبان اور صوبہ سندھ کی سندھی زبان آپس میں خاصی مماثلت رکھتی ہیں ان کے کئی الفاظ اور تراکیب بھی یکساں ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پنجاب اور سندھ کے طبعی ماحول خاصی حد تک ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور ان دونوں زبانوں کو ایک دوسرے سے بہت کچھ حاصل کرنے کا موقع ملا ہے۔اس کے برعکس صوبہ سرحد اور بلوچستان میں رائج زبانوں مثلاً بلوچی ،براہوی اور پشتو کی پنجابی اور سندھی زبانوں سے زیادہ مماثلت نہیں ہے کیونکہ ان خطوں کا طبعی ماحول پنجاب اور سندھ کے طبعی ماحول سے بالکل جُدا ہے اور قیام پاکستان سے قبل ان صوبوں کے درمیان ثقافتی اقدار کا تبادلہ بہت محدود تھا۔

سوال نمبر 20 طبعی خدوخال سے کیا مراد ہے؟طبعی خدوخال کے لحاظ سے پاکستان کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے؟(8)

جواب۔

پاکستان کی ترقی پذیر معیشت کا تقریباً ہر پہلو اس کے طبعی ماحلو کے زیر اثر ہے۔پاکستان کی آبادی کی تقسیم ،زراعت ،صنعتیں ،تجارت ،ذرائع آمدورفت ،آبپاشی غرضیکہ معیشت کے ہر پہلو میں طبعی ماحول کے اثرات بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔پاکستان کی آبادی کی تقسیم بھی طبعی ماحول کے طابع ہے۔ملک کے زیادہ گنجانیت آباد علاقے دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں کے میدانی علاقے ہیں۔کیونکہ یہاں زراعت بہت اہم معاشری سرگرمی ہے اسی وجہ سے زیادہ تر زراعت سے متعلقہ اور دیگر صنعتیں بھی اسی زرعی خطے میں لگائی گئی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں آبادی کی گنجانیت تقریبا358افراد فی مربع کلومیٹر ہے اور صوبہ سندھ میں لگ بھگ 216افراد فی کلومیٹر ہے۔اس کے برعکس ملک کے شمالی اور مغربی پہاری اور نیم پہاڑی خطوں میں آبادی کی گنجانیت نسبتاً کم ہے کیونکہ وہاں کا طبعی ماحول نہ ہی زراعت اور نہ ہی صنعت کاری کے لئے موزوں ہے۔انہی وجوہات کی بنا پر بلوچستان میں آبادی کی گنجانیت محض 19 افراد فی مربع کلومیٹر ہے ملک کی تقریبا! تمام اہم شہر مثلاً کراچی ،لاہور ،فیصل آباد ،راولپنڈی ،ملتان ،گوجرانوالہ ،پشاور ،سیالکوٹ ،کوئٹہ ،بہاولپور ،گجرات ،مردان ،سکھر ،میر پور خاص ،لاڑکانہ ،رحیم یار خان اور نواب شاہ وغیرہ میدانی علاقوں یا سطوح مرتفع پر واقع ہیں۔ایک بھی اہم شہر پتھری یا نیم پہاڑی خطوں میں واقع نہیں ہے۔شہری آبادی اور دیہی آبادی کی تقسیم پر بھی طبعی ماحول کا اثر واضح نظر آتا ہے۔میدانی علاقوں پر مشتمل صوبہ سندھ اور پنجاب میں شہری آبادی کا تناسب بالترتیب 49فی صد اور 31فیصد جبکہ پہاڑی نیم پہاڑی علاقوں اور سطوح مرتفع پر

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ،ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ،ایم ایس سی ،ایم فل تک تمام کلاسز میں داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ،پروپوزل ،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مشتمل صوبہ سرحد اور بلوچستان میں شہری آبادی کا تناسب بالترتیب 17 فیصد اور 24 فی صد ہے۔

زراعت کی اہمیت۔

زراعت ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حثیت رکھتی ہے ملک کی معشیت اور ضروریات کا زیادہ تر انحصار زراعت پر کیا جاتا ہے پاکستان ایک زرخیز ملک ہے یہاں پر ہر طرح کی فصل اُگائی جاتی ہے لیکن بدقسمتی سے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے مسائل نے زراعت کے شعبے میں جنم لے لیا ہے جس کی وجہ سے ملک ہر سال زراعت کے شعبہ میں مطلوبہ اہداف حاصل نہیں کر پاتا ہے جب تک ان خامیوں پر قابو نہیں پایا جاتا ہم معاشی لحاظ سے زرعی شعبہ میں خود کفیل نہیں ہو سکتے ہیں۔

معاشرت پر اثرات۔

انسانی زندگی کی بقاء اور اس کی بڑھوتری ،ترقی وتنزلی کا زیادہ تر دارومدار موسمی تبدیلیوں پر ہوتا ہے انسان نے ایک جگہ رہنے اور اپنے وسائل کا منصفانہ استعمال بھی موسمی تبدیلیوں اور موسمی آفات سے مقابلے اور ڈر کی غرض سے کیا۔موسمی تبدیلیاں انسانی معاملات کے ساتھ ساتھ علاقائی محل وقوع اور اس سے جڑے معدنیات اور فصلوں تک پر بھی اپنے بہتر اثرات مرتب کرتی ہیں۔

آب وہوا اور انسانی زندگی پر اثرات۔

آب وہوا جتنی فضا کی نمی اور فصلوں کی افزائش اور تروتازگی کے لئے ضروری ہے اتنی ہی یہ انسانی زندگی کی مصروفیات اور عام زندگی کے معاملات کو بھی خاصا متاثر کرتی ہیں انسان پہلے دن سے ہی آسانیوں اور بہتر سے بہتر معیار زندگی کا متلاشی رہا ہے اور ایسی صورت میں اس نے ہمیشہ ایسے علاقوں کا رخ کیا ہے جس کی آب وہوا معتدل اور انسان کی ہر قسم ی سرگرمی کے لئے مناسب ہو۔وقت کے ساتھ ساتھ انسان نے موسمی تغیرات اور قدرتی آفات مثلاً سیلاب ،زلزلہ،طوفان،تیز ہوائیں،بارشوں سے مقابلہ کرنا سیکھ لیا اور یہی ہنر اسے آگے جا کر کام آیا اور اس نے اپنی زندگی کے معیار کو جنگل سے لیکر شہری زندگی پر منتقل کر دیا اور رفتہ رفتہ آج کے معاشرتی زندگی کے انسان کی صورت میں وہ ان موسمی تبدیلیوں سے خائف نہیں ہے بلکہ اور ترقی حاصل کرتا جا رہا ہے۔

نقصانات اور انسانی اقدامات۔

مختلف موسمی تبدیلیاں اگرچہ وقت کا تقاضا ہیں لیکن آج کے معاشرے میں انسان نے ان چیزوں سے مقابلہ کرنا سیکھ لیا ہے سیلاب سے متاثرہ لوگ آج کل بند باندھ کر اور مختلف حفاظتی باڑ کے زریعے اس آفت کا مقابلہ کرتے ہیں حکومتی سطح پر محکمہ زلزلہ کے ہونے سے زلزلے کی آمد کا بروقت بتا دینے سے آج کا انسان ممکنہ نقصان سے پہلے ہی بچ جاتا ہے اور محفوظ مقام کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔اس کے علاوہ سیلاب کا یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ مٹی کی زرخیزی بڑھ جاتی ہے۔

آب وہوا اور انسانی زندگی۔

انسانی زندگی کے روزمرہ معاملات اور مشاغل پر آب وہوا پر گہرہ اثر ڈالتی ہے یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں مختلف آب وہوا ہونے کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کی طرز زندگی اور بود وباش دیگر علاقوں سے یکسر مختلف ہے۔اس کی مثال اس طرح دی جا سکتی ہے کہ پاکستان کے شمالی علاقوں میں موسم خاصا سرد ہوتا ہے یہاں تک کے اکثر علاقے برف سے ڈھکے ہوئے ہیں برف باری کی وجہ سے بعض اوقات راستے بند ہو جانے کی وجہ سے لوگوں کے معاملات جام ہو کر رہ جاتے ہیں گلگت کے علاقے کے لوگ اکثر اس موسم میں روزگار کی غرض سے میدانی علاقوں کا رخ کرتے ہیں۔گرمیوں کا موسم شروع ہوتا ہے تو لوگوں کی چھل پہل اور روزمرہ معاملات میں رونق آ جاتی ہیپودے اور گھاس ہرے بھرے ہو جاتے ہیں کسان اپنی ساری توجہ فصلوں کی طرف مبذول کر دیتے ہیں بچے بوڑھے سب کام میں لگ جاتے ہیں پاکستان کے جنوب کے علاقے وسیع میدانوں پر مشتمل ہیں اسی لئے یہاں کی آب وہوا گرم مرطوب رہتی ہے۔اس لئے اس بات میں کوئی قباحت نہیں کے آب وہوا انسان کی زندگی اور روز کے معاملات پر براہ راست اثر ڈالتی ہے۔

سوال نمبر 21 پاکستان کے گردوپیش کے ساتھ اس کے محل وقوع کی جغرافیائی اہمیت بیان کریں۔ (6)

جواب۔

پاکستان کا محل وقوع

محل وقوع کے لحاظ سے پاکستان جنوبی ایشیاء کے خطے میں واقع ہے۔اس کے گردوپیش میں بہت سے ممالک ہیں جو پاکستان کے سیاسی معاشی اور تمدنی تعلقات پر لازماً اثر انداز ہوتے ہیں۔مثلاً مغرب میں افغانستان واقع ہے جس کی پاکستان کے ساتھ 2250 کلومیٹر لمبی سرحد ہے۔جنوب مغرب میں ایران واقع ہے جس کی پاکستان کے ساتھ سرحد کی طوالت تقریباً 800 کلومیٹر ہے۔شمال مشرق میں عوامی جمہوریہ چین واقع ہے جس کی پاکستان کے ساتھ 520 کلومیٹر طویل سرحد لگتی ہے۔اسی طرح مشرق میں بھارت واقع ہے۔اور پاک بھارت سرحد لگ بھگ 1280 کلومیٹر طویل ہے۔کشمیر کے متنازعہ علاقے میں پاکستان اور بھارت کے درمیان 770 کلومیٹر طویل عارضی حد بندی ہے جسے لائن آف کنٹرول (Line of Control) کہا جاتا ہے۔پاکستان کی جنوبی سرحد بحیرہ عرب سے ملتی ہیں جو بحر ہند کا حصہ ہے۔

پاکستان کے محل وقوع کی جغرافیائی اہمیت

ہر ملک کے محل وقوع کا تعلق اس کے گردوپیش پائے جانے والے طبعی ،سیاسی اور تمدنی تناظر سے ہوتا ہے،جس سے اس ملک کی بین الاقوامی اہمیت بڑھتی یا گھٹتی ہے اس لیے محل وقوع نہ صرف آب وہوا،طبعی خدوخال اور زرعی وسائل بلکہ ملک کی سیاسی اقتصادی اور تمدنی سرگرمیوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔مثال کے طور پر اگر پاکستان

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس،پروپوزل،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

کو اپنے طبعی تناظر میں دیکھا جائے تو اس کے شمالی علاقے ایک ایسے سلسلہ ہائے کوہ (کوہ ہمالیہ اور کوہ قراقرم) سے وابستہ ہیں جو قدرتی فصیل کے طور پر نہ صرف انسانی حملہ آوروں بلکہ موسم سرما میں یخ بستہ ہواؤں کو بھی پاکستان میں داخل ہونے سے روکتی ہے۔جنوب میں اس کی سرحد بحیرہ عرب (بحرہ ہند) کے پانیوں کو چھوتی ہے اس لیے پاکستان بحر ہند کے پانیوں کو فوجی، تجارتی اور اقتصادی مقاصد کے لیے استعمال کرسکتا ہے۔جبکہ افغانستان اور وسطِ ایشیائی ممالک (تاجکستان، ازبکستان، ترکمانستان وغیرہ) خشکی سے گھرے ہونے اور سمندروں تک رسائی نہ ہونے کے سبب پاکستان کے راستے بحیرہ عرب کے پانیوں تک پہنچاتے ہیں اسی وجہ سے پاکستان کے محل وقوع کی بین الاقوامی طور پر بہت اہمیت ہے۔

پاکستان کے خاص محل وقوع کی وجہ سے آب و ہوا میں بھی تنوع رہتا ہے مثلاً موسم گرما میں جنوبی سمندروں سے اٹھتی ہوئی مون سون ہوائیں پاکستان کے مشرقی اور شمال مشرقی حصوں میں بارش برساتی ہیں جبکہ پاکستان کا جنوبی اور مغربی علاقہ صحرائی ہواؤں کے اثر سے خشک رہتا ہے اس کے برعکس موسم سرما میں پاکستان کے بیشتر حصے مغرب اور شمال مغرب کی سمت سے آنے والے گردبادوں سے بارش وصول کرتے ہیں ان موسمی حالات کی وجہ سے پاکستان کی سرزمین میں دنیا کی تقریباً تمام زرعی فصلیں، پھل اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔

سوال نمبر 22: **مندرجہ ذیل پر نوٹ تحریر کریں۔ (40)**

1- پاکستان میں بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں۔
2- گندھارا تہذیب کا فن مجسمہ سازی اور فن تعمیر۔
3- جنرل یحییٰ کا دورِ حکومت
4- آزادی کے بعد پاکستان کی نئی حکومت کو درپیش مسائل۔

کاشان اکیڈمی

جواب:

1- پاکستان میں بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں۔

0334-5504551

جواب پاکستان کے تمام لوگ معاشرے میں ہونے والی بے انصافیوں کے خود ذمہ دار ہیں کیونکہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزیوں میں ہم خود بھی کسی حد تک ملوث ہوتے ہیں۔ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے خطے کی اچھی اور مثبت روایات کو مدنظر رکھ کر انسان دوست اقدار کو فروغ دیں۔کسی بھی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے پہلے اسے جاننا اور سمجھنا ضروری ہے۔اس لیے ہمیں چاہیے کہ پاکستان میں بنیادی حقوق کی خلاف ورزیوں اور ان کے اسباب پر ایک نظر ڈالیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

Download Free Assignments from

ا۔ **معاشرے میں عورتوں کو کمتر سمجھنا:۔** جان و مال کے تحفظ کے بعد انسانی عزت و حرمت کا تحفظ بہت ضروری ہے۔خاص طور پر مذہب اسلام میں مرد و زن دونوں برابر ہیں اور دونوں کے عزت و وقار میں کوئی فرق نہیں۔جیسا کہ پاکستانی معاشرہ بنیادی طور پر ایک جاگیردارانہ معاشرہ ہے اور جاگیردارانہ معاشروں میں عورت کو ملکیت سمجھا جاتا ہے اس لیے پاکستان میں خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک زندگی کے ہر شعبہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔پیدائش سے لے کر مرتے دم تک معاشرتی اور ریاستی سطح پر ثانوی نوعیت کے سلوک کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔سرکاری سطح پر ملک نے اس ضمن میں چند اقدامات بھی کیے۔عورت کے خلاف سرزد ہونے والے بہت سے ایسے جرائم جن کا تعلق سنگین تشدد سے ہے رپورٹ نہ درج ہونے کے باعث بے نقاب نہیں ہوتے۔

Solvedassignmentsaiou.com

پاکستانی معاشرے میں عام طور پر عورتوں کو مردوں کے مقابلے میں کند ذہن، کم عقل، جذباتی اور کمتر سمجھا جاتا ہے جو ایک غلط ریت ہے۔اسی لیے لڑکیوں کو لڑکوں کے مقابلے میں خوراک، تعلیم، صحت کی سہولیات، تفریح کے مواقع اور آزادی کم میسر آتی ہے۔اور ایسے کئی قوانین بھی ہیں جو عورتوں سے امتیازی سلوک کا ذریعہ بنتے ہیں۔

۲۔ **طبقاتی ناہمواری:۔** طبقاتی ناہمواری کا نظام برابری اور آزادی دونوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔نظام کی طبقاتی ناہمواری دراصل جمہوری اقدار کی نفی ہے۔جس معاشرے میں طبقاتی کشمکش شدت اختیار کر جائے تو اس کی بنیادیں کھوکھلی ہونے لگتی ہیں اور اندرونی خلفشار جڑ پکڑنے لگتا ہے۔معاشرے کے محروم طبقے سے وابستہ افراد مایوسی، احساس کمتری، حسد اور دیگر کئی اخلاقی و ذہنی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں جو مستقبل میں بڑے اور سنگین نوعیت کے جرائم کا پیش خیمہ بنتے ہیں۔ان جرائم کے نتیجے میں ملک و قوم کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

۳۔ **اقلیتوں کے خلاف قوانین:۔** پاکستانی معاشرے میں اقلیتی مذاہب کے افراد کو مسلمان شہریوں کے برابر نہیں سمجھا جاتا۔مذہبی بنیادوں پر تفریق کی جاتی ہے۔مثال کے طور پر غیر مسلم افراد صدر یا وزیر اعظم نہیں بن سکتے جبکہ دیگر جمہوری ممالک میں اقلیتی مذاہب کے لوگ ان عہدوں پر فائز ہو سکتے ہیں۔اس کے علاوہ جداگانہ انتخابات کے نظام کی وجہ سے اقلیتی مذاہب کے لوگ عام نمائندوں کو ووٹ نہیں دے سکتے اور صرف اپنے ہی مذہب کے نمائندوں کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے ووٹ دے سکتے ہیں۔تحریک آزادی کے دوران قیام پاکستان کے فوراً بعد قائداعظم نے اقلیتوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ بطور شہری ان کے حقوق برابر ہوں گے اور ریاستی سطح پر ان کے خلاف کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔

۴۔ **غربت اور تعلیم کی کمی:۔** پاکستان میں عموماً تعلیم کی کمی کی وجہ سے لوگوں میں بنیادی حقوق کا شعور بیدار نہیں ہوا ہے۔کسی بھی ترقی پذیر ملک کے لیے غربت، مفلسی اور بے روزگاری سب سے بڑی محرومی ہے۔خون پسینہ ایک کر کے بھی اگر زندگی کی بنیادی ضروریات پوری نہ ہوں تو فرد مزید سختیاں برداشت کرنے کی بجائے تشدد پر اتر آتا ہے۔خاص طور پر اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان زیادہ تیزی سے اس منفی رویوں کا شکار ہوتے ہیں اگر ان کی قابلیت و استطاعت کے مطابق کوئی باعزت روزگار عرصہ دراز سے انہیں میسر نہ آئے تو وہ تخریبی سرگرمیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔تعلیم کی کمی کا ایک نمایاں سبب تعلیم کی سہولیات میں کمی ہے جس کا تا حال کوئی خاطر خواہ اطمینان بخش تدارک نہیں کیا گیا۔شرح خواندگی کے لحاظ سے پاکستان دنیا کے انتہائی کم پڑھے لکھے معاشروں میں سے ایک ہے۔دیہی علاقوں میں سینکڑوں سکول ایسے ہیں جن کی کوئی عمارت

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سرے سے موجود ہی نہیں۔ درس و تدریس کا سلسلہ کھلے آسمان تلے مٹی کے کچے فرش پر ہی جاری رکھا جاتا ہے۔ جبکہ سکولوں کی کثیر تعداد ایسی ہے جو اگرچہ عمارت تو رکھتی ہے لیکن نہایت ہی خستہ حالت میں ہوتی ہے۔ میلوں کا سفر پیدل طے کر کے سکول کے بچے جب دور دراز مقام پر واقع سکول میں پہنچتے ہیں تو وہاں استاد کی عدم موجودگی طلبہ کے قیمتی وقت کے مزید ضیاع کا باعث بنتی ہے۔ ملک کی کثیر تعداد ناخواندہ ہونے کے باعث اپنے بنیادی حقوق سے بہرہ مند نہیں ہے۔

۵۔ **غلام مزدور اور جبری مشقت:۔** پاکستان میں بھٹوں اور دیگر جگہوں پر بھی غلام مزدور اور جبری مشقت کی زبردست روش برقرار ہے۔ یہ مزدوری غلامانہ طرز کی مزدوری ہوتی ہے جس میں پیشگی دے کر کسی بھی مزدور کو تاحیات غلام بنالیا جاتا ہے۔ سندھ میں ہاریوں کا یہی حال ہے اور ملک کے دیگر حصوں میں بھٹہ مزدوروں کا بھی غلامی کا سا حال ہے۔ یہ آزادی اور برابری دونوں قدروں کے بالکل متضاد ہے۔ ان غلامانہ مزدوروں کی خستہ حالت اور بیچارگی اس قدر زیادہ ہے کہ اسے انسانی حقوق کی شدید ترین اور واضح خلاف ورزی کہا جا سکتا ہے۔

۶۔ **قبائلی رسم و رواج:۔** پاکستانی معاشرے میں ایسی ان گنت روایات اور رسوم و رواج ہیں جو انسانی زندگی کو دشوار بنانے کا موجب ہیں۔ جہیز کی رسم جس کی وجہ سے انسانی حقوق کی واضح طور پر پامالی ہوتی ہے۔ خاندان سے باہر شادی نہ کرنا، رشتے کرتے وقت خصوصاً بیٹیوں کے احساسات کا پاس نہ کرنا ایسی روایات ہیں جن کے نتیجے میں بنیادی حقوق کی نفی ہوتی ہے۔

پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ''ولور'' کی رسم کے تحت عورتوں کو بیچا جاتا ہے۔ ایک باپ کسی مرد سے رقم حاصل کر کے اپنی بیٹی کو اس سے بیاہ دیتا ہے۔ جس کے نتیجے میں بیٹی انسان کے بجائے ایک غیر جاندار شئے بن جاتی ہے۔ شوہر کے گھر میں اس کی زندگی غلاموں کی سی ہوتی ہے کیوں کہ وہ اسے خریدنے کے بعد اپنی ذاتی ملکیت تصور کرتا ہے۔ اس کی حیثیت بھیڑ بکری سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اسی طرح قبائلی علاقوں میں سورہ، وانی اور خون بہا کی رسم بھی رائج ہے جس کے تحت دو متصادم قبائل میں صلح کی غرض سے لڑکیاں مقتول کے بھائی یا رشتہ دار کو عطا کر دی جاتی ہیں۔ اس طرح دونوں قبیلوں کے درمیان پرامن کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ یہ رسم بھی آزادی اور برابری کی اقدار کے خلاف ہے۔

۷۔ **جاگیرداروں کی نجی جیلیں:۔** 1992ء میں ملک کے کچھ علاقوں میں جاگیرداروں کی نجی جیلوں کا انکشاف ہوا جہاں وہ ہاریوں، مزارعوں اور ان کے بیوی بچوں کو قید رکھتے ہیں۔ ان کے کارندے اور وہ خود عورتوں، مردوں اور کمسن بچوں پر جنسی اور دیگر قسم کا تشدد کرتے ہیں۔ پاکستان کے کمیشن برائے انسانی حقوق نے اس طرح کے بہت سے قیدی ہاریوں کو زنجیروں اور جیلوں سے آزاد کروایا ہے۔ لیکن ابھی بھی بہت سی جیلیں ایسی ہیں جن کے بارے میں علم نہیں ہے۔ یہ انتہائی افسوس ناک بات ہے اور آزادی اور مساوات کے اقدار کے خلاف ہے۔ اکثر جاگیردار سیاسی طور پر طاقتور ہوتے ہیں چنانچہ مقامی انتظامیہ ان کی جیبوں میں ہوتی ہے اور مظلوم ہاریوں اور مزارعوں کے خلاف اکثر جاگیردار اور اس کے کارندوں کی مدد کرتے ہیں۔

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

2- گندھارا تہذیب کا فن مجسمہ سازی اور فن تعمیر۔

فن مجسمہ سازی: بدھ مذہب کے بانی مہاتما بدھ کی وفات کے تقریباً 500 سال بعد بدھ مت دو فرقوں میں بٹ گیا۔ ایک فرقہ ہنایانہ (چھوٹا پہیہ) اور دوسرا مہایانہ (بڑا پہیہ) کہلاتا تھا۔ ہنایانہ فرقے کے مطابق مہاتما بدھ کی مورتی بنانا گناہ تصور کیا جاتا تھا جبکہ مہایانہ فرقے کے پیروکار مہاتما بدھ کو دیوتا سمجھتے تھے اس لیے مہاتما بدھ کے مجسمے بننا شروع ہو گئے اور مہاتما بدھ کی باقاعدہ عبادت کا آغاز ہوا۔ راجہ کنشک کے دور میں مہاتما بدھ کے مجسمے پوری سلطنت کے طول و عرض میں بننا شروع ہو گئے۔ اب مہاتما بدھ ایک مرحوم رہنما نہ تھے بلکہ ایک دیوتا تھے۔ اور اس طرح ایک بے خدا مذہب کو خدا مل گیا۔ گوتم بدھ کے مجسمے لاکھوں کی تعداد میں بننا شروع ہو گئے۔ اس وقت کے مجسموں کو تاریخ میں ''گندھارا آرٹ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ گندھارا میں وادی پشاور، سوات، بونیر اور مالاکنڈ۔ پتھر کے فن بت تراشی کے اہم مراکز تھے۔

فن تعمیر: پاکستان میں گندھارا تہذیب کی باقیات کے آثار جس میں رہائشی مکانات، بازار، سٹوپہ، خانقاہیں وغیرہ شامل ہیں، مغرب میں درہ خیبر اور ڈیورنڈ لائن سے لے کر مشرق میں مانکیالہ سٹوپہ تک اور شمال میں شاہراہ قراقرم سے لے ضلع اٹک کی جنوبی حدود تک پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ علاقہ تقریباً 175 میل شرقاً غرباً اور 220 میل شمالاً جنوباً ہے۔ اس کا اکثر حصہ کوہستانی ہے۔ یہ تمام علاقہ بدھ مذہب کے آثا سے بھرا پڑا ہے۔

(i) سٹوپہ: سٹوپہ سنسکرت کا لفظ ہے۔ سٹوپہ بدھ مت میں اس راکھ اور جلی ہوئی ہڈیوں کے ڈھیر کو کہتے ہیں جو نعش یا چتا کو نذر آتش کرنے کے بعد دفنانے کے غرض سے بنائے جاتے تھے۔ سٹوپہ میں مہاتما بدھ یا کسی بدھ مت کے بزرگ کی جلی ہوئی ہڈیاں اور اس کے ساتھ اس کے کچھ زیر استعمال اشیاء کو دفنا دیا جاتا تھا۔ سٹوپہ گویا بدھ مت کے بزرگوں کی راکھ یا ان کے مزار کو کہتے تھے۔

(ii) خانقاہیں: بادشاہ کنشک نے بدھ مت اختیار کرنے کے بعد پوری سلطنت میں بہت سی شاندار خانقاہیں، بدھ وہارے، سٹوپے اور سنگھرامے تعمیر کروائے۔ خانقاہ اصل میں پجاریوں، بھکشوؤں اور بھکشنیوں کی رہائش گاہ تھی۔ ان خانقاہوں میں متعدد کمرے، کوٹھڑیاں، حجرے، باورچی خانے اور غسل خانے بھی ہوتے تھے۔

3- جنرل یحییٰ کا دور حکومت:

1969ء میں جنرل ایوب خان کے مستعفی ہونے پر جنرل محمد آغا محمد یحییٰ خان نے ملک کا اقتدار سنبھالا۔ انہوں نے اپنی نشری تقریر میں چند اہم فیصلوں کا اعلان کیا، جو مندرجہ ذیل ہیں۔

ون یونٹ کا خاتمہ: یحییٰ خان نے وحدت مغربی پاکستان کو توڑ کر پرانے صوبوں کو بحال کر دیا۔ اور دسمبر 1970ء کو عام انتخابات کا اعلان بھی کیا۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اہم مسائل نظر انداز: منصفانہ انتخابات کے حصول میں یحیٰی خان نے نہایت اہم مسائل کو نظر انداز کر دیا۔ انہوں نے عام انتخابات کو وعدہ کیا لیکن صوبوں کی نمائندگی کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کیا۔ اس وقت پاکستان کے پانچ صوبے تھے۔ صوبہ مشرقی پاکستان ہر لحاظ سے مغربی پاکستان کے چار صوبوں سے بڑا تھا۔ انتخابات میں زیادہ نمائندے مشرقی پاکستان سے آئیں گے جبکہ مغربی پاکستان کے چاروں صوبوں کو نمائندگی آبادی کی بنیاد پر دی جائے گی۔

انتخابی نتائج: ملک میں کوئی جماعت سیاسی اور قومی سطح پر کامیاب نہ ہو سکی۔ اسمبلی کے اراکین کی تعداد 313 مقرر کی گئی تھی۔ انتخابات میں مشرقی پاکستان کی عوامی لیگ نے 167 نشستیں حاصل کر کے اسمبلی میں اکثریت حاصل کی۔

سقوط مشرقی پاکستان: اس دور کا بدترین سانحہ مشرقی پاکستان کو سمجھا جاتا ہے۔ مشرقی پاکستان، پاکستان سے الگ ہو گیا۔ جو آج بنگلہ دیش کے نام سے الگ ریاست ہے، اسکی کئی وجوہات ہیں۔

مرکزی حکومت سے دوری: مشرقی پاکستان کے عوام کو یہ احساس تھا کہ انھیں مرکزی حکومت میں شرکت کا موقع نہیں دیا جاتا۔ صدر ایوب کے صدارتی نظام کی بدولت سیاست میں حصہ لینے کے لئے ان پر دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔

معاشی حالت: دوسری بڑی وجہ مشرقی پاکستان کی معاشی حالت تھی۔ دن بدن سیلاب آ جانے کی وجہ سے لوگوں کا جینا محال تھا۔ حکومت پاکستان جو اقتصادی ترقی کے منصوبے بناتی تھی۔ اس سے مشرقی پاکستان کی عوام کو ایک فائدہ نہ پہنچتا۔ مغربی پاکستان میں بھی قریباً یہی حال تھا۔ لیکن مشرقی پاکستان کے سیاسی لیڈروں کی طرف سے اس مسئلہ کو وجہ بنا کر مشرقی پاکستان کو صوبائی خود مختاری دے دینے کا مطالبہ کر دیا گیا۔

بھارت کا روس سے معاہدہ: بھارت نے مشرقی پاکستان میں ہونے والی شورشوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے روس کے ساتھ 1971ء میں فوجی معاہدہ کر لیا۔ بھارت کے عزائم کو نہ مشرقی پاکستان کے سیاسی لیڈر سمجھ سکے اور نہ ہی پاکستان کی فوج۔ بھارتی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے مختلف ممالک کے دورے کر کے اپنی پوزیشن مضبوط کر لی تھی۔ جبکہ پاکستان اپنا نقطہ نظر واضح نہ کر سکا۔ عالمی رائے پاکستان کے خلاف ہو گئی۔

4- آزادی کے بعد پاکستان کی نئی حکومت کو درپیش مسائل۔

قیام پاکستان کا مرحلہ ایک پر عزم تحریک کامرانی کا مرحلہ تھا۔ اس کے نتیجے میں اقوام عالم میں ایک نئے نام کا اضافہ ہوا۔ خوشی ومسرت اور کامیابی سے ہمکنار کا یہ مرحلہ اپنے جلو میں قربانیوں اور آزمائشوں کے بھرپور لمحات لیے ہوئے تھا۔ آزمائش کے اس موقع پر قائداعظم کی بے لوث قیادت اور عوام کا جذبہ ایثار و دیدنی تھا۔ چنانچہ قیام پاکستان کے موقع پر نو آزاد شدہ ریاستوں کو درج ذیل مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔

1- انتظامی مشکلات: قیام پاکستان کے وقت یہاں بہت سی انتظامی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ سب سے اہم مسئلہ یہ تھا کہ حکومت کا کوئی ڈھانچہ موجود نہ تھا سرکاری دفاتر کے لیے عمارات بھی موجود نہ تھیں، کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت بنایا گیا اور مرکزی سیکرٹریٹ کے دفاتر فوجی بیرکوں اور خیموں میں قائم کیے گئے۔ تجربہ کار افسروں کے نہ ملنے کی وجہ سے مرکزی حکومت کے پانچ سیکرٹری اور تین صوبوں کے گورنر انگریز مقرر کیے گئے۔

2- اثاثوں کی تقسیم میں ناانصافی: متحدہ ہندوستان کی تقسیم کے وقت دونوں ملکوں میں اثاثہ جات کی تقسیم باقاعدہ ایک فارمولہ کے تحت کی گئی تھی، ہندوستان نے طے شدہ اصولوں سے متعدد پہلوؤں کے اعتبار سے انحراف کی پالیسی اپنائی، مثلاً محفوظ سرمایہ میں سے پاکستان کا حصہ دینے میں بخل سے کام کیا۔ اسی طرح واجب الادا بیرونی قرضوں کی ادائیگی کا بڑا حصہ پاکستان پر ڈالنے کی سازش کی گئی تاکہ اس کی معیشت سنبھل نہ سکے۔ اسی طرح دیگر اثاثہ جات کی تقسیم میں بھی ہندوستان مسلسل وعدہ خلافی کا مرتکب رہا۔

3- افواج کی تقسیم کا مسئلہ: برطانوی حکومت فوج کی تقسیم نہیں کرنا چاہتی تھی۔ لیکن قائداعظم کے دباؤ کے تحت مسلح افواج اور فوجی ساز وسامان کی تقسیم کے لیے ایک کمیشن مقرر کیا جس نے فیصلہ کیا کہ فوجی ساز وسامان کا ایک تہائی پاکستان کو دیا جائے۔ فوجی ساز وسامان تیار کرنے والے کارخانے ہندو اکثریتی علاقوں میں تھے۔ چنانچہ ہندوؤں نے یہاں بھی بدنیتی سے کام لیا جس سے پاکستان کے لئے دفاعی مشکلات پیدا ہو گئیں۔

4- مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ: یوپی۔ سی پی۔ اور بہار سے مہاجرین کے لٹے پٹے قافلے پاکستان کی طرف آنا شروع ہوئے لیکن سب سے زیادہ مشرقی پنجاب سے مہاجرین پاکستان آئے۔ یہاں سکھوں نے انگریزوں کی چشم پوشی اور ہندوؤں کی شہ پر بے گناہ اور نہتے مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے کا کھیل شروع کیا، سکھوں نے مشرقی پنجاب میں خالص سکھ ریاست کی ہموار کرنے کے لیے وسیع پیمانے پر تبادلہ آبادی کا پروگرام بنایا۔ مہاجرین کی اتنی بڑی تعداد ایک نئی مملکت کے لئے بڑا مسئلہ تھا۔ بھارت پاکستان کو ایسے ہی مسائل سے زیر بار کر کے متحدہ ہندوستان کی راہ ہموار کرنا چاہتا تھا۔

5- باؤنڈری کمیشن کے پیدا کردہ مسائل: تقسیم ہند کے وقت بھارت اور پاکستان کی نو آزاد مملکتوں کے درمیان سرحدوں کے تعین اور بنگال، پنجاب کے ہندو کے مسلم اکثریتی علاقوں کے حساب سے تقسیم کرنے کے لیے حکومت پنجاب، برطانیہ نے ایک باؤنڈری یا حد بندی کمیشن قائم کیا۔ جس کا سربراہ ایک انگریز لارڈ ریڈکلف تھا۔ اس کمیشن نے تقسیم میں ناانصافی سے کام لیا اور کلکتہ کے علاوہ مرشد آباد اور ضلع سلہٹ کے ساتھ آسام سے ملحقہ مسلم اکثریتی علاقے ہندوستان کے حوالے کر دیئے گئے۔

6- نہروں کی غیر مساوی تقسیم: پنجاب کی غلط تقسیم اور فیروز پور اور مادھو پور کے ہیڈ ورکس بھارت کو دینے سے پاکستان اور بھارت کے درمیان نہری پانی کا تنازعہ کھڑا ہو گیا۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور اس کی زراعت کا انحصار نہری پانی پر ہے لیکن بھارت نے پاکستان دشمنی میں اس کی معیشت کو تباہ کرنے اور اس ملک میں قحط کی

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

صورت حال پیدا کرنے کے لیے یکم اپریل 1948ء کو پاکستان میں لاکھوں ایکڑ اراضی پر کھڑی فصلیں تباہ ہونے کا خطرہ پیدا ہوگیا۔

7-ریاستوں کے الحاق کا مسئلہ: قانون ہند کے مطابق برطانوی ہند میں موجود ریاستوں کی تعداد 635 تھی۔ان کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ آزادانہ فیصلے کے تحت کسی بھی ملک کے ساتھ الحاق کرسکتی ہیں یا اپنی آزادانہ ریاستوں میں صرف 14 ریاستیں پاکستان کے ساتھ متصل تھیں۔جن ریاستوں کے الحاق کا مسئلہ دونوں ملکوں کے درمیان تنازعہ کے باعث بنا ان میں جموں وکشمیر،حیدرآباد، جوناگڑھ، منادر اور منگرول کی ریاستیں شامل ہیں۔ان میں سب سے اہم بات ریاست جموں وکشمیر کا مسئلہ تھا۔ان ریاستوں کے حکمران مسلمان تھے اور پاکستان کے ساتھ الحاق چاہتے تھے لیکن بھارت نے وہاں اپنی فوجیں داخل کر کے ان کو ہڑپ کرلیا۔

8-معاشی دباؤ: تقسیم کے بعد جو علاقے پاکستان بنے وہ غیر ترقی یافتہ تھے اور انگریزوں نے مسلم اکثریتی علاقوں کی ترقی کی طرف کوئی توجہ نہ دی تھی۔ بلکہ ان علاقوں کو خام مال کی سپلائی اور فوجی بھرتی کرنے کے لئے استعمال کرتے رہے۔یہی وجہ تھی کہ تمام تر صنعتی وتجارتی ادارے ہندو اکثریتی علاقوں میں تھے۔اور ان پر ہندوؤں کی اجارہ داری تھی۔ چنانچہ قیام پاکستان کے بعد صنعتیں نہ ہونے کے برابر تھیں۔اور بنک بھی پاکستان میں کوئی نہ تھا اور یکم ریزرو بنک آف پاکستان کے ذریعے کرتا تھا۔

9-سماجی مسائل: ہندوستان سے آنے والے مہاجرین کی آبادی کا مسئلہ بھی ایک کٹھن کام تھا، مہاجرین عام طور پر انتہائی کسمپرسی کے عالم میں آئے تھے۔قومی یکجہتی کے حصول کی خاطر لوگوں میں معاشی ہم آہنگی اور ثقافتی یکسانیت پیدا کرنا ناگزیر تھا، معاشرتی مسائل نے انتظامی مسائل میں بھی اضافہ کردیا۔

10-دستوری مسائل: پاکستان کو دستور کا مسئلہ بھی درپیش تھا۔ایک نئی مملکت کے لئے نیا دستور بنانا تھا۔تحریک پاکستان میں نظریہ پاکستان کی جو وضاحت کی گئی تھی۔اس کا تقاضا تھا کہ نئی مملکت کا دستور نظریہ اسلام پر بنے اور اسلامی دستور کے مطابق اسلامی معاشرے کی بنیاد ڈالی جائے۔لیکن عارضی طور پر 1935 کے ایکٹ میں ضروری ترامیم کر کے پاکستان کے عبوری دستور کے طور پر اختیار کیا گیا۔

اگرچہ پاکستان کو اپنے قیام کے بعد لاتعداد مسائل کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان تمام مسائل کے باوجود اللہ تعالیٰ پاکستان نے ان تمام مسائل پر قابو پالیا اور ہندوؤں کا اکھنڈ بھارت کا خواب پورا نہ ہوسکا۔ بلکہ آج پاکستان بھارت کے سامراجی عزائم کے راستے کی دیوار بنا ہوا ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551

سوال نمبر 23: گلوبلائزیشن سے کیا مراد ہے۔نیز گلوبلائزیشن کی وجہ سے ظاہر ہونے والے منفی سیاسی واقتصادی اثرات کا جائزہ لیں۔ (10)

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

جواب: گلوبلائزیشن:

سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبے میں مسلسل ترقی نے دنیا کے ممالک کا ایک دوسرے پر نہ صرف اقتصادی انحصار بڑھا دیا ہے بلکہ وہ ثقافتی اور سیاسی طور پر بھی ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے ہیں۔جدید سائنسی طریقہ پیداوار کی وجہ سے دنیا کی مجموعی فی کس پیداوار میں پانچ گنا اضافہ ہوا۔اس تیز رفتار اقتصادی ترقی سے مستفید ہونے کے لیے اکثر ممالک نے اپنے کاروباری اور مالی ضابطوں میں نرمی کی حکمت عملیاں اختیار کی ہیں۔جس کے نتیجے میں دنیا میں آزادانہ تجارت کو فروغ ملنے لگا ہے۔ایک ملک کے سرمایہ کار دوسرے ملک میں سرمایہ کاری کرنے لگے ہیں۔اس آزادانہ تجارتی ماحول نے دنیا کے بیشتر ممالک کا ایک دوسرے پر انحصار بڑھا دیا ہے۔دنیا کے ممالک کی آپس میں بڑھتی ہوئی اقتصادی قربت اور انحصار نے ان کے درمیان سیاسی اور ثقافتی تعلقات میں بہتری پیدا کی ہے۔اقتصادیات، ثقافت اور سیاست میں بڑھتی ہوئی قربت کے پیش نظر سماجی علوم کے ماہرین دنیا کو ایک گاؤں سے تشبیہ دینے لگے ہیں۔

گلوبلائزیشن کے منفی سیاسی اثرات: گلوبلائزیشن نے جہاں ترقی پذیر ممالک کے لیے اقتصادی چیلنجز پیدا کردیئے ہیں وہاں نہایت ہی سنجیدہ نوعیت کے سیاسی سوالات بھی ابھر کر سامنے آئے ہیں۔ان سوالات میں ایک اہم سوال کا تعلق قومی ریاست کے اقتدار اعلیٰ سے ہے۔گلوبلائزیشن کے بڑھتے ہوئے اثر ونفوذ نے قومی ریاست کے فیصلوں کو بین الاقوامی فیصلوں کے طابع بنادیا ہے۔نتیجتاً قومی ریاست کی اہمیت اور اثر ورسوخ میں واضح طور پر کمی واقع ہوئی ہے۔

بین الاقوامی مالیاتی اداروں کی حکمت عملیوں اور بین الاقوامی تجارتی معاہدوں کے بندھنوں نے قومی ریاست کو اپنے ملک میں ٹیکسوں کے نظام کے انتخاب اور ادائیگیوں کی شرح مقرر کرنے کے اختیار کو محدود کردیا ہے۔ایک مسئلہ جس نے قومی ریاست کو اقتدار اعلیٰ پر مفاہمت اور مصلحت کی پالیسی اختیار کرنے پر مجبور کردیا ہے وہ ہے بین الاقوامی دہشت گردی اور ڈرگ مافیا۔بین الاقوامی دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے خطرات نے نہ صرف قومی بلکہ بین الاقوامی سلامتی کا مسئلہ پیدا کردیا ہے۔جیسا کہ قومی ریاستیں اپنی محدود طاقت اور اختیارات کی وجہ سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتیں اس لیے وہ دہشت گردی کی بیخ کنی کے لیے ہونے والی بین الاقوامی کوششوں کے تابع بن کر اپنا کردار ادا کررہی ہیں۔

ماہرین کا خیال ہے کہ دہشت گردی کے نتیجے میں رونما ہونے والی بین الاقوامی سلامتی کے مسئلے کو نمٹنے کے لیے ایسی حکمت عملیاں اختیار کی جاتی ہیں جن کے نتیجے میں قومی سلامتی کی اہمیت کم ہوجاتی ہے۔نتیجتاً قومی ریاست کے اختیارات، اہمیت اور اثر ورسوخ میں دن بدن کمی واقع ہورہی ہے۔

گلوبلائزیشن کے منفی اقتصادی اثرات: دنیا کے اقتصادی حالات سے باخبر لوگوں کو خیال ہے کہ گلوبلائزیشن دنیا کے اقتصادی نظاموں سے مربوط بنا کر انصاف پر مبنی بین الاقوامی اقتصادی نظام قائم کرنے کے بجائے غریب ملکوں کا معاشی استحصال کرنے کا ایک وسیلہ بن گیا ہے۔گلوبلائزیشن کی پالیسیوں کے نتیجے میں دنیا کے غریب ممالک کی غربت میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔

(1) عالمی سامراجیت کا ہتھکنڈا: گلوبلائزیشن مخالف تحریک سے وابستہ افراد گلوبلائزیشن کو عالمی سامراجیت کا شاخسانہ کہتے ہیں اور بین الاقوامی اداروں مثلاً ورلڈ بینک، آئی ایم ایف اور ڈبلیو ٹی او کی پالیسیوں پر شدید تنقید کرتے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ قرض دینے والے ممالک یہ مالیاتی ادارے غریب ملکوں کا معاشی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

استحصال کرتے ہیں۔جس کی وجہ سے ترقی پذیر ممالک میں غربت، بے روزگاری اور ماحولیاتی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔یہ ادارے ترقی پذیر ممالک کو مقروض بنا کر ان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرتے ہیں اور ان کو اپنی مرضی کی معاشی اور انتظامی حکمت عملیاں اختیار کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

(2) امیر ملکوں کے تجارتی مفادات کا تحفظ: گلوبلائزیشن مخالف تحریک کے نقطہ نگاہ سے گلوبلائزیشن کو فروغ دینے والے ادارے دنیا میں انصاف پر مبنی معاشی نظام قائم کرنے کے بجائے امیر ملکوں کے تجارتی مفادات کو تقویت دے رہے ہیں۔

(3) آزادانہ تجارتی پالیسی کا غریب ملکوں پر اثر: گلوبلائزیشن کی آزادانہ تجارتی پالیسی غریب ملکوں کو فائدہ دینے کے بجائے امیر ملکوں کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے اور ان کے لئے زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کے مواقع فراہم کرتی ہے۔

سوال نمبر 24: وادی سندھ کی تہذیبی خصوصیات تفصیلاً بیان کریں۔ (10)

جواب: وادی سندھ کی تہذیبی خصوصیات:

وادی سندھ کی تہذیب کے شہروں کی خصوصیات مشترک ہیں ان کی نمایاں خصوصیات میں شہری منصوبہ بندی، زمین دوز نکاسی آب، آب نوشی کا منظم نظام وغیرہ شامل ہیں:

(1) امراء کے گھروں میں نجی کنویں ہوتے تھے لیکن عوام کے لئے عوامی کنویں بکثرت بنائے گئے۔

(2) تقریباً ہر گھر میں غسل خانہ موجود ہوتا تھا۔ غسل خانے کے کونے سے پانی کے نکاس کی نالیاں نکلتی تھیں۔

(3) وادی سندھ کی تہذیب کی بنیادیں زراعت پر استوار تھیں۔زراعت اور مصنوعات کی وسیع پیمانے پر اندرونی اور بین الاقوامی تجارت کے بے شمار شواہد ملے ہیں۔

(4) ذرائع آمدورفت کا بڑا ذریعہ تو دریا اور کشتیاں تھیں لیکن اس کے علاوہ میدانی علاقوں میں بیل گاڑیاں جبکہ صحرائی علاقوں میں اونٹ کا استعمال ہوتا تھا۔

(5) وادی سندھ کی تہذیب کی مصنوعات، فنون اور دستکاریوں میں مٹی کے برتن، کھلونے، تانبے کی مصنوعات، اوزار، دھات کے برتن، پتھروں کے مجسمے، مٹی کی مورتیاں، مہریں، مٹکے اور زیورات شامل ہیں۔

مہریں:

وادی سندھ کے لوگ ایک خاص قسم کی مہریں استعمال کرتے تھے جو پتھر کی ایک قسم گلاس مہرہ کو تراش کر بنائی جاتی تھیں۔کچھ مہریں تانبے اور کانسی کی بھی ملی ہیں۔

فن سنگ تراشی یا مجسمہ سازی:

وادی سندھ کی تہذیب کے مختلف شہروں سے اب تک پتھر کے گیارہ مجسمے دریافت ہو چکے ہیں۔ان مجسموں کی تراش خراش اور بناوٹ سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس فن میں کافی مہارت رکھتے تھے۔

مختلف اقسام کے برتن:

وادی سندھ کے آثار سے تانبے اور کانسی کے نوادرات بھی دریافت ہوئے ہیں ان میں اوزار ہتھیار اور مجسمے زیادہ تعداد میں ملے ہیں۔وادی سندھ کے لوگوں میں دھات سازی کا علم عروج پر تھا۔دھات کے بہت سی دوسری چیزوں کے علاوہ دھات کے بنے ہوئے برتنوں میں ڈونگے، پیالے اور گلدان وغیرہ شامل ہیں۔

مٹی کی مورتیاں:

مٹی کی بہت سی مورتیاں بھی ملی ہیں ان میں انسانوں اور حیوانوں کی مورتیاں شامل ہیں۔ان مورتیوں پر عموماً سرخ رنگ کا پانی چڑھایا گیا ہے اور بعض پر پالش بھی کی گئی ہے۔انسانی مورتیاں بجی سنوری ہوئی صورتوں میں ہیں اور حیوانی مورتیوں میں زیادہ تر چھوٹے سینگوں والے بیلوں کی مورتیاں ہیں۔ بھینس، گائے، بندر، بھیڑ، ہاتھی، سور، گینڈا اور کتوں کی بھی مورتیاں ان آثار سے ملی ہیں۔

مٹی کے برتن:

وادی سندھ میں برتنوں کی پیداوار خاصی زیادہ ہوتی تھی۔یعنی برتن سازی کی ایک پوری صنعت تھی۔مٹی کے ظروف میں مرتبان، تھالیاں، طشتریاں، رکابیاں، صراحیاں، جگ، گلاس، ہانڈیاں، انگیٹھیاں اور ڈھکن والے روٹی دان شامل تھے۔

اوزان اور پیمانے:

وادی سندھ میں وزن اور پیمائش کا ایک نہایت مربوط طے شدہ نظام موجود تھا جو کہ پورے علاقے کے طول وعرض میں رائج تھا۔مختلف اوزان کے لاتعداد باٹ مختلف شہروں کی کھدائی سے دریافت کیے گئے ہیں۔

زیورات:

وادی سندھ کی تہذیب کے لوگ سونے، چاندی، تانبے، کانسی، نرم پتھر، قیمتی اور نیم قیمتی پتھروں، گھونگھے، سیپی اور مٹی کے زیورات استعمال کرتے تھے۔

رسم الخط:

وادی سندھ کی تہذیب کے بہت سے سربستہ رازوں میں ایک گہرا راز تصویری رسم الخط ہے۔دنیا بھر کے ماہرین لسانیات اور محقق اس رسم الخط کو پڑھنے کی کوشش

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میں مصروف ہیں لیکن خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ ابھی تک کی دریافت شدہ تحریریں 5000 سے زائد ہیں۔

مذہب:

وادیٔ سندھ کی تہذیب کے لوگوں کے مذہبی عقائد ونظریات کے بارے میں ٹھوس شہادتیں اور واضح معلومات ابھی تک دریافت نہیں ہوئیں تاہم اس کی تہذیب کے قبرستانوں سے ہمیں طریقہ تدفین کا پتہ چلتا ہے کہ اس کے علاوہ مختلف مقامات سے دریافت شدہ مختلف دھات کے مجسمے ،مہریں اور ان پر بنائے گئے نقوش اور تصاویر ان کے مذہبی نظریات کے بارے میں کسی حد تک ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ بعض مہروں پر مرد دیوتاؤں کی تصویریں بھی ہیں۔ دیوی ماں کی مورتیاں کثیر تعداد میں دریافت ہوئی ہیں۔ یہ مورتیاں پختہ مٹی کی بنی ہوئی تھیں۔ وادیٔ سندھ کے لوگ پاکیزہ زندگی گزارتے تھے اور صفائی کا خاص خیال رکھتے تھے۔ اشنان (نہانا) ایک مذہبی رسم کی حیثیت رکھتا تھا۔

سوال نمبر 25 ایوب خان کے دورِ حکومت اور زوال کے اسباب تحریر کریں۔ (10)

جواب: ایوب خان کا دورِ حکومت اور زوال:

ایوب خان کا دورِ حکومت ساڑھے دس سال کے عرصے پر محیط تھا۔ اس عرصے میں ملک میں فوجی آمریت اور شخصی حکمرانی کا دور رہا۔ ایوب اقتدار سنبھالنے کے بعد کئی فوری اقدامات کئے۔ مثلاً انہوں نے ذخیرہ اندوزی، رشوت ستانی اور بدعنوانی کے خلاف کاروائی کا اعلان کیا جس کے مقصد عوام میں اپنے لئے مقبولیت پیدا کرنا تھا اور بعد کے برسوں میں خود ان کی حکومت ان تمام برائیوں کی مرتکب ہوئی جس پر ان کی حکومت کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ ایوب خان سیاست دانوں اور ان کی تنظیموں کے بھی خلاف تھے۔ چنانچہ انہوں نے شروع ہی میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد کردی۔ سیاسی جماعتوں کے دفاتر بند کردئے گئے اور ان کے بنک اکاؤنٹ منجمد کردیے گئے۔ کئی سرکردہ سیاستدانوں کو گرفتار بھی کرلیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے ایبڈو (EBDO) نامی قانون کے ذریعے بہت سے سیاسی رہنماؤں پر آئندہ انتخابات میں حصہ نہ لینے کی پابندی عائد کردی۔ دراصل ایوب خان کا خیال یہ تھا کہ پاکستان کے سارے مسائل کی جڑ سیاستدان ہیں اور یہ کہ ملک کی ابتدائی گیارہ سالہ تاریخ میں جو سیاسی عدم استحکام موجود رہا تھا اس کی وجہ بھی سیاست دان ہی تھے۔ حالانکہ ان برسوں میں اصل اختیارات افسر شاہی کے ہاتھوں میں تھے اور فوج کے سربراہ کی حیثیت سے گورنر جنرل نے افسر شاہی کے حلیف کا کردار ادا کیا۔ چنانچہ وہ 1954ء میں گورنر جنرل کی جانب سے اسمبلی کو توڑنے کا فیصلہ ہوا۔ مغربی پاکستان میں ون یونٹ کا اقدام، ایسے تمام اقدامات کو ایوب خان کی مکمل تائید حاصل تھی۔

1959ء میں ایوب خان نے ملک میں بنیادی جمہوریتوں کا نظام متعارف کیا۔ اس نظام کا مقصد جمہوریت کو گاؤں اور تحصیل کی سطح تک پہنچانا بتایا گیا۔ اس غرض سے ملک بھر میں اسی ہزار اراکین بنیادی جمہوریت کی گنجائش پیدا کی گئی جن میں سے چالیس ہزار مشرقی پاکستان اور چالیس ہزار مغربی پاکستان سے تعلق رکھتے تھے۔

1960ء میں ایوب خان نے اپنی صدارت کی توثیق کے لئے ریفرنڈم منعقد کیا۔ جس میں عوام کی بجائے انہی اراکینِ بنیادی جمہوریت سے رائے طلب کی گئی۔ اس طرزِ انتخاب کے ذریعے ایوب خان کا صدر منتخب ہونا کوئی حیرت کی بات نہیں تھی۔ ایوب خان نے اقتدار میں آنے پر ملک کو نیا دستور دینے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ اس غرض سے انہوں نے ایک دستوری کمیشن قائم کیا۔ جس نے ماضی کے سیاسی نظام کی ناکامی کا تجزیہ کرنے کے اور مستقبل کے آئین کے لئے تجاویز پیش کیں مگر ایوب خان کے لئے خود اپنے قائم کردہ کمیشن کی بیشتر تجاویز قابلِ قبول نہیں تھیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کابینہ کے چند وزیروں پر مشتمل ایک آئینی کمیٹی تشکیل دی جس نے دستور کا خاکہ مرتب کیا۔ 1962ء میں ایوب خان نے اپنا دستور نافذ کیا۔

ایوب خان کا زوال: ایوب خان کا دستور جمہوری اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی اس کو جمہوری انداز سے بنایا گیا تھا۔ یہ دستور کسی اسمبلی کا بنایا ہوا دستور نہیں تھا بلکہ اس کے خالق ایوب خان خود تھے۔ دستور کے نفاذ کے بعد انتخابات ہوئے اور قومی وصوبائی اسمبلیاں وجود میں آئیں۔ اس کے ساتھ ہی مارشل لاء ہٹالیا گیا۔ ایوب خان فوج سے ریٹائر ہوکر سویلین صدر بن گئے۔ سیاسی سرگرمیوں کا آغاز ہوا اور سیاسی جماعتیں بحال ہوگئیں۔ خود ایوب خان نے مسلم لیگ کے ایک گروپ کی سربراہی اختیار کرلی جو کنونشن مسلم لیگ کہلایا۔ اس جماعت کے سوا باقی تمام جماعتوں کا مطالبہ تھا کہ 1962ء کے دستور کی بجائے 1966ء کا دستور بحال کیا جائے۔ 1964ء میں ملک میں صدارتی انتخابات منعقد ہوئے جس میں حزبِ اختلاف کی جماعتوں نے متحدہ حزبِ اختلاف کی تشکیل دی اور قائدِ اعظم کی ہمشیرہ فاطمہ جناح کو اپنا امیدوار بنایا۔ یہ نظام ایوب خان کے اشارے پر بنایا گیا تھا۔ لہٰذا فاطمہ جناح کی کامیابی کے امکانات بہت کم تھے۔ 1965ء میں پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جنگ ہوئی جس کے بعد دونوں ملکوں کے درمیان معاہدہ تاشقند پر دستخط ہوئے۔ 1968ء میں جبکہ ایوب خان کی حکومت بڑے پیمانے پر اپنا عشرہ ترقی منا رہی تھی ملک میں ایوب مخالف سیاسی سرگرمیوں میں تیزی آچکی تھی کیونکہ ایوب خان کی پالیسیوں نے امیر اور غریب کے درمیان فرق کو بہت بڑھادیا تھا۔ مشرقی پاکستان کی شکایات بہت بڑھ چکی تھیں اور ملک میں ایک بھرپور اور ہمہ گیر سیاسی تحریک شروع ہوئی جس کا مقصد ایوب خان کی آمریت سے نجات حاصل کرنا تھا۔ اس عوامی ابھار کے آگے بند باندھنے میں ناکامی کے بعد ایوب خان نے ملک میں مارشل لاء نافذ کرنے اور خود اپنے دستور کو کالعدم قرار دینے کا اقدام اٹھایا اور مارچ 1969ء کو اقتدار فوج کے سربراہ جنرل آغا محمد یحییٰ خان کے سپرد کردیا۔

سوال نمبر 26: 3 جون تقسیم ہند کے منصوبے کے بارے میں تبصرہ کریں۔ نیز باؤنڈری کمیشن کی کارکردگی کا جائزہ پیش کریں۔ (10)

جواب: 3 جون کا منصوبہ:

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی کی پی ایچ ڈی ،ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس۔ گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

جب کابینہ مشن تجاویز پر عمل درآمد کے راستے بند ہو گئے تو برطانیہ نے ہندوستان کی تقسیم کا اصولی فیصلہ کر دیا۔ فروری 1947ء میں برطانوی وزیر اعظم نے ہاؤس آف کامن (House of Common) سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ برطانیہ جون 1948ء سے پہلے ہندوستان سے نکل جائے گا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو ہندوستان کا آخری وائسرائے بنا کر بھیجا گیا۔ جس کے ذمے یہ کام سونپا گیا کہ وہ پرامن طریقے سے اقتدار منتقل کر دے۔ اب برطانیہ کے لئے مسلمانانِ ہند کے مطالبے کو پسِ پشت ڈال کر ہندوستان کی آزادی کے متعلق فیصلہ کرنا ناممکن ہو گیا تھا۔ برطانوی حکمران بخوبی جانتے تھے کہ اگر کوئی ایسا قدم اٹھایا گیا تو برصغیر میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ مارچ 1947ء میں پنجاب میں مذہب کی بنیاد پر فسادات شروع کئے گئے تھے۔ اس صورتِ حال نے کانگرس اور برطانیہ کو ہندوستان کی آزادی کو تسلیم ہند کے اصول کے ساتھ منسلک کرنے پر مجبور کر دیا۔

22 مارچ 1947ء کو ماؤنٹ بیٹن ہندوستان آیا۔ ماؤنٹ بیٹن نے آنے کے فوراً بعد کانگریسی اور مسلم لیگی رہنماؤں سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا۔ قائدِ اعظم سے اپنی ملاقات میں ماؤنٹ بیٹن نے اس بات پر زور دیا کہ مسلم لیگ کابینہ مشن تجاویز کے اسی اصول کے تحت آزادی کے فارمولے کو قبول کرے۔

قائدِ اعظم پنجاب اور بنگال کو تقسیم کئے بغیر پاکستان کا حصہ دیکھنا چاہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ہندو اور سکھ اقلیت پاکستان کی مسلم اکثریت من مانی سے روکے گی۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے سکھوں کے نمائندوں سے بات چیت کی اور ان کو پاکستان کی فوج اور سول سروسز میں خصوصی کوٹہ مقرر کرنے کی یقین دہانی کروائی لیکن ان کی یہ کوششیں نتیجہ خیز ثابت نہ ہو سکیں۔ ماؤنٹ بیٹن کانگریس اور مسلم لیگ کے رہنماؤں سے طویل مذاکرات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ ہندوستان کی تقسیم کے علاوہ کوئی راستہ نہیں۔ اپریل کے وسط میں ماؤنٹ بیٹن نے تقسیم ہند کے فارمولے پر کام مکمل کر لیا اس کے بعد وہ اس کی منظوری حاصل کرنے کے لئے لندن چلے گئے۔ واپسی پر 3 جون 1947ء کو انہوں نے تقسیم ہند کے منصوبے کا اعلان کیا جس کو اسی نسبت سے تین جون منصوبہ کے طور پر جانا جاتا ہے۔

اس منصوبے کے مطابق ہندوستان میں موجود ریاستیں Princely State کو ریاستوں ہندوستان یا پاکستان میں سے کسی ملک سے الحاق کا حق حاصل تھا۔ لیکن اس فیصلے کو اس بات سے مشروط کیا گیا کہ ریاست کے حکمران اپنے عوام کی خواہشات کا احترام کریں گے۔ تین جون منصوبے کے مطابق اس بات کا اصولی فیصلہ کیا گیا کہ متحدہ ہندوستان کے مالی اور فوجی وسائل کی تقسیم کی جائے گی لیکن یہ طے نہیں کیا گیا کہ کس ملک کو کیا حصہ ملے گا۔ جس کی وجہ سے تقسیم کے بعد دونوں ممالک میں شدید اختلافات پیدا ہوئے۔ جہاں تک دونوں ممالک کی سرحدوں کے تعین کا سوال تھا تو تین جون منصوبے میں یہ کہا گیا تھا کہ اس مقصد کے لئے باؤنڈری کمیشن تشکیل دیا جائے گا جو دونوں ممالک کی سرحدوں کا تعین کرے گا۔

20 جون 1947ء کو بنگال کی اسمبلی نے جبکہ 23 جون پنجاب کی اسمبلی نے مذہب کی بنیاد پر صوبوں کی تقسیم کے حق میں فیصلہ دیا۔ 26 جون کو سندھ کی صوبائی اسمبلی نے اور بلوچستان کے جرگے نے پاکستان سے الحاق کے حق میں فیصلہ دیا۔ 6 تا 17 جولائی کو سرحدی صوبے میں ریفرنڈم کروایا گیا جس کے نتیجے میں صوبے کا عوام نے بھاری اکثریت سے پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کیا۔ ان سارے انتظامات کے بعد برطانوی سرکار نے ایک نیا قانون نافذ کیا جسے 1947ء کا قانون آزادی کہا جاتا ہے۔

باؤنڈری کمیشن کی کارکردگی اور پیدا کردہ مسائل: تقسیم ہند کے وقت بھارت اور پاکستان کی نو آزاد مملکتوں کے درمیان سرحدوں کے تعین اور بنگال، پنجاب کے ہندو کے مسلم اکثریتی علاقوں کے حساب سے تقسیم کرنے کے لیے حکومت پنجاب، برطانیہ نے ایک باؤنڈری یا حد بندی کمیشن قائم کیا۔ جس کا سربراہ ایک انگریز لارڈ ریڈ کلف تھا۔ اس کمیشن نے تقسیم میں ناانصافی سے کام لیا اور کلکتہ کے علاوہ مرشد آباد اور ضلع سلہٹ کے ساتھ آسام سے ملحقہ مسلم اکثریتی علاقے ہندوستان کے حوالے کر دیئے گئے جس کی وجہ سے ہندوستان کو کشمیر تک رسائی کا راستہ مل گیا اور اس نے کشمیر پر قبضہ کر لیا۔ اس کمیشن کی بے ایمانی اور جانبدارانہ پالیسی نے ایسے حالات پیدا کیے جن کی وجہ سے لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کو سکھوں اور ہندوؤں نے مل کر بے دریغ قتل کیا، عورتوں کی عزتیں لوٹیں اور بچیوں کو اغواء کر کے اپنی حیوانیت کا کھلا پرچار کیا۔ اگر باؤنڈری کمیشن منصفانہ تقسیم کرتا تو یہ تمام مسائل پیدا نہ ہوتے اور نہ ہی ہندوستان کشمیر پر قابض ہو پاتا۔

سوال نمبر 28: پارلیمانی اور صدارتی نظام حکومت کا تقابلی جائزہ پیش کریں۔ (10)

جواب: **پارلیمانی نظام یا جمہوری نظام:** پارلیمانی نظام کو جمہوری نظام بھی کہا جاتا ہے۔ اور جہاں تک جمہوریت کا تعلق ہے یہ ایک ایسا نظام ہے۔ جس میں مملکت کے شہریوں کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ اور ان کے مرضی اور منشاء سے ملک کے امور کو چلایا جاتا ہے۔ دنیا کے جدید سیاسی معاشروں میں جہاں جمہوریت کے اصول کو اختیار کیا گیا ہے۔ وہاں عوام کو مقتدر تسلیم کیا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان ملکوں میں عوام اور شہری بااختیار ہوتے ہیں اور ان کی اجتماعی رائے سے ہی ملک کی پالیسیاں اور قوانین بنائے جاتے ہیں۔

جمہوریت کے تحت ملک کا نظام حکومت مختلف شکلوں میں استوار ہو سکتا ہے۔ ان نظاموں میں پارلیمانی اور صدارتی نظام زیادہ مشہور ہیں۔ پارلیمانی نظام میں ایک ملک کی انتظامیہ یا اس کا سربراہ (جس کو علامتی طور پر وزیر اعظم کہتے ہیں) براہِ راست عوام کے ووٹ سے منتخب ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کا اقتدار اور ان دونوں کا دارومدار مقننہ کی تائید اور حمایت پر ہوتا ہے۔ اگر وزیر اعظم پارلیمنٹ کی حمایت سے محروم ہو جائے تو پارلیمنٹ اسی کے خلاف عدمِ اعتماد کا ووٹ پاس کر کے اسی کو واپس بلا سکتی ہے۔ اور اس کی جگہ کسی دوسرے رکنِ پارلیمنٹ کو وزیر اعظم کی حیثیت سے نامزد کر سکتی ہے۔ پارلیمانی نظام میں حکومت کا پارلیمنٹ یعنی عوام کے منتخب نمائندوں سے زیادہ قریبی تعلق ہوتا ہے۔ اور حکومت اپنے ہر اقدام اور فیصلے کے لئے پارلیمنٹ کے سامنے جواب دے ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پارلیمانی نظام کو ذمہ دار حکومت کا نظام بھی کہا جاتا ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ای میل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم کام، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

صدارتی نظام: صدارتی نظام ایسے نظام کو کہتے ہیں جس میں ملک کے شہری انتظامیہ کے سربراہ یعنی صدر اور پارلیمنٹ کا الگ الگ انتخاب کرتے ہیں صدر اور پارلیمنٹ دونوں الگ الگ ایک خاص مدت کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔صدر منتخب ہونے کے بعد اپنی کابینہ بناتا ہے۔جس میں شامل وزیر پارلیمنٹ سے تعلق نہیں رکھتے کیونکہ صدر اور اس کی کابینہ پارلیمنٹ سے ہٹ کر اپنا الگ وجود رکھتے ہیں۔لہذا وہ اپنے اقتدار کے لئے پارلیمنٹ کے مرہونِ منت نہیں۔انہیں جتنی مدت کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔اس کی تکمیل پر صدر کے لئے دوبارہ انتخاب ہوتا ہے اور دنیا صدر اپنی کابینہ تشکیل دیتا ہے۔

بہار 2016

سوال نمبر 27: مختصر جواب تحریر کریں۔

1۔ تھل کا ریگستان کہاں واقع ہے؟

جواب: تھل کا ریگستان دریائے سندھ اور دریائے جہلم کے درمیان بھکر اور لیہ کے اضلاع کے تقریباً تمام تر رقبے اور میانوالی، خوشاب اور مظفر گڑھ کے اضلاع کے خاصے بڑے رقبوں پر مشتمل ہے۔

2۔ درہ بولان کن شہروں کو آپس میں ملاتا ہے؟

کاشان اکیڈمی

جواب: درہ بولان کوئٹہ شہر کو سبی سے ملاتا ہے۔

3۔ مسجدوں میں محراب کا رواج کس علاقے سے شروع ہوا؟

جواب: مسجدوں میں محراب کا رواج خلیفہ ولید اول کے عہد میں مدینہ میں شروع ہوا۔

0334-5504551

4۔ پاکستان کی سرحدیں کن ممالک سے ملتی ہیں؟

جواب: محل وقوع کے لحاظ سے پاکستان جنوبی ایشیاء کے خطے میں واقع ہے۔اس کے گردوپیش میں بہت سے ممالک ہیں۔جو پاکستان کے سیاسی، معاشی اور تمدنی تعلقات پر لازماً اثر انداز ہوتے ہیں۔مثلاً مغرب میں افغانستان واقع ہے۔جس کی پاکستان کے ساتھ 2250 کلومیٹر لمبی سرحد ہے۔جنوب مغرب میں ایران واقع ہے جس کی پاکستان کے ساتھ سرحد کی طوالت تقریباً 800 کلومیٹر ہے۔شمال مشرق میں عوامی جمہوریہ چین واقع ہے۔جس کی پاکستان کے ساتھ 520 کلومیٹر طویل سرحد لگتی ہے۔اسی طرح مشرق میں بھارت واقع ہے اور پاک بھارت سرحد لگ بھگ 1280 کلومیٹر طویل ہے۔کشمیر کے متنازعہ علاقے میں پاکستان اور بھارت کے درمیان 770 کلومیٹر طویل عارضی حد بندی ہے۔جسے لائن آف کنٹرول (Line of Control) کہا جاتا ہے۔پاکستان کی جنوبی سرحد بحیرہ عرب سے ملتی ہیں۔جو بحر ہند کا حصہ ہے۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

5۔ کام کرنے والی آبادی کی تعریف بیان کریں۔

جواب: پاکستان میں کام کرنے والی آبادی یا کارکن آبادی کی یہ تعریف ہے کہ جس میں 10 تا 14 سال کے بچے اور 65 سال سے اوپر کے افراد شامل ہوتے ہیں۔بین الاقوامی کارکنوں کی تنظیم (ILO) کی تعریف سے مختلف ہے۔ILO کی تعریف کے مطابق صرف 15 سال سے اوپر کی آبادی، کام کرنیوالی آبادی میں شامل کی جا سکتی ہے۔مگر جنوبی ایشیاء کے اکثر ممالک 10 تا 14 اور 65 سال سے اوپر کے افراد کو بھی پیداواری سرگرمیوں میں شریک کارکن آبادی میں شمار کرتے ہیں۔

6۔ آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا شمار اس وقت کس نمبر پر ہے؟

جواب: آبادی کے لحاظ سے پاکستان اس وقت دنیا کا ساتواں بڑا ملک ہے۔

7۔ موجودہ پشاور شہر کا قدیم نام کیا تھا؟

جواب: موجودہ پشاور کا قدیم نام ''اربیلا'' تھا۔

8۔ ''رگ وید'' کس مذہب کی مقدس کتاب ہے؟

جواب: ''رگ وید'' ہندو مذہب کی مقدس کتاب ہے۔

9۔ سکندرِ اعظم کس راستے سے برصغیر میں داخل ہوا؟

جواب: سکندر اعظم درہ خیبر کے راستے برصغیر میں داخل ہوا۔

10۔ خواجہ ناظم الدین کا تعلق کس علاقے سے تھا؟

جواب: خواجہ ناظم الدین کا تعلق صوبہ بنگال سے تھا۔

سوال نمبر 3: مندرجہ ذیل پر نوٹ تحریر کریں۔

1۔ ثقافت کی اہمیت واقسام

جواب: ثقافت کی اہمیت: جیسا کہ ثقافت یا کلچر اس کل کا نام ہے جس میں مذہب وعقائد علوم واخلاقیات، معملات ومعاشرت، فنون وہنر، رسم ورواج، فعل، قانون

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں اور ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اور وہ ساری عادتیں شامل ہیں جن کو انسان ایک معاشرے کا ممبر ہونے کی حیثیت سے برتتا ہے اس اس کے نتیجے میں معاشرے کے متضاد و مختلف افراد اور طبقوں میں اشتراک و مماثلت، وحدت اور یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔ ثقافت کو نظام کردار یا معاشرتی معیارات کا نظام بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ثقافت کے ذریعے ہی مختلف معاشرتی معیارات کو منظّم طریقے سے پیش کیا جاتا ہے یہ معیارات معاشرے کے اندر نہ صرف ہمارے کردار کو متعین کرتے ہیں بلکہ ہماری راہنمائی بھی کرتے ہیں مثلاً مختلف موقعوں پر ہمارا رویہ کیا اور کیسا ہونا چاہیے۔ جب افراد کے مذہب، رسومات، خاندان اور رہن سہن میں یکسانیت و مماثلت ہو تو وہ ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں اور مل جل کر رہنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ ہر معاشرہ اپنے ثقافت کے اعیار (Norms) کے مطابق ہی اپنے افراد کی تربیت کرتا ہے مثلاً بچوں کی تربیت کے سلسلے میں انہیں کچھ کام کرنے کی تلقین کی جاتی ہے جبکہ کچھ کاموں سے منع کیا جاتا ہے۔ معاشرے میں رہتے ہوئے تلقین پر عمل کرنے والے کو اچھا اور خلاف ورزی کرنے والے کو برا کہا جاتا ہے۔ اس طرح اچھائی اور برائی کے تصورات انسانی ذہن میں بچپن سے ہی نقش ہو جاتے ہیں اور وہ لاشعوری طور پر بھی انہی اصولوں کو اپنائے رکھتا ہی جس کا اس کی شخصیت پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ بلکل اسی طرح کیس ملک کا جمہوری یا آمرانہ کلچر وہاں کے باشندوں کی شخصیت پر الگ الگ طرح سے اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر کوئی معاشرہ آمرانہ ہے، طاقت کے بل بوتے پر چند لوگوں کا حکم چلتا ہے اور احکامات پر سختی سے عمل کروایا جاتا ہے تو اسے نظام میں رہنے والے لوگ نہ صرف آزادانہ اور خود مختار سوچ سے عاری ہو کر حاکم کے غلط یا صحیح فیصلے کے منتظر ہوں گے بلکہ ان کی نظر میں معاملہ فہمی اور بحث و مباحثے کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔ جبکہ ایک جمہوری معاشرے کے اندر افراد مختلف معاملات پر اپنی سوچ بچار اور قوت فیصلہ رکھتے ہوں گے اگر لوگ بافہم ہوں گے تو حاکم سے آنے والے احکامات بھی و عامی شوعر کے مطابق ہوں گے۔ احکامات کی تکمیل کے لیے لوگوں میں احساس ذمہ داری ہوگا۔ وہ خوشی سے ان احکامات پر عمل کریں گے نہ کہ سزا کے خوف سیا س طرح ایک جمہوری ثقافت اپنے لوگوں کو اعتماد بخشتی ہے اور اس سے شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔

ثقافت کی اقسام: ثقافت کی دو قسمیں ہیں۔ **(1) مادی ثقافت (2) غیر مادی ثقافت**

مادی ثقافت (Material Culture): مادی ثقافت سے مراد وہ ثقافتی نمونے ہیں جو انسان نے تخلیق کئے مثلا پینٹنگ، عمارت سازی، سکے، دستکاریوں، ظروف اور خطاطی۔ انسان کی تخلیق کردہ یہ چیزیں ان کے مذہب، تاریخ اور معیشت کی عکاس ہوتی ہیں۔ مثلا خطاطی دیکھ کر فوری طور پر ہمارے ذہن میں اسلامی ثقافت کا تصور آ جاتا ہے۔ دستکاریوں میں اجرک یا رلی دیکھ کر ہم سمجھ جائیں گے کہ یہ سندھی ثقافت ہے۔ مہاتما گوتم بدھ کے نقوش والے سکے دیکھ کر ہمارے ذہنوں میں گندھارا تہذیب کا خیال آتا ہے۔

مادی ثقافت میں وقت کے ساتھ بڑی آسانی سے تبدیلی آ جاتی ہے۔ ٹائلر کا نظریہ بھی یہی کہتا ہے کہ ’’ثقافت‘‘ یا کلچر ہمیشہ ایک حالت میں نہیں رہتا، بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ حالت بدل کر ترقی کی طرف کوشاں رہتا ہے۔‘‘ مادی ثقافت میں تبدیلی کی وجہ طبعی بنیاد یا ٹیکنالوجی کا فروغ ہے۔ اس کے لئے ہم زراعت کی مثال لیتے ہیں۔ پرانے زمانے میں کھیتی باڑی کے لئے ہل، رہٹ اور ہاتھ والے باقی اوزار استعمال کئے جاتے تھے۔ ان سے حاصل شدہ پیداوار بھی محدود تھی۔ جیسا کہ پرانے وقتوں میں انسان کی ضروریات کم بھی تھیں اس لئے محدود پیداوار کو بھی کافی سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ آبادی میں اضافے کے ساتھ ساتھ ضروریات بھی بڑھتی گئیں۔ لہذا پیداوار کو بڑھانے کے لئے ٹیوب ویل لگائے گئے، ٹریکٹر اور تھریشر استعمال کئے گئے۔ اس سے ایک طرف کام تیزی سے ہونے لگا تو دوسری طرف پیداوار میں اضافہ ہوا۔ آج یہی مشینی زراعت، ہماری ذرعی ثقافت کا حصہ ہے۔

غیر مادی ثقافت (Non Material Culture): غیر مادی ثقافت ہمارے علوم، عقائد اور رسم و رواج پر مشتمل ہوتی ہے۔ ان کا منبع ہماری تاریخ، مذہب، معیشت و معاشرت ہے۔ ان اقدار و روایات کی وجہ سے انسانی کردار اور رویوں کا تعین ہوتا ہے۔ جس کا اثر معاشرتی زندگی پر پڑتا ہے۔

مادی اور غیر مادی ثقافت کو ہم ایک دوسرے سے الگ نہیں کر سکتے کیونکہ مادی ثقافتی نمونوں کی اس وقت تک کوئی اہمیت نہیں جب تک کہ لوگوں کو ان کی افادیت یا اہمیت کے بارے میں علم نہ ہو یا وہ ان کے تاریخی پس منظر سے واقف نہ ہوں۔ مثلا مہمان نوازی کے اقدار اور آداب ہمارا ثقافتی خاصہ ہیں۔ اور ان کا منبع ہمارا مذہب ہے۔ کیونکہ مذہب اسلام نے مہمان کو رحمت و برکت کا درجہ دیا ہے۔ اسی طرح جذبات کے اظہار میں اعتدال برتنا، بزرگوں اور بچوں کے ساتھ شفقت سے پیش آنا ہماری مذہبی خاصیت ہے۔ معاشرتی قدریں کسی معاشرے میں اس طرح شامل ہو جاتی ہیں۔ کہ ان کی شناخت بن جاتی ہیں۔ ان قدروں کی پامالی معاشرتی طور پر بہت بری بات سمجھی جاتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جو معاشرتی قدروں کا تعین اور تفسیر کرتی ہے۔ آج سے دو دہائیاں قبل پاکستانی معاشرے میں مشترکہ خاندان کی صورت میں اپنے بزرگوں کے ساتھ رہنا قابل فخر اور باعث عزت سمجھا جاتا تھا۔ اگر کوئی خاندان سے الگ ہوتا تھا۔ تو اس کو برا سمجھا جاتا تھا۔ لیکن ب مشترکہ خاندان کا تصور بہت حد تک کم ہو گیا ہے۔ Nuclear Family یا سادہ خاندان (میاں، بیوی اور بچوں پر مشتمل خاندان) کے طور پر رہنا معیوب نہیں سمجھا جاتا۔

معاشرتی اقدار کی طرح کچھ رسومات، لوک روائتیں اور عقائد بھی ہوتی ہیں۔ جو کہ ثقافت کا حصہ بن جاتی ہیں۔ ان کا پس منظر بہت عرصہ پہلے رونما ہونے والے کسی واقعے کے ساتھ منسلک ہوتا ہے۔ جو افراد کے ذہنوں میں محفوظ رہتا ہے۔ ان کو ادا کر کے خوشی محسوس کی جاتی ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ ان میں تبدیلی آ سکتی ہے۔ مادی ثقافت کی نسبت غیر مادی ثقافت میں تبدیلی بہت کم آتی ہے۔

2۔ آبادی میں اضافے کے اسباب و اثرات: زراعت اور صنعت دو ایسے شعبے ہیں جن میں بچے بھی مزدور کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔ لہٰذا زیادہ بچے خوشحالی کی علامت سمجھے جاتے ہیں کیونکہ یہ ماں باپ کا ہاتھ بٹا کر ان کی آمدنی میں اضافہ کرتے ہیں۔ دیہات میں عموماً چھوٹی عمر میں شادی کر دی جاتی ہے جس کی وجہ سے بچوں کی

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

پیدائش کا سلسلہ کافی دیر تک چلتا ہے۔ مذہبی طور پر مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو خود رزق دیتا ہے اس لئے بچوں کی پیدائش کے سلسلے کو کیوں روکیں۔ فیملی پلاننگ یا خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی مذہبی بنیاد پر مخالفت کی جاتی ہے۔ اولاد نرینہ یا جائیداد کے وارث کی خواہش کی تکمیل تک بچے پیدا کرنا یا دوسری شادی کرنا سماجی نظام کا حصہ ہے۔ آئے دن حکومتوں کی تبدیلیوں، بہبود آبادی کے مختلف پروگراموں میں رکاوٹیں ڈالنے کا سبب بنتی ہیں۔ افغانستان میں جنگ کی وجہ سے افغانیوں کی پاکستان میں پناہ لینے کی وجہ سے بھی ملکی آبادی میں اضافہ ہوا جو کہ ملکی معیشت پر ایک بڑا بوجھ ثابت ہوا۔ اس اضافے سے درج ذیل اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

آبادی میں اضافہ کی شرح زیادہ ہونے سے زرعی زمین پر بڑھتا ہوا دباؤ، روزگار کی کمی اور زمین کا چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہونا، ضروریاتِ زندگی کی بتدریج کمی، بنیادی ضرورتوں کی عدم دستیابی، جاگیردارانی نظام۔ بے زمین کاشتکار، چھوٹے کاشتکاروں کے پاس زمین کی کمی، کسانوں کی بے دخلی اور دیہی غربت، زمین کی زرخیزی میں کمی کیوجہ سے ناکافی پیداوار، سیم اور تھور کیوجہ سے زمین کا کاشت کاری کے قابل نہ رہنا، قحط سالی، خوراک کی کمی، مشینوں کے استعمال کیوجہ سے مزدوری کا خاتمہ، قدرتی آفات مثلاً سیلاب اور فصلوں کی تباہی۔

آبادی ایک مناسب سطح سے گرنا اور بڑھنا دونوں صورتیں ملک کے مفاد میں نہیں۔ آبادی کے مناسب حد سے بڑھ جانے کے عمل کیلئے افراطِ آبادی کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ افراطِ آبادی کی وجہ سے درج ذیل مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

افراطِ آبادی کے مسائل:

1۔ پست فی کس آمدنی: افراطِ آبادی کی وجہ سے قوم کے ہر فرد کی فی کس آمدنی محدود ہو جاتی ہے۔ قومی وسائل کم پڑ جاتے ہیں۔ فراہم کردہ ملازمتیں کم ہوتی ہیں اور روزگار کے متلاشی لوگوں کی تعداد میں خاصا اضافہ ہو جاتا ہے۔

2۔ وسائل پر بوجھ: افراطِ آبادی کی وجہ سے ملکی وسائل پر بوجھ بڑھ جاتا ہے۔ قابل کاشت زمینوں کا رقبہ آبادی کی ضروریات پوری کرنے کے قابل نظر نہیں آتا۔ دیہات اور شہر دونوں ہی آبادی کے لیے مکانات کی فراہمی کو پورا نہیں کر پاتے۔ صنعتی کارخانوں میں ملازمتوں کی گنجائش محدود ہو جاتی ہے۔ ملازمتوں کی محدود گنجائش اور ملازمتوں کے متلاشی زیادہ ہو جانے کے باعث کام کرنے والوں کی شرح اجرت گر جاتی ہے۔

3۔ غربت وافلاس: افراطِ آبادی کے باعث کارخانوں، کھیتوں اور دیگر شعبوں میں کام کے مواقع اس تیزی سے نہیں بڑھتے جس شرح سے آبادی میں اضافہ ہوتا ہے اور برسرِ روزگار افراد بھی غربت وافلاس کی چکی میں پسنے لگتے ہیں۔

4۔ پست معیارِ صحت: کثرت آبادی کے طفیل ہر فرد کو مناسب خوراک میسر نہیں آتی خوراک کی کمی بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔ بیمار پڑنے پر غیر معیاری ادویات اور خوراک میں ملاوٹ کے باعث افراد کی عمومی صحت گرنے لگتی ہے۔

5۔ انتظامی کوتاہیاں: افراطِ آبادی کی ضروریات بھی زیادہ ہو جاتی ہیں۔ انتظامیہ ہمہ گیر مسائل کو قابو میں نہ لاسکنے کے باعث معذور سمجھی جاتی ہے اور کارکنان انتظامیہ بدعنوانی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ رشوت، غلط فیصلے، اقرباپروری، اختیار کا ناجائز استعمال اور سرخ فیتے کی لعنتیں انتظامی ڈھانچے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

6۔ پست شرح خواندگی: افراطِ آبادی کے باعث ہر بچے کو تعلیم حاصل کرنے کے یکساں مواقع فراہم نہیں کیے جاسکتے جس کا نقصان بچوں کی ایک بری تعداد تعلیم سے بہرور ہونے سے رہ جاتی ہے۔

7۔ معاشرتی برائیوں میں اضافہ: آبادی کے بڑھ جانے سے ملک میں سمگلنگ، چوربازاری، ڈاکہ ذخیرہ اندوزی، قتل وغارت، غبن اور اغوا جیسے قبیح جرائم اور دیگر معاشرتی برائیاں بڑھ جاتی ہیں۔

8۔ عام سہولتوں کا فقدان: افراطِ آبادی ایسا سنگین مسئلہ ہے کہ اس میں عام سہولتوں کا تصور بھی ختم ہو جاتا ہے مثلاً ریل کا سفر ایک آسان راستہ ہے مگر افراطِ آبادی کے باعث ہر ڈبے میں اژدہام سی کیفیت رہتی ہے اور آرام دہ سفر کا تصور ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح تعلیمی اداروں، بسوں، بازاروں، مکانات، پینے کے پانی کی فراہمی اور پارکوں کی حالت زار ہے۔

9۔ مہنگائی: آبادی کی کثرت کے باعث ملک میں قیمتوں کی عام سطح تیزی سے بلند ہونے لگتی ہے۔ اشیاء کی قلت، بے روزگاری اور پیداوار کی کمی کے حالات میں جب آبادی میں بھی اضافہ واقع ہونے لگے تو طلب ورسد کا توازن بگڑ جاتا ہے اشیاء کی رسد قلیل ہونے کے باعث قیمتوں کی اوسط سطح تیزی سے بلند ہو جاتی ہے اور مہنگائی کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ جس سے غریب لوگوں کی زندگیاں متاثر ہوتی ہیں۔

10۔ خوراک میں کمی: افراطِ آبادی فوری طور پر خوراک میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ قدرتی وسائل اپنی رفتار سے قومی پیداوار میں اضافہ کرتے ہیں۔ مگر بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات پھر بھی پوری نہیں ہوتیں۔ چنانچہ ہر شخص کے حصے میں خوراک کی محدود مقدار آتی ہے۔ جو بہترین صحت کے لیے ناکافی ہوتی ہے۔

11۔ افرادی قوت کا ضیاع: افراطِ آبادی کے باعث لاکھوں کروڑوں ایسے سال ضائع ہو جاتے ہیں جو بصورت دیگر کسی مفید کام یا منصوبے میں استعمال ہو سکتے تھے۔ آبادی میں اضافہ نہیں ہوتا اور بے شمار لوگوں کو بے کاری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بے روزگار لوگ قومی آمدنی میں سے خوراک، تعلیم، رہائش اور تفریحی سہولتوں سے استفادہ تو حاصل کرتے ہیں مگر قومی آمدنی میں اضافہ کا باعث نہیں بنتے۔

12۔ نامنصفانہ تقسیم دولت: آبادی میں اضافہ ہو جانے کے باعث ملک میں لوٹ مار، ہیرا پھیری اور دیگر معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ جس سے معاشرہ دو طبقات

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی تمام مشقیں ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز میں داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میں تقسیم ہوجاتا ہے۔ایک امیر تر طبقہ جو بااختیار لوگوں کا طبقہ اور دوسرا افلاس وغربت کے مارے ہوئے لوگوں کا طبقہ،امیر لوگ اپنی کمائی کو عیش وعشرت میں اڑاتے ہیں جبکہ غریب کو ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہیں آتا اس سے دولت کی تقسیم نہایت غیر منصفانہ ہو جاتی ہے جو آگے چل کر سنگین معاشرتی مسائل اور برائیوں کا باعث بنتی ہے۔

سوال نمبر 29: مطالعہ پاکستان ایک علاقائی مطالعہ ہے اور اس کا تاریخ،جغرافیہ،معاشیات اور سیاسیات سے گہرا تعلق ہے۔بحث کریں۔

جواب: مطالعہ پاکستان ایک علاقائی مطالعہ ہے:

مطالعہ پاکستان ایک کثیر المضامین یا کثیر الموضوع (Multi Disciplinary) نظام تدریس وتحقیق ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد کسی مخصوص علاقے کے ہمہ جہتی مطالعے کے لئے ایک تحقیقی اور تدریسی نظام وضع کیا گیا جسے علاقائی مطالعہ یا Area Studies کا نام دیا گیا ہے۔اس نظام تحقیق وتدریس کی مدد سے کسی خطے کے تاریخی،جغرافیائی،سیاسی،اقتصادی،لسانی اور نسلی حالات کا نہ صرف مطالعہ کیا جاتا ہے بلکہ اس مطالعے کی روشنی میں اس خطے کی ترقی کیلئے منصوبہ بندی بھی کی جاتی ہے۔مطالعہ پاکستان بھی علاقائی مطالعے (Area Studies) کے ضمرے میں آتا ہے۔اس لئے مطالعہ پاکستان کے طالب علم کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ نہ صرف پاکستان کا ہمہ جہتی مطالعہ کرے بلکہ اس مطالعے کی روشنی میں پاکستان کو درپیش معاشی،معاشرتی اور سیاسی مسائل کے حل کیلئے تجاویز بھی مرتب کرے۔

پس منظر: 1971ء میں پاکستان کی تاریخ کا ایک المناک واقعہ رونما ہوا جس کے نتیجے میں ملک کا مشرقی حصہ علیحدہ ہو کر بنگلہ دیش کی آزاد ریاست کی صورت میں نمودار ہوا۔اس واقعے نے قومی یکجہتی کے متعلق بنیادی نوعیت کے سوال پیدا کیئے۔ان حالات میں اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی گئی کہ قومی یکجہتی کی منزل حاصل کرنے کیلئے پاکستان کے سیاسی،معاشی اور معاشرتی حالات کا تنقیدی جائزہ لیا جائے اور ایسے اقدامات تجویز کئے جائیں جو قومی یکجہتی کے عظیم مقصد کو حاصل کرنے میں معاون ثابت ہوں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551

اس ضمن میں 1973ء میں قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد (اس وقت اس یونیورسٹی کا نام،اسلام آباد یونیورسٹی تھا) میں مطالعہ پاکستان کا ادارہ قائم کیا گیا۔

1976ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے ایک بل کی منظوری دی جس کے تحت ملک کی یونیورسٹیوں میں مطالعہ پاکستان کے مراکز قائم کرنے کو کہا گیا۔اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے وفاقی حکومت نے مندرجہ ذیل اداروں میں مطالعہ پاکستان کے مراکز قائم کیئے۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

قومی ادارہ مطالعہ پاکستان	قائداعظم یونیورسٹی،اسلام آباد۔
مرکز مطالعہ پاکستان	یونیورسٹی آف سندھ،جام شورو۔
مرکز مطالعہ پاکستان	پنجاب یونیورسٹی،لاہور۔
مرکز مطالعہ پاکستان	پشاور یونیورسٹی،پشاور۔
مرکز مطالعہ پاکستان	بلوچستان یونیورسٹی،کوئٹہ۔
مرکز مطالعہ پاکستان	جامعہ کراچی،کراچی۔

اس کے علاوہ بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان اور اسلامیہ یونیورسٹی،بہاولپور میں تاریخ اور مطالعہ پاکستان کے شعبے قائم کئے گئے۔جبکہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،اسلام آباد میں مطالعہ پاکستان کا شعبہ قائم کیا گیا۔1978ء میں اس وقت کی حکومت نے گریجوایشن کی سطح تک مطالعہ پاکستان کو لازم قرار دیا۔

مطالعہ پاکستان کا دیگر علوم سے تعلق:

مطالعہ پاکستان اور تاریخ: دوسری جنگ عظیم (1939ء تا 1945ء) کے بعد نوآبادیاتی قومیں (Clonial Powers) اپنی نوآبادیات (Colonies) پر قبضہ برقرار رکھنے کے قابل نہیں رہیں۔جس کے نتیجے میں ایشیا،افریقہ اور لاطینی امریکہ میں قومی حق خود اختیاری کی تحریکیں ابھر کر سامنے آئیں۔دوسری جنگ عظیم کے بعد ہندوستان میں جاری آزادی کی تحریک میں شدت پیدا ہوئی۔ان حالات میں برطانوی حکمران ہندوستان کو خودمختاری دینے کے لیے راضی ہوگئے۔اس مرحلہ پر مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان مستقبل کے سیاسی وانتظامی نظام میں مسلمانوں کی نمائندگی کے مسئلے پر شدید اختلافات ابھر کر سامنے آئے۔بالآخر اس مسئلے پر کانگریس اور مسلم لیگ میں کوئی سمجھوتہ نہ ہونے کی وجہ سے برطانیہ نے ہندوستان کو دو خودمختار ریاستوں میں تقسیم کرنے کا اعلان کر دیا۔جس کے نتیجے میں 14 اگست 1947 کو پاکستان وجود میں آیا۔

مطالعہ پاکستان اور جغرافیہ: جغرافیہ کسی خطے کے خدوخال،حدود اربعہ،موسم اور لوگوں کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔جغرافیہ ایک ایسا علم ہے جس کا سیاست،تہذیب و ثقافت،اقتصادت اور خارجہ تعلقات کے مطالعے سے گہرا تعلق بنتا ہے۔کسی بھی علاقے کے جغرافیائی حالات اس خطے میں بسنے والے لوگوں کی تہذیبی وثقافتی اور اقتصادی سرگرمیوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔مثلاً گرم علاقے کے لوگوں کی پوشاک اور رہن سہن کے طریقے سرد علاقوں میں بسنے والے لوگوں سے مختلف ہوتے ہیں۔نہری اور صحرائی علاقوں کے لوگوں کی اقتصادی اور معاشرتی سرگرمیوں میں فرق پایا جاتا ہے۔نہری علاقے کے لوگ بالواسطہ یا بلاواسطہ زراعت کے شعبے سے وابستہ ہوتے ہیں جبکہ صحرائی علاقے کے لوگوں کا گذر بسر زیادہ تر گلہ بانی پر ہوتا ہے۔مطالعہ پاکستان کے زیر عنوان پاکستان کی سرزمین پر بسنے والے لوگوں اور ان کی معاشی اور معاشرتی سرگرمیوں پر بحث کرتے ہیں اور یہی موضوعات جغرافیہ میں بھی زیر بحث لائے جاتے ہیں اس حوالے سے مطالعہ پاکستان اور جغرافیے کا بہت ہی گہرا تعلق ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے،ایم ایس سی،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک،ایف اے،آئی کام،بی اے،بی کام،بی ایڈ،بی ایس،ایم اے،ایم ایڈ،ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی،امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مطالعہ پاکستان اور معاشیات: ماہرین معاشیات کی نظر میں معاشیات ایک ایسا علم ہے جو نہ صرف دولت کی پیداوار اور اس کو خرچ کرنے کے طریقوں اور معاشی فلاح و بہبود کی حکمت عملیوں کے متعلق بھی آگاہی فراہم کرتا ہے۔اس حوالے سے ،معاشیات کا علم اس قابل بنائے گا کہ ہم پاکستان کو درپیش اقتصادی مسائل کا سائنسی بنیادوں پر جائزہ لے سکیں گے اور ان کو حل کرنے کی حکمت عملیاں مرتب کر سکیں گے۔

مطالعہ پاکستان کے طلبہ و طالبات کیلئے تاریخ کی طرح معاشیات پاکستان کا مطالعہ ایک لازمی امر ہے۔کیونکہ معاشیات کا علم حاصل کئے بغیر وہ پاکستان کی اقتصادیات کا جائزہ لینے سے قاصر رہ جائیں گے۔

مطالعہ پاکستان اور سیاسیات: کسی بھی خطے کے نظام سیاست کا مطالعہ کرنے کیلئے اس خطے کے سیاسی اداروں کا مطالعہ کرنا لازمی ہے۔اس حوالے سے مطالعہ پاکستان کے طالب علم کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ پاکستان کے سیاسی حالات کا تنقیدی جائزہ لے سکے۔علم سیاسیات سماجی علوم کی وہ شاخ ہے جو ریاست وحکومت کے بنیادی اصولوں اور اداروں کے متعلق بحث کرتی ہے۔کسی بھی ملک کا نظامِ حکومت چلانے اور اسکو درپیش مسائل کو حل کرنے کیلئے یہ لازم ہے کہ علمِ سیاسیات کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے۔

سوال نمبر 30 پاکستان کا طبعی ماحول ملک کی معیشت اور معاشرہ پر کس قسم کے اثرات مرتب کر رہا ہے۔تفصیل سے لکھیں۔

جواب: پاکستان کی ترقی پذیر معیشت کا تقریباً ہر پہلو ہی اس کے طبعی ماحول کے زیر اثر ہے۔پاکستان کی آبادی کی تقسیم ،زراعت ،صنعتیں ،تجارت ،ذرائع آمدورفت ،آبپاشی غرضیکہ معیشت کے ہر پہلو میں طبعی ماحول کے اثرات بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔پاکستان کی آبادی کی تقسیم بھی طبعی ماحول کی طابع ہے۔ملک کے زیادہ گنجانیت آباد علاقے دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں کے میدانی علاقے ہیں۔کیونکہ یہاں یہاں زراعت بہت اہم معاشی سرگرمی ہے۔اسی وجہ سے زیادہ تر زراعت سے متعلقہ اور دیگر صنعتیں بھی اسی زرعی خطے میں لگائی گئی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں آبادی کی گنجانیت تقریباً 358 افراد فی مربع کلومیٹر اور صوبہ سندھ میں لگ بھگ 216 افراد فی کلومیٹر ہے۔اس کے برعکس ملک کے شمالی اور مغربی پہاڑی اور نیم پہاڑی خطوں میں آبادی کی گنجائیت نسبتاً کم ہے کیونکہ وہاں کا طبعی ماحول نہ ہی زراعت اور نہ ہی صنعت کاری کے لیے موزوں ہے۔انہی وجوہات کی بناء پر بلوچستان میں آبادی کی گنجانیت محض 19 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ملک کے تقریباً تمام اہم شہر مثلاً کراچی ،لاہور ،فیصل آباد ،راولپنڈی ،ملتان ،گوجرانوالہ ،پشاور ،سیالکوٹ ،کوئٹہ ،بہاولپور ،گجرات ،مردان ،سکھر ،میرپور خاص ،لاڑکانہ ،رحیم یار خان اور نواب شاہ وغیرہ میدانی علاقوں یا سطوح مرتفع پر واقع ہیں۔ایک بھی اہم شہر پہاڑی یا نیم پہاڑی خطوں میں واقع نہیں ہے۔شہری اور دیہی آبادی کی تقسیم پر بھی طبعی ماحول کا اثر واضح نظر آتا ہے۔میدانی علاقوں پر مشتمل صوبہ سرحد اور بلوچستان میں شہری آبادی کا تناسب بالترتیب 17 فی صد اور 24 فی صد ہے۔پاکستان کی زراعت بھی مکمل طور پر ملک کے طبعی ماحول کی تابع ہے۔

پاکستان کی زراعت: پاکستان کی زراعت بھی مکمل طور پر ملک کے طبعی ماحول کی تابع ہے صوبہ بلوچستان کی گرم اور خشک آب وہوا ،آبپاشی کے لیے بڑے اور سارا سال بہنے والے دریاؤں کی عدم موجودگی اور مٹی کی کم زرخیزی کے سبب یہاں پر زراعت بڑے پیمانے پر ممکن نہیں ہے صوبہ بلوچستان میں زراعت زیادہ تر پھلوں کے باغات تک محدود ہے جو اس صوبے کی آب وہوا اور مٹی سے مطابقت رکھتی ہیں۔

پاکستان کے اہم ترین زرعی علاقے: پاکستان کے اہم ترین زرعی علاقے اس کے میدانی علاقے ہیں جو زیادہ تر صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ میں پائے جاتے ہیں چونکہ یہ خطے ہموار ہیں اور یہاں آبپاشی کے ذرائع بھی موجود ہیں اس لیے ان دونوں کے زرخیز مٹی والے علاقوں میں اہم ترین پیشہ ہے اور آبادی کا خاصا حصہ کسی نہ کسی طور پر اسی پیشے سے منسلک ہے ان خطوں میں جو فصلیں کاشت کی جاتی ہیں ان پر بھی طبعی ماحول کا بہت گہرا اثر ہے ایسے علاقوں میں جہاں پانی کی دستیابی محدود ہے وہاں گندم اور جوار جیسی فصلیں اگائی جاتی ہیں اور جنوبی علاقوں میں موسم زیادہ گرم ہونے کی وجہ سے منسلک ہے ان خطوں میں جو فصلیں کاشت کی جاتی ہیں ان پر بھی طبعی ماحول کا بہت گہرا اثر ہے ایسے علاقوں میں جہاں پانی کی دستیابی محدود ہے وہاں گندم اور جوار جیسی فصلیں اگائی جاتی ہیں اور جنوبی علاقوں میں موسم زیادہ گرم ہونے کی صورت میں کپاس کی فصل کی وسیع پیمانے پر کاشت کی جاتی ہے یا بارش زیادہ مقدار میں ہوتی ہے وہاں چاول اور گنے جیسی فصلیں بھی کاشت کی جاتی ہیں۔

پاکستان میں صنعتوں کی تقسیم: پاکستان میں صنعتوں کی تقسیم بھی طبعی ماحول کی مناسبت سے ہے۔چونکہ پاکستان کی زیادہ تر صنعتیں زراعت سے متعلقہ ہیں اس لیے ان کو ایسے علاقوں میں قائم کیا گیا ہے جہاں سے انہیں زرعی خام مال آسانی سے دستیاب ہو سکے سوتی کپڑے کی منقد پاکستان کی معشیت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور اس صنعت کیا اہم مراکز پنجاب فیصل آباد ،رحیم یار خان ،ملتان ،سرگودھا لاہور ،اوکاڑہ سندھ حیدر آباد ،ٹنڈو یوسف ،ٹنڈو آرام محمد خان اور خیر پور میں کپاس کی کاشت کے علاقوں کے قریب و جوار میں واقع میں اسی طرح چینی کی کاشت بھی کی جاتی ہیں۔

پاکستان میں سڑکیں: پاکستان میں سڑکوں اور ریل پر مشتمل نظام آمدورفت بھی طبعی ماحول کے زیر اثر ہے ،پہاڑی اور نیم پہاڑی علاقے عموماً دشوار گزار ہوتے ہیں اور میدانوں کی نسبت ان علاقوں میں ذرائع آمدورفت کی تعمیر کا کام بہت مہنگا اور مشکل ہوتا ہے جبکہ اس کے فوائد بھی محدود ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے میدانی علاقوں میں پھیلا ہوا ذرائع آمدورفت کا جال پہاڑی خطوں کی نسبت بہت وسیع ہے آمدورفت کے ذرائع سڑکوں کو پاکستان میں زیادہ اہمیت حامل ہے۔

پاکستان کی اہم ریلوے لائن: پاکستان کی اہم ریلوے لائن مثلاً پشاور تا کہ کراچی ریلوے لائن ،کراچی کوئٹہ ریلوے لائن ،روہڑی تا چمن ریلوے لائن اور ماڑی انڈس ریلوے لائن بھی میدانی علاقوں میں واقع ہیں۔ہوائی سفر کی سہولت بھی ملک کے میدانی علاقوں میں زیادہ وسیع پیمانے پر موجود ہیں ملک کے 38 ہوائی اڈوں میں سے صرف راولاکوٹ ،مظفرآباد ،گلگت اور سکردو کے ہوائی اڈے پہاڑی علاقوں میں واقع ہیں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ،پروپوزل ،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

پاکستان کی تجارتی سرگرمیاں: پاکستان کی تجارتی سرگرمیاں بھی ملک کے طبعی ماحول کے اثرات سے آزادانہیں ہیں۔ چونکہ تجارت براہ راست تعلق صنعتی مراکز کی جغرافیائی تقسیم اور ذرائع نقل وحمل کی موجودگی سے ہوتا ہے اس لیے پاکستان سرگرمیوں میں پہاڑی علاقوں کا کردار بہت محدود ہے۔ پاکستان کے تمام اہم صنعتی مراکز مثلا سیالکوٹ، گجرات، گوجرانوالہ، چنیوٹ، فیصل آباد، لاہور، وزیرآباد حیدرآباد اور کراچی میدانی علاقوں میں واقع ہیں۔

پاکستان کے بیرون ملک: پاکستان کے زیادہ بیرون ملک تجارت سمندری ذرائع نقل وحمل سے ہوتی ہے اس ضمن میں پاکستان کی دو اہم ترین بندرگائیں کراچی کی بندر گاہ اور پورٹ قاسم ہیں یہ دونوں بندرگائیں اور مستقبل قریب میں تکمیل پانیوالی گوادر کی بندرگاہیں ملک کے ساحل میدانی علاقوں میں واقع ہیں۔

پاکستان کے مختلف صوبوں کے معاشرتی نظام: پاکستان کے مختلف صوبوں کے معاشرتی نظام بھی بڑی حد تک ان علاقوں کے طبعی ماحول کی عکاسی کرتے ہیں صوبہ بلوچستان کا طبعی ماحول بڑے پیمانے پر زراعت اور صنعت کاری کے لیے غیر موزوں ہونے کے سبب یہاں روزگار کے ذرائع تک محدود ہیں۔

صوبہ سندھ کے طبعی حالات: صوبہ سندھ اور صوبہ پنجاب کے طبعی حالات چونکہ زراعت اور صنعت کے لیے موزوں ہیں اس لیے ان صوبوں میں لوگوں کی معاشی حالت نسبتا بہتر ہے شہری آبادی کا تناسب بھی صوبہ سرحد اور بلوچستان کی نسبت زیادہ ہے لہٰذا وہ تمام پنجاب اور سندھ میں تعلیم اور صحت کی سہولتیں لوگوں میں جاگیرداری نظام رائج ہے جس کی وجہ سے یہ علاقے انسانی ترقی کے معاملے میں شہروں سے بہت پیچھے ہیں۔

معاشرت: پاکستان کے مختلف صوبوں کے معاشرتی نظام بھی بڑی حد تک ان علاقوں کے طبعی ماحول کی عکاسی کرتے ہیں۔صوبہ بلوچستان کا طبعی ماحول بڑے پیمانے پر زراعت اور صنعت کاری کے لیے غیر موزوں ہونے کے سبب یہاں روزگار کے ذرائع نہایت محدود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بلوچستان کی آبادی بہت تھوڑی ہے اور یہ آبادی پورے بلوچستان میں پھیلی ہونے کی بجائے چند شہروں، قصبات اور بڑے دیہاتوں تک محدود ہے۔ آبادی کی اس صورت حال نے صوبے میں عمومی طور پر پھیلی ہوئی غربت اور تعلیم کی کمی کے ساتھ مل کر قبائلی طرز معاشرت کو جنم دیا ہے۔ ایسی صورت حال صوبہ سرحد میں بھی ہے۔ اپنے صوبے میں روزگار کے مناسب مواقع نہ ملنے کے سبب صوبہ سرحد کے لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد دوسرے صوبوں کا رخ کرتی ہے اور ساتھ ساتھ اپنی ثقافت اور رسوم ورواج کو بھی ان صوبوں میں متعارف کرواتی ہے۔

صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ کے طبعی حالات چونکہ زراعت اور صنعت کے لیے موزوں ہیں اس لیے ان صوبوں میں لوگوں کی معاشی حالت نسبتاً بہتر ہے اور شہری آبادی کا تناسب بھی صوبہ سرحد اور بلوچستان کی نسبت زیادہ ہے۔ لہٰذا پنجاب اور سندھ میں تعلیم اور صحت کی سہولتیں لوگوں کو زیادہ وسیع پیمانے پر میسر ہیں۔ تاہم صوبہ پنجاب اور سندھ کے دیہی علاقوں میں جاگیرداری نظام رائج ہے جس کی وجہ سے یہ علاقے انسانی ترقی کے معاملے میں شہروں سے بہت پیچھے ہیں۔

جاگیرداری نظام عموماً زرعی معاشروں میں جنم لیا کرتا ہے اور صوبہ پنجاب یہ ہیں واقع پوٹھوار میں جاگیرداری نظام کی عدم موجوگی کا سبب اس خطے کا مخصوص طبعی ماحول ہے۔ پوٹھوار کے بیشتر حصے مٹی کے شدید کٹاؤ کا شکار ہیں۔ یہاں بہنے والے ندی نالے اردگرد کی زمین سے خاصہ نیچے واقع ہیں اور اس وجہ سے آبپاشی کے لیے غیر موزوں ہیں۔ ان وجوہات کی بنیاد پر خطہ پوٹھوار میں بڑے پیمانے پر زراعت ممکن نہیں ہے اور لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد کا پیشہ ملازمت، خصوصاً سرکاری ملازمت سے وابستہ ہے۔ پاکستان کی بری افواج میں باقی تمام علاقوں کی نسبت خطہ پوٹھوار کی نمائندگی سب سے زیادہ ہے۔ ایسی صورت حال میں اس خطے میں جاگیرداری نظام پنپ نہیں سکتا۔

پاکستان میں رائج مختلف ملبوسات بھی ہمارے طبعی ماحول کی عکاسی کرتے ہیں۔ اگرچہ شہروں میں مغربی لباس پہننے کا رواج بھی عام ہے تاہم دیہی علاقوں میں چونکہ لوگوں کے پاس موسم کی شدت سے بچنے کے لیے زیادہ سہولتیں میسر نہیں ہیں اس لیے ان کو اپنا روایتی لباس پہننا پڑتا ہے جو ان کے طبعی ماحول سے مطابقت رکھتا ہے۔ صوبہ سندھ اور پنجاب میں لوگ عموماً کھلے ملبوسات مثلاً شلوار قمیض، دھوتی اور کُرتا وغیرہ پہنتے ہیں تاکہ گرمیوں کے موسم میں ہوا ان کے پسینے کو خشک کرسکے اسی طرح سر پر پگڑی پہننے اور رومال باندھنے کا رواج بھی عام ہے تاکہ سر کو شمسی تمازت سے بچایا جاسکے۔ بلوچستان کے بھی زیادہ تر علاقوں میں ڈھیلے ڈھالے ملبوسات اور پگڑیوں کا ہی رواج ہے۔ صوبہ سرحد کے اکثر علاقوں میں موسم چونکہ سردی کی طرف مائل ہوتا ہے اس لیے وہاں شلوار قمیض اور واسکٹ پہننے کا رواج ہے اور سر پر گرم ٹوپی بھی لی جاتی ہے۔

پاکستان کے بیشتر علاقوں کا روایتی طرز تعمیر بھی ان خطوں کے طبعی ماحول سے مطابقت رکھتا ہے۔ چونکہ پاکستان کے بیشتر خطے گرم موسم کے علاقے شمار کیئے جاتے ہیں اس لیے روایتی طور پر تعمیر کردہ رہائشی مکانات کی دیواریں اینٹوں کی چنائی سے بنا کر ان پر گارے کا لیپ کردیا جاتا ہے۔ چھتوں کی تعمیر میں لکڑی کے شہتیر استعمال کیئے جاتے ہیں اور ان پر بھی مٹی کی تہہ جمائی جاتی ہے۔ اس انداز میں تعمیر کردہ مکانات کے اندر موسم خاصی حد تک معتدل رہتا ہے۔ روایتی طرز پر بنے مکانات کو خاص طور پر ہوا دار بھی بنایا جاتا ہے تاکہ گرمی کی شدت کو کم کیا جاسکے۔ تاہم اس نوعیت کے مکانات زیادہ تر پائیدار نہیں ہوتے اور آہستہ آہستہ ان کی جگہ مغربی طرز پر بنے مکانات نے لینی شروع کردی ہے جن میں سیمنٹ اور سریے کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔

پاکستان میں مختلف زبانوں کی تقسیم بھی خاصی حد تک جغرافیائی عوامل اور طبعی ماحول سے مطابقت رکھتی ہے۔ صوبہ پنجاب میں بولی جانے والی پنجابی زبان اور صوبہ سندھ کی سندھی زبان آپس میں خاصی مماثلت رکھتی ہیں ان کے کئی الفاظ اور تراکیب بھی یکساں ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پنجاب اور سندھ کے طبعی ماحول خاصی حد تک ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور ان دونوں زبانوں کو ایک دوسرے سے بہت کچھ حاصل کرنے کا موقع ملا ہے۔ اس کے برعکس صوبہ سرحد اور بلوچستان میں رائج زبانوں مثلاً بلوچی، براہوی اور پشتو کی پنجابی اور سندھی زبانوں سے زیادہ مماثلت نہیں ہے کیونکہ ان خطوں کا طبعی ماحول پنجاب اور سندھ کے طبعی ماحول سے بالکل جُدا ہے اور قیام پاکستان سے قبل ان صوبوں کے درمیان ثقافتی اقدار کا تبادلہ بہت محدود تھا۔

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سوال نمبر 31 کسی قوم کی ثقافت کی تشکیل و ترویج میں بنیادی کردار ادا کرنے والے عناصر کا تفصیلی جائزہ لیں۔

جواب: ثقافت سے مراد: ثقافت انسان کی پیدا کردہ چیز جسے وہ نسل درنسل سیکھتا اور سکھاتا ہے ثقافت ہی کی وجہ سے نہ صرف معاشتی زندگی قائم ودائم رہتی ہے بلکہ انسانی معاشرہ ترقی بھی پاتا ہے دوسرے لفظوں میں ''معاشرہ لوگوں سے ملک کر بنتا ہے اور ثقافت لوگوں کے رہن سہن کا طریقہ کار ہے'' مختلف ماہر عمرانیات نے ثقافت کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

پروفیسر ایڈورڈ۔بی۔ٹائلر: کا کہنا ہے ''ثقافت ایک ایسا مرکب ہے جس میں علم وفن، عقائد واقدار، قوانین، رسم ورواج اور دوسری وہ تمام صلاحیتیں شامل ہیں۔ جو ایک فرد میں معاشرے کا ممبر ہونے کی حیثیت سے پائی جاتی ہیں''

ٹی۔ایس۔ایلیٹ کے مطابق ''ثقافت ان لوگوں کا انداز حیات ہے جو کسی مخصوص جگہ یا مقام پر اکھٹے رہتے ہیں ثقافت ان لوگوں کے فنون، رسم ورواج، عادات اور مذہبی عقائد کی آئینہ دار ہوتی ہے۔''

سی۔سی۔کون: کا کہنا ہے ''انسان کے رہن سہن کا وہ مجموعہ جو سیکھنے کے عمل کے ذریعے نسل درنسل مستقل ہوتا رہا ہے ثقافت کہلاتا ہے''

ینگ اور میک:۔Young & Mak کے مطابق: ثقافت رویوں اور کرداروں کا وہ مجموعہ ہے جو نہ صرف انسانوں نے اپنائے ہوں بلکہ وہ کسی معاشرے کے لوگوں کی مشترکہ میراث بھی ہو''

کاشان اکیڈمی

ماہر بشریات A.L. Krober کے مطابق: ''ثقافت انسانی اعمال کے مظاہرے ہیں چاہیے وہ داخلی ہوں یا خارجی سے ثقافت تشکیل پاتی ہے۔انسانی رویے، اعمال وافکار ثقافت کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں اس لیئے یہ کہنا بجا ہوگا کہ ثقافت زندگی گزارنے کا ایک طریقہ ہے۔

ان تمام تعریفوں کی روشنی میں ثقافت کی وضاحت ان نکات سے کی جاسکتی ہے۔

0334-5504551

- ☆ ہر معاشرے کی ثقافت ہوتی ہے لیکن علاقائی یا مقامی اثرات کی وجہ سے یہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔
- ☆ کسی بھی معاشرے کی ثقافت مستحکم ہوتی ہے تاہم اس میں تھوڑی بہت تبدیلیاں متواتر ہوتی رہتی ہیں۔
- ☆ ثقافت ہماری زندگیوں میں اس طرح شامل ہوتی ہے کہ ہم اسے شعوری طور پر محسوس نہیں کرتے۔

Download Free Assignments from

عوامل جو کسی قوم کی ثقافت کی تشکیل و ترویج میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں:

طرز معاش، مذہب، زبان اور تاریخ کسی قوم کی تشکیل وترویج میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔یعنی ان چار عناصر سے ثقافت بنتی ہے۔

solvedassignmentsaiou.com

طرز معاش: آج سے لاکھوں سال پہلے انسان جانوروں کی طرح زندگی گزارتا تھا۔وہ غاروں میں رہتا اور شکار کرکے اپنا پیٹ بھرتا تھا۔اس کے پاس خاندان، قبیلے اور معاشرتی زندگی کا کوئی تصور نہ تھا۔وہ پتھروں سے آلات اور ہتھیار تیار کرکے نہ صرف اپنے لیے شکار کرتا تھا۔بلکہ خطرناک جانوروں سے بھی خود کو محفوظ رکھتا تھا۔شکار کی تلاش میں ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی کرتا رہتا تھا۔بالفاظ دیگر وہ خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتا تھا۔آہستہ آہستہ وہ ارتقائی مراحل طے کرتا ہوا انفرادی زندگی سے اجتماعی زندگی کی طرف گامزن ہوا۔

انسان نے اجتماعی زندگی اس وقت اختیار کی جب اس نے جانور پالنے کا ہنر سیکھا۔وہ درجہ بدرجہ اپنے آلات اور ہتھیار میں جدت لاتا گیا۔اور ان کے استعمال کرنے کی صلاحیت حاصل کرنے لگا۔اور اس طرح ترقی کی منازل طے ہونے لگیں۔اس ترقی میں اس کے ذرائع پیداوار یعنی آلات اور ہتھیاروں کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ذرائع پیداوار میں بہتری لاکر انسان نے ایک طرف اپنی معاشی حالت کو بہتر بنایا تو دوسری طرف اپنا طرز زندگی بھی محفوظ اور بہتر کیا۔ایک جگہ پر قیام کرکے اس نے اپنا رشتہ زمین کے ساتھ منسلک کیا اور زمین سے مختلف پھل اور اناج اگائے اور اس طرح زرعی معیشت کی بنیاد ڈالی۔جب معیشت کی بنیاد زراعت بنی تو ایک جگہ پر کئی خاندان آباد ہوئے۔انسان قبیلوں کی شکل میں رہنے لگا اور اس طرح قبیلائی معاشرت کا آغاز ہوا۔

اب انسان نے معاشرے میں رہتے ہوئے نہ صرف خطروں کا اجتماعی مقابلہ کرنے کا فن سیکھا بلکہ خوف اور کمزوریوں پر بھی قابو پالیا۔اس طرح قدرت کی طرف سے میسر وسائل کو استعمال کرکے انسان نے اپنی معاشی اور معاشرتی حالات بہتر بنائے۔معاشرتی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد انسان کا طرز زندگی بھی تبدیل ہوا اور مل جل کر رہنے کے نتیجے میں کچھ عادات واقدار خود بخود وجود میں آگئے۔گھر انسان کی پہلی درسگاہ بنی جہاں سے اس نے مختلف طور طریقے اور آداب سیکھے اور کچھ عادات اس معاشرے میں رہتے ہوئے اپنانی پڑیں جو بعد میں اس کی فطرت کا حصہ بن کر ثقافت کہلائیں۔

مذہب: انسان نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے اردگرد فطرت کی کئی قوموں کو اپنے خلاف متحرک پایا۔وہ خوفناک طوفانوں، سیلاب، زلزلوں اور آتش فشاں پہاڑوں سے اگلنے والے لاوے کے سامنے بے بس اور کمزور تھا۔اس بے بسی کے احساس نے اسے اپنے سے ماورا دیکھی اور ان دیکھی قوتوں کی پرستش کرنے پر مجبور کردیا۔رات کو اندھیرے کی وجہ سے وہ خوفزدہ ہوتا تھا۔ایسے میں چاند نکلنے کے نتیجے میں کچھ روشنی پھیل جاتی تھی تو اس کا خوف کم ہو جاتا تھا۔نتیجتاً وہ چاند کو اپنا نجات دہندہ سمجھ کر اس کو پوجتا تھا۔سورج طلوع ہونے کے بعد جب اندھیرا چھٹ جاتا تھا تو انسان کے اندھیرے سے وابستہ سارے خوف ختم ہو جاتے تھے۔اس طرح سورج بھی چاند کی مانند قابل پرستش بن گیا۔بالکل اسی طرح، انسان آگ کی پوجا کرنے لگا۔کیونکہ آگ نے انسان کو نہ صرف روشنی مہیا کی بلکہ سردی سے بھی نجات دلائی۔اس طرح خوف اور خوف سے نجات کے تجربے نے انسان کو پرستش سکھائی اور یوں مذہب کی بنیاد پڑی۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک ،ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام ، بی ایڈ، بی ایس ، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں اور ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی مشقیں اور امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

مس میکڈونلڈ نے اپنی لغت چیمبرس ڈکشنری میں مذہب کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

مذہب ایک ارفع، ان دیکھی مختار طاقت پر اعتقاد، اسے تسلیم کرنا یا اس کے احساس بیداری کا نام ہے۔ جس کے ساتھ جذبہ اخلاق بھی پیوستہ ہیں۔ رسوم یا عبادات ایسے اعتقاد یا ایسی عبادت کا کوئی نظام ہے۔ دنیا کے ہر مذہب کے بنیادی عناصر عقیدہ، رسوم اور اخلاق ہیں۔ عقیدے کا تعلق انسان کے فہم سے ہے۔ رسوم عقیدے پر عمل کرنے کو کہتے ہیں۔ جبکہ تیسرا ان عنصر اخلاق ہے۔ جس کا تعلق معاشرے اور لوگوں سے ہوتا ہے۔ دنیا کے ہر مذہب میں ایک ذات برتر (خدا) کا تصور موجود ہے۔ جس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے عبادت کی جاتی ہے۔ عبادت انسان کو تسلی تسکین دیتی ہے۔ اور مذہبی تعلیمات انسان کو بہتری پر عمل کرنے کے لیے ایک جیسی رسومات ادا کرے گا۔ تو معاشرے کو استحکام حاصل ہوگا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک مذہب میں مشترکہ عقائد وارکان کے ہوتے ہوئے مختلف روایات اور رسومات ہوسکتی ہیں۔ ہر قوم اپنے مزاج، اقتصادی اور معاشرتی حالات کے مطابق اس کی تفسیر کرتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ کچھ مذہبی روایتیں ثقافتی ورثہ بن جاتی ہیں۔

تاریخی عمل: کسی ثقافت کا ظہور پذیر ہونا ایک تاریخی عمل ہے۔ جو کئی صدیوں پر محیط ہوتا ہے جس طرح انسان درجہ بدرجہ ترقی کر کے ایک منظم معاشرتی زندگی تک پہنچا اس طرح ثقافت بھی انسان کے ساتھ قدم بہ قدم ترقی کرتی گئی۔ ابتداء میں انسان کا ذریعہ معاش شکار تھا۔ اور وہ شکار کی تلاش میں خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتا تھا۔ اس دور کے طرز زندگی کو ہم خانہ بدوش ثقافت کا نام دیتے ہیں۔ اس وقت ضروریات زندگی بہت محدود تھیں۔ خوراک حاصل کرنا اور قدرتی آفتوں اور خطرناک جانوروں سے خود کو محفوظ رکھنا انسانی زندگی کا مقصد تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ انسان نے کھیتی باڑی کی طرف توجہ دی۔ اور زرعی معیشت اپنا کر ایک جگہ رہنے کو ترجیح دی۔ ایک جگہ رہتے ہوئے کچھ بنیادی ضروریات گھر، زراعت کے اوزار اور کھانے پینے کے لیے برتن بنانے کا خیال پیدا ہوا۔ اس دور کی ثقافت کو ہم زرعی ثقافت کا نام دیتے ہیں۔ یہ دور انسانی زندگی کے رہن سہن میں بے شمار تبدیلیاں لانے والا دور کہلاتا ہے۔ ایک طرف کھیتی باڑی کرتے ہوئے ملکیت کا تصور وجود میں آیا تو دوسری طرف محنت کی تقسیم شروع ہوئی۔ مردوں نے اپنے ذمے بھاری کام لیے اور عورت نے گھر کے کام کاج کے ساتھ مرد کا ہاتھ بٹانا بھی شروع کیا۔ بوڑھے اور بچے مشکل کام سے مستثنیٰ قرار پائے۔ اس معاشرتی زندگی میں مختلف مواقع اور کیفیات کا اثر انسان پر بھی ہوا۔ فصل اچھی ہوتی تو ناچ کر یا گا کر اس کا اظہار کیا جاتا۔ موسم اچھا ہوتا یا بارش ہوئی تو کھانے میں خاص اہتمام ہوتا۔ اس طرح خوشی کے اظہار مختلف تقریبات اور میلے منعقد ہونے لگے۔ جو زرعی ثقافت کا حصہ بن گئے۔ ترقی کی اس راہ پر انسان نے صرف زراعت پر انحصار نہیں کیا۔ بلکہ اس نے آہستہ آہستہ صنعتیں قائم کرنا بھی شروع کر دیں۔ صنعتوں کا قیام عموماً شہری آبادی کے قریب عمل میں آیا۔ روزگار کے مواقع بڑھے تو آبادی شہروں کی طرف منتقل ہونے لگی۔ اس طرح شہری ثقافت وجود میں آئی۔

زبان: زبان کا مطالعہ کسی قوم کی تہذیب وتمدن اور ثقافت کا مطالعہ شمار کیا جاتا ہے۔ زبان انسانی عمل کی پیداوار ہے۔ یہ انسانوں کی روزمرہ زندگی کے مشغلوں سے ابھرتی او رترقی پاتی ہے۔ زبان کی تاریخ میں قوموں کی تاریخ، اور زندگی پنہاں ہوتی ہے۔ جیسے جیسے کسی قوم کی تہذیب وتمدن اور معاشرتی قدروں میں فرق آتا ہے اس تبدیلی کو اثر قوم کی زبان پر بھی ہوتا ہے۔ زبان ہی کے وسیلے سے یہ اقدار ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتی ہیں۔ لسانیات اور بشریات کے ماہرین کے مطابق انسانی ارتقاء کے بارے میں معلومات اس وقت حاصل ہوتی ہیں جب زبان اور ثقافت کے عمل کا جائزہ لیا جائے۔

زبان انسان کے جذبات، احساسات اور افکار وخیالات کے اظہار کا وسیلہ ہے۔ اس لیے اسے تہذیب وثقافت کا آئینہ دار کہا جاتا ہے۔ زبان کے ذریعے انسان کے اجتماعی رویوں مجموعی نفسیات اور اقدار کی عکاسی ہوتی ہے۔ یہ وہ بنیاد ہے جس پر ثقافت کی تعمیر ہوتی ہے اور ثقافت کی بنیاد پر معاشرہ زندہ رہتا ہے۔ زبان اور ثقافت لازم وملزوم ہیں جبکہ ثقافت معاشرے کو زندہ رکھنے کا سبب بنتی ہے۔

سوال نمبر 32 پاکستان کے تمام میدانی علاقوں کی زرخیزی یکساں نہیں۔ وجوہات بیان کریں۔

جواب: پاکستان کے تمام میدانی علاقوں کی زرخیزی یکساں نہیں جس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

مٹی کی تشکیل میں آب وہوا کے مختلف عناصر مثلاً سورج کی روشنی کا دورانیہ، درجہ حرارت اور بارش کی مقدار بھی نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پودے اپنی خوراک Photosynthesis کے عمل کے ذریعے حاصل کرتے ہیں اور یہ عمل سورج کی روشنی کے بغیر ممکن نہی ہے جن علاقوں میں سورج کی روشنی کا دورانیہ کم ہوتا ہے وہاں نسبتاً کم بناتات پائے جاتے ہیں۔ چونکہ مٹی میں موجود حیاتیاتی مادے کی بڑی مقدار بناتات کی باقیات سے حاصل ہوتی ہے اس لیے روشنی کے کم دورانیے والے علاقوں میں مٹی میں حیاتیارتی مادہ نسبتاً کم پایا جاتا ہے اس طرح جن علاقوں میں بارش زیادہ ہوتی ہے وہاں مٹی میں موجود کئی حل پذیر معدنی اجزاء اور نمکیات پانی میں حل ہو کر خاصی گہرائی میں چلے جاتے ہیں اور ایسی مٹی کی زرخیزی بری طرح متاثر ہوجاتی ہے۔

نباتات اور حیواناتی عمل مٹی میں حیاتیاتی مادے Humus کی موجودگی کا سبب بنتا ہے جب پودوں اور جانوروں وغیرہ کی زندگی کی مدت پوری ہوجاتی ہے تو ان کے اجسام گل سڑ کر مٹی میں حیاتیاتی مادے کی صورت میں شامل ہوجاتے ہیں۔ جس علاقے میں بناتات اور حیوانات جتنے زیادہ ہوں گے وہاں مٹی میں موجود حیاتیاتی مادے کا

تناسب بھی اتنا زیادہ ہوگا اور اس کے نتیجے میں مٹی کی زرخیزی بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ مٹی کی تشکیل میں وقت بھی بہت اہمیت رکھتا ہے زرخیز مٹی کے وجود میں آنے کے لیے ضروری تمام ترجغرافیائی عناصر کا دارومدار وقت پر ہے بنیادی چٹانی مواد کے عمل فرسودگی کے ذریعے چھوٹے ذرات میں تبدیل ہونے سے لے کر نباتات اور حیوانات کے

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مردہ اجسام کے حیاتیاتی مادے میں تبدیل ہونے تک کے تمام اعمال کو درست طور پر وقوع پذیر ہونے کے لیے وقت درکار رہتا ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ عوامل پان اثر دکھاتے ہیں اور مٹی کی زرخیزی میں اضافہ کرتے ہیں ایک اچھی اور زرخیز مٹی کو بننے میں کئی ہزار سال لگتے ہیں۔

شمال اور مغربی پہاڑی اور نیم پہاڑی علاقوں: میں پائی جانے والی مٹی کی تقریباً تمام اقسام میں حیاتیاتی مادے کی مقدار نسبتاً کم ہوتی ہے اور اسی وجہ سے یہ کاشت کاری کے لیے زیادہ موزوں نہیں ہوتی ہیں ان علاقوں میں مٹی کی تہہ بھی زیادہ موٹی نہیں ہوتی کیونکہ پہاڑیوں کی ڈھلانوں پر کشش ثقل کے اثر کے علاوہ بارش کا پانی اور ہوا کا عمل کٹاؤ مٹی کو زیادہ دیر تک ٹکنے نہیں دیتا۔ تاہم جن پہاڑوں کی وادیوں میں دریا بہتے ہیں وہاں کی گزرگاہ سے ملحق تھوڑے سے رقبے میں دریائی مٹی کی تہہ موجود ہوتی ہے جو گردونواح کے پہاڑوں پر پائی جانے والی مٹی کی نسبت زیادہ زرخیز ہوتی ہے۔

سطح مرتفع پوٹھوہار: میں بھی بعض اوقات خصوصاً دریاؤں کی گزرگاہوں سے ملحقہ علاقوں میں دریائی مٹی پائی جاتی ہے جو خاصی زرخیز ہے تاہم بارانی علاقوں میں واقع ہونے کی وجہ سے اس مٹی کی زرخیزی کا بھرپور فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ سطح مرتفع پوٹھوہار کے زیادہ تر حصوں میں لویس Loess نامی ایک مٹی کی تہہ بچھی ہوئی ہے یہ مٹی ہوا کے عمل تہہ نشینی سے وجود میں آتی ہے مگر اس علاقے میں بہنے والے پہاڑی اور بارشی ندی نالوں کی وجہ سے یہاں مٹی کا کٹاؤ Soil Erosion بہت زیادہ ہوگیا ہے۔ متی کے اس کٹاؤ کی وجہ سے سطح مرتع پوٹھوہار کا بہت بڑا حصہ کٹی پھٹی سطح پر مشتمل ہے بارش کا پانی بڑی تیزی سے بہہ کر زمین کے نیچے چلا جاتا ہے اور یوں اس پانی کو آب پاشی کے مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

سطح مرتفع بلوچستان: کے بیشتر علاقوں میں نیم پہاڑی علاقوں والے کم زرخیز مٹی پائی جاتی ہے تاہم دریاؤں اور ندیوں سے متصل علاقوں میں دریائی مٹی بچھی ہوئی ہے جو مناسب زرخیزی کی حامل ہے۔ مگر اس میں کنکروں اور چھوٹے پتھروں کی مقدار عام دریائی مٹی کی نسبت کچھ زیادہ ہے مٹی کے اس پہلو اور بلوچستان کی مجموعی طور پر خشک آب وہوا کی وجہ سے اس کی کاشت کاری کے لیے مناسب نہیں سمجھا جاتا۔

دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں: کے میدانوں میں پائی جانے والی مٹی کی تقریباً تمام ہی اقسام کاشت کاری کے لیے موزوں ہیں۔لیکن ان سب کی زرخیزی برابر نہیں ہے۔ وہ علاقے جو ہر چند سال کے بعد سیلاب کا شکار ہوتے ہیں ان یں ہر سیلابی ریلا زرخیز مٹی کی ایک نئی تہہ بچھا دیتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے ان علاقوں کی مٹی نسبتاً زیادہ زرخیز ہوتی ہے۔

صوبہ پنجاب: میں چونکہ دریاؤں کی تعداد زیادہ ہے اس لیے وہاں سیلابوں کے زیر اثر علاقہ بھی نسبتاً زیادہ رقبے پر پھیلا ہوا ہے اس کے برعکس صوبہ سندھ چونکہ صرف دریائے سندھ کے پانی سے استفادہ حاصل کرتا ہے اس لیے وہاں سیلابی میدانی علاقے کی وسعت اور رقبہ نسبتاً کم ہے یہی وجہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں زرخیز مٹی کے علاقوں کا تناسب باقی صوبوں کی نسبت زیادہ ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر 34: ان وجوہات کی نشاندہی کریں جو دیہی آبادی کی شہروں کی طرف نقل مکانی کا سبب بنی ہوئی ہیں۔

جواب: آبادی کی دیہات سے شہروں کی طرف منتقلی کا سبب بننے والی وجوہات:

- ☆ آبادی میں اضافہ کی شرح زیادہ ہونے سے زرعی زمین پر بڑھتا ہوا دباؤ، روزگار کی کمی اور زمین کا چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہونا۔
- ☆ ضروریات زندگی کی بتدریج کمی۔
- ☆ بنیادی ضرورتوں کی عدم دستیابی۔
- ☆ جاگیردارانہ نظام، بے زمین کاشتکار، چھوٹے کاشتکاروں کے پاس زمین کی کمی، کسانوں کی بے دخلی اور دیہی غربت۔
- ☆ زمین کی زرخیزی میں کمی کی وجہ سے ناکافی پیداوار، سیم اور تھور کی وجہ سے زمین کا کاشت کاری کے قابل نہ رہنا۔
- ☆ قحط سالی، خوراک کی کمی۔
- ☆ مشینوں کے استعمال کی وجہ سے مزدوری کا خاتمہ۔
- ☆ قدرتی آفات مثلاً سیلاب اور فصلوں کی تباہی۔

اسکے علاوہ بھی بہت سے عوامل ہیں جو نقل مکانی کا سبب بنتے ہیں۔ جب سے دنیا میں انسان کی تاریخ شروع ہوئی ہے لوگوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا روز مرہ معاشرتی زندگی کا معمول ہے لوگ مختلف مقاصد کے پیش نظر گھر سے باہر دور یا نزدیک جاتے ہیں۔

1۔ **تجارت کیلئے:** عام طور پر لوگ تجارت کی غرض سے ایک شہر سے دوشہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک جایا کرتے تھے اور اب بھی جاتے ہیں تاکہ ایک ملک کی اجناس دوسرے ملکوں میں زیادہ منافع پر فروخت کرسکیں اور ملکوں تجارت کو فروغ دے سکیں۔

2۔ **روزگار حاصل کرنے کیلئے:** ہر ملک کے کچھ حصے ترقی میں آگے ہوتے ہیں۔ جہاں صنعت وتجارت پھلتی پھولتی ہے اور بعض علاقے پسماندہ ہوتے ہیں۔ ان علاقوں میں جہاں روزگار کے مواقع میسر نہ ہوں لوگ وہاں سے روزگار کے بہتر مواقع کی تلاش میں دوسرے علاقوں کی طرف نکل جاتے ہیں۔

3۔ **بہتر معیار زندگی:** بعض لوگوں کے پاس دولت تو کافی ہوتی ہے مگر پسماندہ علاقوں کی وجہ سے وہ سہولیات سے نابلد ہوتے ہیں اور اپنی زندگی کے معیار کو بہتر بنانے کیلئے ایسے لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

4۔ **دینی فرائض کی ادائیگی:** دینی فرائض کی بجا آوری کیلئے جیسے عمرہ اور حج کیلئے پوری دنیا سے مسلمان مکہ مکرمہ جاتے ہیں اس کے علاوہ ایران ،عراق ،ترکی اور دیگر کئی مسلم ممالک میں مسلمانوں کی یادگاریں ہیں جن کیلئے زیارت کیلئے لوگ ان ممالک کا رخ کرتے ہیں جہاں یہ آباد ہیں۔

5۔ **علم کا حصول:** شہروں میں علم کا حصول نسبتاً آسان ہوتی ہے۔دیہاتوں اور قصبوں میں مدرسے ،کالج یا تو کم تعداد میں ہیں یا بہت دور ہیں جس کی وجہ سے وہاں کے لوگ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اسلئے اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے بھی لوگ شہروں کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں۔

6۔ **ناموافق گھریلو حالات:** کئی لوگ خاندانی لڑائی جھگڑوں سے تنگ آ کر ہاں مشکلات کو سہنے کی بجائے اپنے بچوں کے سکون کی خاطر اپنے گھر سے دور آباد ہو جاتے ہیں۔تاکہ ان کو ذہنی سکون حاصل ہو سکے۔

7۔ **ناموافق معاشرتی حالات:** ہر معاشرہ اپنے مذہب کے رنگ میں ڈھلا ہوتا ہے۔دیگر مذاہب اگر معاشرت ثقافت پر غالب آنے لگیں اب بھی لوگ ہجرت کر جاتے ہیں جیسے امریکہ ،کینیڈا اور دیگر یورپ ممالک میں آباد لوگ اپنے بچوں کے جوان ہو جانے پر پاکستان واپس آ جاتے ہیں۔

8۔ **آبادی کی گنجائیت:** اگر کسی علاقے میں میں آبادی اس کے رقبے اور وسائل کی نسبت زیادہ ہو جائے لوگ آبادی کی گنجائی سے تنگ آ کر بھیڑ ،شور و غل اور مسائل سے فرار حاصل کرنے کیلئے آبادی سے دور پر سکون علاقوں کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں۔

خزاں 2014

کاشان اکیڈمی
0334-5504551

سوال نمبر 33: *مختصر جواب تحریر کریں۔*

1۔ **آزادی کے قبل متحدہ ہندوستان کا دارالحکومت کون سا شہر تھا؟**

جواب: دہلی

2۔ **1965ء کی جنگ کے بعد مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان فاصلہ کیوں بڑھا؟**

جواب: 1965ء کی جنگ کے بعد پاکستان اور ہندوستان کے درمیان معاہدہ تاشقند پر دستخط ہوئے۔اس جنگ میں جو ملک کی مغربی سرحدوں پر لڑی گئی ،مشرقی پاکستان میں اس احساس نے جنم لی اکہ اس کے تحفظ کا کوئی مناسب انتظام نہیں کیا گیا تھا۔مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان فاصلوں کو بڑھانے کا یہ نیا سبب تھا اور اس سے مشرقی پاکستان کے اس احساسِ محرومی میں اضافہ ہوا جو قیام پاکستان کے بعد ہی سے وہاں پایا جاتا تھا۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

3۔ **1962ء کا دستور کس نے بنایا تھا؟**

جواب: 1962ء کا دستور صدر جنرل ایوب خان نے بنایا تھا۔

4۔ **وفاقی نظامِ حکومت کن ممالک کیلئے کارآمد ثابت ہوتا ہے؟**

جواب: ایسے ملک جہاں لسانی اور ثقافتی تنوع (Diversity) پائی جاتی ہو اور ملک کا رقبہ اور آبادی بھی بڑی ہو ،وہاں وفاقی نظام زیادہ کارآمد ثابت ہو سکتا ہے بلکہ وفاقی نظام کے ذریعے ہی مختلف صوبوں اور علاقوں کے لوگ ایک دوسرے کے قریب آ سکتے ہیں اور باہم شیر و شکر ہو کر ملک کی ترقی اور خوشحالی کیلئے کام کر سکتے ہیں۔

5۔ **باؤنڈری کمیشن کی تشکیل کیلئے قائداعظم کے کیا خیالات تھے؟**

جواب: لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے سر سرل ریڈکلف کی سربراہی میں پنجاب اور بنگال کی باؤنڈری (سرحد) متعین کرنے کا اعلان کیا۔کانگریس اور مسلم لیگ ہر ایک کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ باؤنڈری کمیشن کے لیے دو افراد نامزد کریں۔کیونکہ قائداعظم انگریزوں کی چالاکی کو بھانپ چکے تھے اسی لیے انھوں نے اس پر سخت اعتراض کیا ان کا خیال تھا کہ اس مقصد کے لیے یا تو اقوام متحدہ کی زیر نگرانی کمیشن مقرر کیا جائے یا برطانیہ کے (Law Lords) کو مقرر کیا جائے۔لیکن قائداعظم کی رائے کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔چنانچہ یہی ہوا اور 16 اگست 1947ء کو جب باؤنڈری کمیشن کا فیصلہ سامنے آیا تو یہ بات واضح ہو گئی کہ باؤنڈری کمیشن کے متعلق قائداعظم کے خدشات بے بنیاد نہ تھے۔باؤنڈری کمیشن نے سرحدوں کا تعین کرنے وقت پاکستان کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی کی۔کلکتہ کو ہندوستان کے حوالے کیا گیا ،فیروز پور اور گورداسپور جہاں مسلمان واضح اکثریت میں تھے ہندوستان کے حوالے کر دیئے گئے یہ علاقے ہندوستان کو دینے سے ہندوستان کو کشمیر تک رسائی کا راستہ مل گیا اگر یہ علاقے ہندوستان کو حوالے نہ کیے جاتے تو ہندوستان کشمیر پر کبھی بھی قابض نہیں ہو سکتا تھا۔

6۔ **بلوچستان اور صوبہ سرحد (موجودہ نام KPK) نے پاکستان میں شمولیت کا فیصلہ کس ذریعے سے کیا تھا؟**

جواب: بلوچستان کو ووٹ کے ذریعے الحاق کرنے کا حق دیا گیا جبکہ صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کرانے کا فیصلہ ہوا۔

7۔ **ایوب خان نے عوام میں اپنی مقبولیت پیدا کرنے کیلئے کس قسم کے اقدامات کیے؟**

جواب: ایوب خان نے اقتدار سنبھالنے کے بعد کئی فوری اقدامات کئے مثلاً انہوں نے ذخیرہ اندوزی ،رشوت ستانی اور بدعنوانی کے خلاف کارروائی کا اعلان کیا جس کا مقصد عوام میں اپنے لیے مقبولیت پیدا کرنا تھا۔بعد کے برسوں میں خود ان کی حکومت ان تمام برائیوں کی مرتکب ہوئی جس پر ان کو شدید تنقید کا نشانہ بننا پڑا۔ایوب خان سیاستدانوں اور ان کی تنظیموں کے خلاف تھے۔چنانچہ انہوں نے شروع ہی میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی۔سیاسی جماعتوں کے دفاتر بند کر دیئے گئے اور ان کے بینک اکاؤنٹ منجمد کر دیئے گئے۔کئی سرکردہ سیاستدانوں کو گرفتار بھی کر لیا گیا۔یہی نہیں بلکہ انہوں نے ایبڈو (EBDO) نامی قانون کے ذریعے بہت سے سیاسی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ،پروپوزل ،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

رہنماؤں پر آئندہ انتخابات میں حصہ نہ لینے کی پابندی عائد کر دی۔ دراصل ایوب خان کا خیال یہ تھا کہ پاکستان کے سارے مسائل کی جڑ سیاستدان ہیں اور یہ کہ ملک کی ابتدائی گیارہ سالہ تاریخ میں جو سیاسی عدم استحکام موجود رہا تھا اس کی وجہ بھی سیاستدان ہی تھے۔

8۔ انسان کا سب سے بڑا اور بنیادی حق کون سا ہے؟

جواب: انسان کا سب سے بڑا اور بنیادی حق ''حق زندگی'' ہے۔

9۔ قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد کس کو گورنر جنرل بنایا گیا؟

جواب: قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد خواجہ ناظم الدین کا گورنر جنرل بنایا گیا۔

10۔ سر جان مارشل کے مطابق ٹیکسلا کا شہر کتنی دفعہ تباہ ہوا تھا؟

جواب: سر جان مارشل کے مطابق ٹیکسلا کا شہر چار دفعہ تباہ ہوا اور چار بار ہی از سر نو آباد ہوا۔

سوال نمبر 35: ایوب خان کے دور حکومت اور اس کے زوال کے بارے میں تفصیل سے لکھیں۔

جواب: ایوب خان کا دور حکومت اور زوال: ایوب خان کا دور حکومت ساڑھے دس سال کے عرصے پر محیط تھا۔ اس عرصے میں ملک میں فوجی آمریت اور شخصی حکمرانی کا دور رہا۔ ایوب اقتدار سنبھالنے کے بعد کئی فوری اقدامات کیے۔ مثلاً انہوں نے ذخیرہ اندوزی، رشوت ستانی اور بدعنوانی کے خلاف کارروائی کا اعلان کیا جس کا مقصد عوام میں اپنے لیے مقبولیت پیدا کرنا تھا اور بعد کے برسوں میں خود ان کی حکومت ان تمام برائیوں کی مرتکب ہوئی جس پر ان کی حکومت کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ ایوب خان سیاست دانوں اور ان کی تنظیموں کے بھی خلاف تھے۔ چنانچہ انہوں نے شروع ہی میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی۔ سیاسی جماعتوں کے دفاتر بند کر دیئے گئے اور ان کے بنک اکاؤنٹ منجمد کر دیے گئے۔ کئی سرکردہ سیاستدانوں کو گرفتار بھی کر لیا گیا یہی نہیں بلکہ انہوں نے ایبڈو (EBDO) نامی قانون کے ذریعے بہت سے سیاسی رہنماؤں پر آئندہ انتخابات میں حصہ نہ لینے کی پابندی عائد کر دی۔ دراصل ایوب خان کا خیال یہ تھا کہ پاکستان کے سارے مسائل کی جڑ سیاستدان ہیں اور یہ کہ ملک کی ابتدائی گیارہ سالہ تاریخ میں جو سیاسی عدم استحکام موجود رہا تھا اس کی وجہ بھی سیاست دان ہی تھے۔ حالانکہ ان برسوں میں اصل اختیارات افسر شاہی کے ہاتھوں میں تھے اور فوج کے سربراہ کی حیثیت سے گورنر جنرل نے افسر شاہی کے حلیف کا کردار ادا کیا۔ چنانچہ وہ 1954ء میں گورنر جنرل کی جانب سے اسمبلی کو توڑنے کا فیصلہ ہوا۔ مغربی پاکستان میں ون یونٹ کا اقدام، ایسے تمام اقدامات کو ایوب خان کی مکمل تائید حاصل تھی۔

1959ء میں ایوب خان نے ملک میں بنیادی جمہوریتوں کا نظام متعارف کیا۔ اس نظام کا مقصد جمہوریت کو گاؤں اور تحصیل کی سطح تک پہنچانا بتایا گیا۔ اس غرض سے ملک بھر میں اسی ہزار اراکین بنیادی جمہوریت کی گنجائش پیدا کی گئی جن میں سے چالیس ہزار مشرقی پاکستان اور چالیس ہزار مغربی پاکستان سے تعلق رکھتے تھے۔

1960ء میں ایوب خان نے اپنی صدارت کی توثیق کے لیے ریفرنڈم منعقد کیا۔ جس میں عوام کی بجائے انہی اراکین بنیادی جمہوریت سے رائے طلب کی گئی۔ اس طرز انتخاب کے ذریعے ایوب خان کا صدر منتخب ہونا کوئی حیرت کی بات نہیں تھی۔ ایوب خان نے اقتدار میں آنے پر ملک کو نیا دستور دینے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ اس غرض سے انہوں نے ایک دستوری کمیشن قائم کیا۔ جس نے ماضی کے سیاسی نظام کی ناکامی کا تجزیہ کرنے کے اور مستقبل کے آئین کے لیے تجاویز پیش کیں مگر ایوب خان کے لیے خود اپنے قائم کردہ کمیشن کی بیشتر تجاویز قابل قبول نہیں تھیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کابینہ کے چند وزیروں پر مشتمل ایک آئینی کمیٹی تشکیل دی جس نے دستور کا خاکہ مرتب کیا۔ 1962ء میں ایوب خان نے اپنا دستور نافذ کیا۔

ایوب خان کا زوال: ایوب خان کا دستور معروف جمہوری اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی اس کو جمہوری انداز سے بنایا گیا تھا۔ یہ دستور کسی اسمبلی کا بنایا ہو دستور نہیں تھا بلکہ اس کے خالق ایوب خان خود تھے۔ دستور کے نفاذ کے بعد انتخابات ہوئے اور قومی وصوبائی اسمبلیاں وجود میں آئیں۔ اس کے ساتھ ہی مارشل لا ہٹا لیا گیا۔ ایوب خان فوج سے ریٹائر ہو کر سویلین صدر بن گئے۔ سیاسی سرگرمیوں کا آغاز ہوا اور سیاسی جماعتیں بحال ہو گئیں۔ خود ایوب خان نے مسلم لیگ کے ایک گروپ کی سربراہی اختیار کر لی جو کنونشن مسلم لیگ کہلایا۔ اس جماعت کے سوا باقی تمام جماعتوں کا مطالبہ تھا کہ 1962ء کے دستور کی بجائے 1966ء کا دستور بحال کیا جائے۔ 1964ء میں ملک میں صدارتی انتخابات منعقد ہوئے جس میں حزب اختلاف کی جماعتوں نے متحدہ حزب اختلاف کی تشکیل دی اور قائداعظم کی ہمشیرہ فاطمہ جناح کو اپنا امیدوار بنایا۔ یہ نظام ایوب خان کے اشارے پر بنایا گیا تھا۔ لہٰذا فاطمہ جناح کی کامیابی کے امکانات بہت کم تھے۔ 1965ء میں پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جنگ ہوئی جس کے بعد دونوں ملکوں کے درمیان معاہدہ تاشقند پر دستخط ہوئے۔ 1968ء میں جبکہ ایوب خان کی حکومت بڑے پیمانے پر اپنا عشرہ ترقی منا رہی تھی ملک میں ایوب مخالف سیاسی سرگرمیوں میں تیزی آ چکی تھی کیونکہ ایوب خان کی پالیسیوں نے امیر اور غریب کے درمیان فرق کو بہت بڑھا دیا تھا۔ مشرقی پاکستان کی شکایات بہت بڑھ چکی تھیں اور ملک میں ایک بھرپور اور ہمہ گیر سیاسی تحریک شروع ہوئی جس کا مقصد ایوب خان کی آمریت سے نجات حاصل کرنا تھا۔ اس عوامی ابھار کے آگے بند باندھنے میں ناکامی کے بعد ایوب خان نے ملک میں مارشل لا نافذ کرنے اور خود اپنے دستور کو کالعدم قرار دینے کا اقدام اٹھایا اور مارچ 1969ء کو اقتدار فوج کے سربراہ جنرل آغا محمد یحییٰ خان کے سپرد کر دیا۔

سوال نمبر 36: گلوبلائزیشن سے کیا مراد ہے؟ نیز گلوبلائزیشن کے سیاسی اثرات کا جائزہ لیں۔

جواب: گلوبلائزیشن: سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبے میں مسلسل ترقی نے دنیا کے ممالک کا ایک دوسرے پر نہ صرف اقتصادی انحصار بڑھا دیا ہے۔ بلکہ وہ ثقافتی اور سیاسی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

طور پر بھی ایک دوسرے کے بہت ہی قریب آ گئے ہیں۔ جدید سائنسی طریقہ پیداوار کی وجہ سے دنیا کے مجموعی فی کس پیداوار (Percapita Gross Domestic Production) میں پانچ گنا اضافہ ہوا ہے۔ اس تیز رفتار اقتصادی ترقی سے مستفید ہونے کے لیے اکثر ممالک نے اپنے کاروباری اور مالی ضابطوں میں نرمی کی حکمت عملیاں اختیار کی ہیں۔ جس کے نتیجے میں دنیا میں آزادانہ تجارت کو فروغ ملنے لگا ہے۔ ایک ملک کے سرمایہ کا دوسرے ممالک میں سرمایہ کاری کرنے لگے ہیں۔ اس آزادانہ تجارتی ماحول نے دنیا کے بیشتر ممالک کا ایک دوسرے پر انحصار بڑھا دیا ہے۔ دنیا کے ممالک کی آپس میں بڑھتی ہوئی اقتصادی قربت اور انحصار نے ان کے درمیان سیاسی اور ثقافتی تعلقات میں بہتری پیدا کی ہے۔ اقتصادیات، ثقافت اور سیاست میں بڑھتی ہوئی قربت کے پیش نظر سماجی علوم کے ماہرین دنیا کو ایک گاؤں سے تشبیہ دینے لگے ہیں۔

اقوام عالم کے آپس میں بڑھتے ہوئے اقتصادی، سیاسی و ثقافتی روابط اور انحصار کے نتیجے میں دنیا میں عالمگیریت یا گلوبلائزیشن کے رجحانات کو تقویت ملی ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کی وجہ سے مختلف اقوام کے درمیان رابطے بڑھے ہیں جس کے نتیجے میں دنیا کی مختلف ثقافتیں ایک دوسرے کے قریب آ رہی ہیں۔

ایک طرف اقتصادیات کے شعبے میں قوموں کا ایک دوسرے پر انحصار اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ قومی معیشت اپنی معنویت کھوتی جا رہی ہے اور وسیع تر بین الاقوامی معشت کا حصہ بن کر سامنے آ رہی ہے تو دوسری طرف قومی سیاست بین الاقوامی سیاست کے طابع ہو کر رہ گئی ہے۔

کاشان اکیڈمی

گلوبلائزیشن مخالف تحریک: بیسویں صدی میں گلوبلائزیشن کے خلاف ایک تحریک کا آغاز ہوا۔ اس تحریک سے وابستہ لوگوں کا خیال ہے کہ گلوبلائزیشن کی تحریک اپنی موجودہ ساخت، مقاصد اور کارکردگی اور اثرات کے حوالے سے دنیا میں کئی قسم کے سیاسی اقتصادی، ثقافتی اور ماحولیاتی مسائل پیدا کر رہی ہے۔

گلوبلائزیشن مخالف تحریک دراصل ایک کثیر الجہتی تحریک ہے جس میں مختلف نظریات کے لوگ شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گلوبلائزیشن مخالف تحریک سے وابستہ کچھ لوگ اس تحریک کو سیاسی تحریک گردانتے ہیں جبکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ایک سماجی تحریک ہے۔ اس تحریک کے مقاصد اور حکمت عملیوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم یہ رائے قائم کر سکتے ہیں کہ یہ ایک سیاسی اور سماجی تحریک ہے۔ گلوبلائزیشن مخالف تحریک سے وابستہ لوگ اپنے آپ کو گلوبلائزیشن مخالف کہلوانے کے بجائے انسانیت کے سب سے بڑی داعی گنواتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی تحریک کو گلوبلائزیشن مخالف کہلوانے کے بجائے اپنی تحریک کو عالم انصاف کی تحریک کہلوانا پسند کرتے ہیں۔

0334-5504551

اس تحریک سے وابستہ ایک امریکی دانشور نوم چامسکی کے مطابق گلوبلائزیشن مخالف اصطلاح دراصل ایک بے معنی چیز ہے۔ ہماری تحریک کو عالمی انصاف کی تحریک کے نام سے موسوم کیا جائے۔ گلوبلائزیشن مخالف تحریک مخالف نہیں ہیں بلکہ وہ گلوبلائزیشن کی ان پالیسیوں کے مخالف ہیں جن کے نتیجے میں:۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

- ☆ سرمایہ دار ممالک غریب ملکوں کو معاشی استحصال کرتے ہیں۔ ☆ دنیا میں ماحولیاتی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔
- ☆ صنعت یافتہ ممالک مزدوروں کے حقوق پامال کرتے ہیں۔ ☆ ریاستوں کے اقتدار اعلیٰ پر ضرب لگتی ہے۔
- ☆ انسانی حقوق سلب ہوتے ہیں۔ ☆ لوگوں سے نقل مکانی کا حق چھینا جاتا ہے۔
- ☆ دنیا کے کثیر الثقافتی شناخت کو ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہیں۔

گلوبلائزیشن کے منفی سیاسی اثرات: گلوبلائزیشن نے جہاں ترقی پذیر ممالک کے لیے اقتصادی چیلنجز پیدا کر دیئے ہیں وہاں نہایت ہی سنجیدہ نوعیت کے سیاسی سوالات بھی ابھر کر سامنے آئے ہیں۔ ان سوالات میں ایک اہم سوال کا تعلق قومی ریاست کے اقتدار اعلیٰ سے ہے۔ گلوبلائزیشن کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ نے قومی ریاست کے فیصلوں کو بین الاقوامی فیصلوں کے طابع بنا دیا ہے۔ نتیجتاً قومی ریاست کی اہمیت اور اثر و رسوخ میں واضح طور پر کمی واقع ہوئی ہے۔

بین الاقوامی مالیاتی اداروں کی حکمت عملیوں اور بین الاقوامی تجارتی معاہدوں کے بندھنوں نے قومی ریاست کو اپنے ملک میں ٹیکسوں کے نظام کے انتخاب اور ادائیگیوں کی شرح مقرر کرنے کے اختیار کو محدود کر دیا ہے۔ ایک مسئلہ جس نے قومی ریاست کو اقتدار اعلیٰ پر مفاہمت اور مصلحت کی پالیسی اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے وہ ہے بین الاقوامی دہشت گردی اور ڈرگ مافیا۔ بین الاقوامی دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے خطرات نے نہ صرف قومی بلکہ بین الاقوامی سلامتی کا مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ جیسا کہ قومی ریاستیں اپنی محدود طاقت اور اختیارات کی وجہ سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتیں اس لیے وہ دہشت گردی کی بیخ کنی کے لیے ہونے والی بین الاقوامی کوششوں کے طابع بن کر اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔

ماہرین کا خیال ہے کہ دہشت گردی کے نتیجے میں رونما ہونے والی بین الاقوامی سلامتی کے مسئلے کو نمٹنے کے لیے ایسی حکمت عملیاں اختیار کی جاتی ہیں جن کے نتیجے میں قو37 می سلامتی کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً قومی ریاست کے اختیارات، اہمیت اور اثر و رسوخ میں دن بدن کمی واقع ہو رہی ہے۔

سوال نمبر 5: معاشرتی، معاشی اور سیاسی ترقی کیلئے بنیادی انسانی حقوق کی کیا اہمیت ہے؟ تفصیل سے لکھیں۔

جواب: معاشرتی حقوق: ان حقوق کا تعلق انسان کی شہری زندگی سے ہے۔ معاشرتی حقوق سے مراد ایسے حقوق ہیں جن کے بغیر کوئی فرد معاشرے میں اپنے جملہ فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ یہ حقوق بغیر کسی امتیاز و تفریق کے ریاست کے تمام شہریوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ معاشرتی حقوق درج ذیل ہیں:

1- حق زندگی: حق زندگی انسان کا سب سے بڑا اور بنیادی حق ہے۔ ریاست ہر فرد کی حفاظت کرنے کی ذمہ دار ہے۔ کسی شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ دوسروں کو زندگی کے حق سے محروم کرے۔ اگر کوئی شخص کسی کی زندگی کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ سزا کا مستحق ہے۔ فرد کے لیے حق زندگی سے بڑھ کر اور کوئی حق نہ قیمتی ہے نہ ہی مفید۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت نے ہر فرد کو اپنی زندگی کی حفاظت کی آزادی دے رکھی ہے۔ کیونکہ اس کی بدولت ہی ایک فرد انفرادی طور پر اپنے معاشرتی، سیاسی اور معاشی حقوق سے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ، بی ایڈ، بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

لطف اندوز ہوسکتا ہے۔

2- حق خاندان: خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔اس کے بغیر سماج کا تصور ممکن نہیں ۔ بلاتفریق جنس، ہر عاقل و بالغ شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی سے شادی کرے اور خاندان کی بنیاد رکھے۔صحت مند خاندان سے ہی صحتمند معاشرہ جنم لیتا ہے۔اس لیے ریاست کا فرض ہے کہ وہ خاندان کی آزادی اور حقوق کی حفاظت کے لیے اقدامات کرے۔

3- حق عزت وآبرو اور شہریت: انسان صرف اسی وقت تک آزادی سے حقیقی طور پر لطف اندوز ہوسکتا ہے جب تک معاشرے میں اس کی عزت اور وقار قائم رہے۔اگر کوئی شخص بلا عذر کسی فرد کی شہرت کو داغدار کرنے کی جرات کرے گا تو اس کے خلاف ہتک عزت کا دعویٰ دائر کیا جاسکتا ہے۔

4- حق نقل مکانی: ہر شہری کا حق ہے کہ وہ اپنے ملک میں جہاں چاہے سیر و سیاحت اور کاروبار کے سلسلے میں سکونت پذیر ہو۔دراصل آزادی نقل وحرکت سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ کسی شخص کو بے جا طور پر قید میں نہ رکھا جائے۔

5- حق تحریر وتقریر: تحریر و تقریر کی آزادی کے حق سے مراد یہ ہے کہ شہریوں کو اپنے مافی الضمیر کے اظہار کا حق حاصل ہے یعنی وہ اپنے خیالات اور آراء کو بذریعہ تقریر یا تحریر دوسرے لوگوں تک پہنچائیں اور ان کے ساتھ تبادلۂ خیال، بحث و مباحثہ یا آزادانہ تبصرہ کریں۔

6- حق مذہب: ہر شہری کو اپنی مرضی کے مطابق مذہب اختیار کرنے ،اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ و اشاعت کا حق حاصل ہے۔چنانچہ ریاست کا فرض ہے کہ فرد کے اس حق کی پوری حفاظت کرے تاکہ کسی مخصوص مذہب کے پیروکار ہونے کی حیثیت سے ان کے ساتھ ثانوی نوعیت کا سلوک نہ ہو اور نہ ہی ان کے بنیادی حقوق غصب ہوں۔

کاشان اکیڈمی

7- حق تعلیم: ہر شہری کا حق ہے کہ وہ اپنی ذاتی پسند، طبعی رجحان اور دلی خواہش کے مطابق تعلیم حاصل کرے۔ریاست پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے شہریوں کی تعلیم کا مناسب انتظام کرے۔تعلیم کے بغیر کوئی معاشرہ ترقی نہیں کرسکتا۔نیز ملک کے اندر تعلیم عام اور سستی ہونی چاہیئے ۔کیونکہ جہالت کو ختم کرنے کا بہترین ذریعہ تعلیم ہے۔تعلیم کی عدم موجودگی اقتصادی، اخلاقی و معاشرتی تنزلی کا باعث ہوسکتی ہے۔

0334-5504551

8- حق ثقافت وزبان: ہر شہری کو اپنی تہذیب وتمدن، زبان وثقافت کو فروغ دینے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔خاص طور پر یہ حق ان افراد کو ضرور حاصل ہو جو ریاست میں اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔کسی فرقے کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسرے فرقے یا عقیدے کے لوگوں سے یہ حق چھین لیں۔

Download Free Assignments from

9- حق اخفائے خط وکتابت: تمام شہریوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ریاست سے اپنی خط وکتابت کے خفیہ رہنے کی ضمانت حاصل کرسکیں۔اس ضمن میں صرف خط وکتابت ہی شامل نہیں بلکہ انٹرنیٹ، تار اور ٹیلی فون بھی شامل ہیں۔کسی فرد یا ادارے کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی کے خطوط کو پڑھے، ٹیلیفون یا انٹرنیٹ پر کی گئی بات چیت کو دیکھنے یا سننے کی غیر اخلاقی کوشش کرے۔

Solvedassignmentsaiou.com

10- انجمن سازی کا حق: شہری اپنے سماجی، سیاسی اور مذہبی مفادات اور مقاصد کے حصول کے لیے انجمن سازی کرتے ہیں۔یہ انجمنیں اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے شہریوں کی بہتری کے لیے کام کرتی ہیں۔اور حکومت ممکنہ حد تک ان کی مدد اور تعاون کرتی ہے۔فرد کو مذہبی، علمی، معاشرتی اور ثقافتی مقاصد کے لیے ہر قسم کی انجمنیں بنانے کا حق حاصل ہے۔یہ حق صرف مثبت اور تعمیری کاموں کے لیے ہونا چاہیئے۔

11- حق مساوات: تمام شہریوں کا حق ہے کہ ان کے ساتھ بغیر کسی امتیاز اور تفریق کے برابر اور ایک جیسا سلوک روا رکھا جائے۔قانون کے نزدیک تمام شہری یکساں ہونے چاہئیں۔خاندانی وجاہت، رنگ ونسل، مذہب وملت اور غربت وامارت کا فرق انسان کے اس حق کے سراسر خلاف ہے۔یعنی ہر فرد آزادی کے معاملے میں برابر حیثیت کا مالک ہے۔

12- حق معاہدہ: ہر شہری کو کسی دوسرے ادارے یا فرد کے ساتھ سیاسی، ثقافتی، سماجی، فنی یا تجارتی نوعیت کا معاہدہ کرنے کا حق حاصل ہے۔بالکل اسی طرح جس طرح بین الاقوامی قوانین کی روشنی میں ایک ریاست کو دوسری ریاستوں کے ساتھ معاہدات کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ملک کے اندر اکیلا آدمی خود کچھ بھی نہیں کرسکتا اسے دوسرے اداروں اور افراد کے ساتھ معاہدے کرنے پڑتے ہیں۔

13- حق آزادی اشتراک: اس حق سے مراد ایک شہری کی وہ آزادی ہے جس کی وجہ سے وہ کسی مذہبی، تجارتی، سیاسی، ثقافتی فنی ادارے یا جماعت کے ساتھ اشتراک کرسکتا ہے۔یعنی اس کا ممبر بن سکتا ہے کیونکہ ایک فرد کو معاشرے میں رہتے ہوئے کئی اداروں سے بیک وقت استفادہ کرنا ہوتا ہے۔

14- حق جائیداد: معاشرے میں ایک اہم معاشرتی حق، حق جائیداد ہے۔جس کے ذریعے ایک شخص کو اپنی جائیداد میں جائز طریقوں سے اضافے کا حق حاصل ہے۔لہٰذا اسے آزادانہ طور پر اپنی جائیداد کی فروخت اور نئی جائیداد خریدنے کا بھی اختیار ہے۔

سیاسی حقوق: سیاسی حقوق ریاست اور اس کے آئین و قانون کی پیداوار ہوتے ہیں۔ریاست کے وجود سے پہلے سیاسی حقوق کا کوئی وجود نہیں تھا۔سیاسی حقوق کی بناء پر ایک شہری حقوق اور سرگرمیوں میں شریک ہوسکتا ہے۔

1- حق رائے دہی: ملکی سیاست کے اندر ہر شخص کو ووٹ کا حق حاصل ہے۔اس حق کے ذریعے ایک شخص کو اس بات کی بھی آزادی ہے کہ وہ جس کو چاہے ووٹ دے۔اس معاملے میں کسی قسم کی پابندی، دباؤ، تعلق، رشتہ داری کی قدر و قیمت کو ختم کردیتا ہے۔ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حکومت کے کاموں میں بالواسطہ حصہ لے۔اسے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ جس طرح چاہے یہ حق استعمال کرے۔

2- حق انتخاب ونمائندگی: سیاسی میدان میں ہرشہری کا دوسرا حق ،حق انتخاب ونمائندگی ہے۔جس کے ذریعے ایک آدمی الیکشن میں بطور امیدوار کھڑا ہو کر ملک وملت کی خدمت کرسکتا ہے۔ ہر شخص جو اپنے آپ کو نمائندگی کے قابل سمجھتا ہے الیکشن میں حصہ لے سکتا ہے بشرطیکہ وہ بالغ و عاقل ہو اور علاقے کی ووٹر لسٹ میں اس کا نام شامل ہو۔

3- اعلیٰ سرکاری عہدے پر فائز ہونے کا حق: اس حق کے تحت ہر وہ شخص جو کسی اعلیٰ عہدے پر فائز ہونے کی قابلیت رکھتا ہے اور مطلوبہ امتحان کو پاس بھی کر لیتا ہے اعلیٰ عہدے پر فائز ہونے کا حقدار ہے۔اس میں کسی مخصوص مذہب ،نسل ،رنگ ،زبان اور زبان وخاندان کے فرد ہونے کا کوئی امتیاز یا شرط نہیں ہے۔

4- حکومت پر تنقید کا حق: حکومت کے کسی غلط کام پر تنقید کرنا ہر شہری کا سیاسی حق ہے۔اسی حق کی وجہ سے حکومت من مانی کاروائیاں کرنے سے باز رہتی ہے اور تمام امور احتیاط سے سرانجام دیتی ہے۔عوام کا یہی حق حکومت کو فعال اور ذمہ دار بنا دیتا ہے۔

معاشی حقوق: ان حقوق کا تعلق شہریوں کے معاشی پہلو سے ہوتا ہے۔معاشی حقوق دراصل شہری حقوق کا ہی حصہ ہوتے ہیں۔

1- حق ذریعہ معاش: اگر ایک شہری بے روزگار ہے تو حکومت سے روزگار کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ نیز بے کاری کے دوران وہ حکومت سے امداد کا تقاضا کرنے کا حق رکھتا ہے۔ایک ریاست اس وقت تک فلاحی ریاست نہیں کہلا سکتی جب تک وہ شہریوں کو روزگار کی فکر سے آزاد نہیں کر دیتی۔

کاشان اکیڈمی

2- حق اوقات کار: ہر شہری کا یہ حق ہے کہ وہ قانون کے مطابق ایک خاص وقت تک کام کرے پھر اس کے بعد اسے آرام کرنے کا وقت بھی ملنا چاہیئے۔زمانہ قدیم کی طرح ایک مزدور سے دن رات کام نہیں لیا جاسکتا۔

سوال نمبر 6: پارلیمانی اور صدارتی نظام حکومت کا موازنہ کریں۔

0334-5504551

جواب: پارلیمانی نظام: جہاں تک جمہوریت کا تعلق ہے۔یہ ایک ایسا نظام ہے جس میں مملکت کے شہریوں کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے اور ان کی مرضی اور منشا ہی سے ملک کے امور چلائے جاتے ہیں۔دنیا کے جدید سیاسی معاشروں میں جہاں جمہوریت کے اصول کو اختیار کیا گیا ہے وہاں عوام کو مقتدر تسلیم کیا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان ملکوں میں عوام اور شہری بااختیار ہوتے ہیں اور ان کی اجتماعی رائے سے ہی ملک کی پالیسیاں اور قوانین بنائے جاتے ہیں۔

Download Free Assignments from

جمہوریت کے تحت ملک کا نظام حکومت مختلف شکلوں میں استوار ہوسکتا ہے۔ان نظاموں میں پارلیمانی اور صدارتی نظام زیادہ مشہور ہیں اور دنیا کے بہت سے ملکوں میں انہی میں سے کوئی ایک نظام اختیار کیا گیا ہے۔پارلیمانی اور صدارتی نظام کا فرق سمجھنے کیلئے ہمارے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ ایک ریاست میں تین اہم ادارے کام کرتے ہیں یعنی: ا۔ انتظامیہ یا عاملہ (Executive) ۲۔ مقننّہ (Legislature) ۳۔ عدلیہ (Judiciary)

Solvedassignmentsaiou.com

انتظامیہ کا کام ملک کے قوانین پر عمل درآمد کروانا اور مختلف پالیسیوں کو کامیابی کے ساتھ چلانا ہوتا ہے۔عام طور سے انتظامیہ کو ہی حکومت بھی کہا جاتا ہے جس سے مراد سربراہ حکومت اور اس کی کابینہ ہوتے ہیں۔

مقننّہ کا کام ملک کیلئے قوانین بنانا اور پالیسیوں کی منظوری دینا ہوتا ہے۔مقننّہ کو بعض ملکوں میں پارلیمنٹ کہا جاتا ہے اور پاکستان میں بھی اس کا نام پارلیمنٹ (یا مجلس شوریٰ) ہے۔امریکہ میں مقننّہ کانگریس کہلاتی ہے۔عدلیہ کا کام یہ ہے کہ اگر ملک کے قوانین کو توڑا جائے اور کسی ایک شہری کی طرف سے دوسری شہری کے حقوق کو غصب کیا جائے تو وہ اس قسم کے معاملات میں انصاف فراہم کرتی ہے۔

صدارتی نظام: صدارتی نظام ایسے نظام کو کہتے ہیں جس میں ملک کے شہری ،انتظامیہ کے سربراہ (یعنی صدر) اور مقننّہ کا الگ الگ انتخاب کرتے ہیں۔صدر اور مقننّہ دونوں الگ الگ ایک خاص مدت کیلئے منتخب ہوتے ہیں۔صدر ،منتخب ہونے کے بعد اپنی کابینہ بناتا ہے۔جس میں شامل وزیر مقننّہ سے تعلق نہیں رکھتے۔کیونکہ صدر اور اس کی کابینہ مقننّہ سے ہٹ کر اپنا الگ وجود رکھتے ہیں۔لہٰذا وہ اپنے اقتدار کیلئے مقننّہ کے مرہون منت نہیں ہوتے۔انہیں جتنی مدت کیلئے منتخب کیا جاتا ہے اس کی تکمیل پر صدر کیلئے دوبارہ انتخاب ہوتا ہے اور نیا صدر اپنی کابینہ تشکیل دیتا ہے۔

پارلیمانی نظام میں ملک کی انتظامیہ یا اس کا سربراہ (جس کو عام طور پر وزیر اعظم کہتے ہیں) براہ راست عوام کے ووٹوں سے منتخب نہیں ہوتے بلکہ عوام مقننّہ کو منتخب کرتے ہیں اور مقننّہ کے اراکین اپنے میں سے کسی ایک رکن کو وزیر اعظم کے طور پر منتخب کرتے ہیں۔منتخب ہونیوالا وزیر اعظم مقننّہ کے اراکین میں ہی سے اپنی کابینہ کے وزیر چنتا ہے اور اپنی حکومت تشکیل دیتا ہے۔کیونکہ پارلیمانی نظام میں حکومت کا سربراہ اور اس کے وزیر مقننّہ کے اراکین میں سے منتخب ہوتے ہیں لہٰذا ان کا اقتدار اور ان کی مدت دونوں کا دارومدار مقننّہ کی تائید اور حمایت پر ہوتا ہے۔اگر وزیر اعظم مقننّہ کی حمایت سے محروم ہو جائے تو مقننّہ اس کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ پاس کر کے اس کو واپس بلاسکتی ہے اور اس کی جگہ کسی دوسرے رکن پارلیمنٹ کو وزیر اعظم کی حیثیت سے نامزد کرسکتی ہے۔اس تشریح سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صدارتی نظام کے مقابلے میں پارلیمانی نظام میں حکومت کا مقننّہ یعنی عوام کے منتخب نمائندوں سے زیادہ قریبی تعلق ہوتا ہے اور حکومت اپنے ہر اقدام اور فیصلے کیلئے مقننّہ کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ پارلیمانی نظام کو ذمہ دار حکومت (Responsible Government) کا نظام بھی کہا جاتا ہے۔

پاکستان کے پہلے آئین میں جو کہ 1956ء میں بنایا گیا ،پارلیمانی نظام کو اختیار کرنے کی کوشش کی گئی لیکن آئین بنانے والوں نے اس میں بعض ایسی شقیں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

بھی رکھ دیں جن کی وجہ سے ایک حقیقی پارلیمانی نظام ملک میں متعارف نہیں ہو سکا۔ ملک کا دوسرا آئین 1962ء میں وجود میں آیا جو صدر جنرل ایوب خان نے نافذ کیا۔ یہ صدارتی طرز کا آئین تھا جس کی ملک کی تقریباً سب ہی سیاسی جماعتوں نے مزاحمت کی۔ یہ آئین عوام کی جانب سے رد کر دیئے جانے کے نتیجے میں ناکام ہوا اور خود ایوب خان کو اس آئین کو کالعدم قرار دینا پڑا۔ ملک کا تیسرا آئین 1973ء میں نافذ ہوا۔ یہ پارلیمانی طرز کا آئین تھا جو تمام سیاسی جماعتوں کے اتفاق رائے سے وجود میں آیا تھا۔ مگر 1977ء میں مارشل لاء کے نفاذ کے بعد آئین کے پارلیمانی کردار کو تبدیل کر دیا گیا۔ 1997ء میں اس وقت کی سویلین حکومت نے حزب اختلاف کی مدد سے ایک بار پھر آئین کے پارلیمانی کردار کو بحال کر دیا مگر 1999ء میں اقتدار میں آنے والی فوجی حکومت نے ایک بار پھر دستور کے اس پارلیمانی تشخص کو تبدیل کر دیا جو 1973ء میں اس دستور کو حاصل تھا۔

سوال نمبر 38: قرارداد پاکستان سے قیام پاکستان کے اہم واقعات کا جائزہ پیش کریں۔

جواب: قرارداد پاکستان: 23 مارچ 1947ء کو مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں بنگال کے وزیر اعلیٰ فضل الحق کی طرف سے ایک قرارداد پیش کی گئی جسے ابتداء میں قرارداد لاہور اور بعد میں قرارداد پاکستان کہا جانے لگا۔ اس قرارداد میں کہا گیا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اس رائے کا ہے کہ ہندوستان میں کوئی آئینی خاکہ تب تک قابل عمل نہیں ہوگا اور نہ ہی مسلمانان ہند کیلئے قابل قبول ہوگا جب تک وہ مندرجہ ذیل اصولوں پر مبنی نہ ہو:

''وہ علاقے جو جغرافیائی طور پر متصل ہوں اور ان میں مسلمان بکثرت آباد ہوں مثلاً شمال مغربی و شمال مشرقی علاقے، ان کو یکجا کر کے ایسی ریاستیں قائم کی جائیں جو انتظامی اور سیاسی لحاظ سے مکمل طور پر آزاد اور خود مختار ہوں''۔

کاشان اکیڈمی

مسلم کے تقسیم ہند کے اس مطالبے نے ہندوستان میں جاری تحریک آزادی کو ایک نئے موڑ پر لا کھڑا کر دیا۔ اب مسلم لیگ اور کانگریس کے متصادم رویئے واضح طور پر سامنے آ گئے۔ 1941ء میں جاپان بھی برطانیہ کے خلاف دوسری جنگ میں شامل ہو گیا جس سے ہندوستان پر جاپان کے حملے کے امکانات بڑھ گئے۔ برطانیہ کو اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ ہندوستان کے عوام کے تعاون کے بغیر جاپان سے ممکنہ جنگ نہیں جیتی جا سکتی۔ اسلیئے برطانوی حکمرانوں نے ازسرنو ہندوستان کے مسائل کا آئینی حل تلاش کرنے کا آغاز کیا۔ اس ضمن میں مارچ 1942ء کو سر سٹیفورڈ کرپس Sir Stefford Cripps کی سربراہی میں ایک وفد ہندوستان بھیجا گیا۔

0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

کرپس مشن تجاویز: کرپس مشن نے ہندوستان میں مختلف طبقات سے ملاقات کے مندرجہ ذیل تجاویز مرتب کیں۔

1۔ جنگ عظیم کے بعد ہندوستان کو Dominion کی حیثیت سے خود اختیاری دی جائے گی۔
2۔ جنگ کے بعد انتخابات کروا کے آئین ساز اسمبلی قائم کی جائے گی۔
3۔ ملک کا آئین وفاقی ہوگا۔
4۔ صوبوں کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ آپس میں مل کر نیا وفاق بنا سکیں گے۔

کانگریس اور مسلم نے کرپس مشن تجاویز کو رد کرتے ہوئے اپنے موقف پر قائم رہے۔ کانگریس ہندوستان کی غیر مشروط آزادی کا مطالبہ کرتی رہی جبکہ مسلم ہندوستان کی تقسیم قیام پاکستان کا مطالبہ کرتی رہی۔

ہندوستان چھوڑ دو تحریک: دوسری جنگ عظیم کے پس منظر کے سیاسی حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے گاندھی جی نے مئی 1942ء میں الہ آباد میں کانگریس کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کو اگر جاپان سے کوئی خطرہ درپیش ہے تو وہ صرف ہندوستان میں برطانیہ کی موجودگی کی وجہ سے ہے جیسا کہ ہندوستانیوں اور جاپانیوں کی آپس میں کوئی دشمنی نہیں، اسلیئے ہندوستان سے برطانیہ کے نکل جانے کی صورت میں ہندوستان پر جاپان کے حملے کا خطرہ ٹل سکتا ہے۔ گاندھی جی کے اس نظریے کی بنیاد پر کانگریس ورکنگ کمیٹی نے اپنے اگست 1942ء والے اجلاس میں برطانیہ کے جلد از جلد ہندوستان سے نکل جانے کا مطالبہ پیش کیا اور اس مقصد کے حصول کیلئے ملک گیر سول نافرمانی کی تحریک شروع کی، جس کے نتیجے میں برطانوی قوانین توڑنے کی تحریک کا آغاز ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پورے ملک میں جلسوں، جلوسوں اور احتجاج کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد یہ دوسرا موقع تھا کہ برصغیر میں اتنے وسیع پیمانے پر احتجاج اور لاقانونیت پیدا ہوئی جس سے سختی سے نمٹنے کا فیصلہ کیا گیا اور کانگریس کی قیادت بشمول گاندھی، نہرو اور ابوالکلام آزاد کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔ جس کے نتیجے میں تحریک ماند پڑ گئی۔ مسلم لیگ نے کانگریس کی اس تحریک کو بلیک میل تعبیر کیا۔ مسلم لیگ قیادت کا خیال تھا کہ کانگریس برطانیہ کو دوسری جنگ عظیم میں درپیش مشکلات سے فائدہ اٹھا کر اس کو ہندوستان سے نکالنا چاہتی ہے اور ہندوستان کے اقتدار پر قابض ہو کر ملک میں آباد اقلیتوں پر اپنی مرضی کا نظام حکومت مسلط کرنا چاہتی ہے۔

گاندھی جناح مذاکرات: 1944ء میں گاندھی جی کو جیل سے رہائی ملی تو گاندھی جی نے قائد اعظم کو ہندو مسلم معاملات حل کرنے اور آزادی کیلئے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنے کیلئے مذاکرات کی دعوت دی جس کو قائد اعظم نے بلاتردد قبول کیا اور دونوں رہنماؤں کے طویل ملاقاتوں کا سلسلہ 9 ستمبر سے 27 دسمبر تک جاری رہا لیکن افسوس کہ ان ملاقاتوں سے کوئی مثبت نتائج برآمد نہ ہو سکے۔

شملہ کانفرنس: اگست 1945ء میں دوسری جنگ عظیم کا خاتمہ ہوا۔ برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کو فتح حاصل ہوئی لیکن جنگ کی تباہ کاریوں نے برطانیہ کو اتنا کمزور کر دیا کہ وہ ہندوستان اور دوسری نوآبادیات پر اپنا تسلط قائم رکھنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ اس لیے اس نے ہندوستان کو آزادی دینے کیلئے راستے تلاش کرنا شروع کیے۔ اس مقصد

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس۔ گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کے حصول کیلئے اس وقت کے وائسرائے لارڈ ویول نے مندرجہ اصولوں پر مبنی ایک انتظامی کونسل بنانے کی تجویز پیش کی:

☆ اس کونسل میں کوئی بھی انگریز شامل نہ ہو۔ ☆ اس کونسل میں ہندو اور مسلمان ارکان کی تعداد برابر ہو۔

اس موضوع پر مزید گفتگو کرنے کیلئے وائسرائے نے شملہ میں مئی 1945ء میں کل جماعتی کانفرنس بلائی۔ اس کانفرنس میں مسلم لیگ کی طرف سے قائداعظم، لیاقت علی خان اور خواجہ ناظم الدین نے شرکت کی جبکہ کانگریس کی نمائندگی گاندھی جی، مولانا ابوالکلام آزاد اور خضر حیات ٹوانہ نے کی۔ شملہ کانفرنس مسلمانوں کی نمائندگی کے سوال پر اختلاف کا شکار ہو کر ناکام ہوگئی۔ کانگریس کے نمائندے اس حق میں تھے کہ انتظامی کونسل پر کانگریس کے سوال پر اختلاف کا شکار ہو کر ناکام ہوگئی۔ کانگریس کے نمائندے اس رائے کے حق میں تھے کہ کانگریس کو مسلم نمائندے نامزد کرنے کا حق حاصل ہونا چاہیے جبکہ قائداعظم کا خیال تھا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ تنظیم ہے اس لئے انتظامی کونسل کیلئے مسلم نمائندے نامزد کرنے کا حق صرف مسلم لیگ کو ہی حاصل ہونا چاہیے۔

1945-46ء کے انتخابات: اگست 1945 کو وائسرائے ہند نے انتخابات منعقد کرانے کا اعلان کر دیا۔ اور دسمبر 1945ء میں انتخابات کا انعقاد ہوا۔ مسلم لیگ مندرجہ ذیل دو نکاتی منشور کے تحت انتخابات میں حصہ لیا:

1۔ مسلم لیگ مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ تنظیم ہے۔
2۔ تقسیم ہند اور قیام پاکستان ہی مسلمانان ہند کے مسائل کا واحد حل ہے۔

مسلم لیگ کے برعکس کانگریس نے اپنے آپ کو ہندوستان میں آباد تمام اقلیتوں اور ہندو اکثریت کی نمائندہ جماعت کی صورت میں پیش کیا۔ اس کے علاوہ کانگریس قیادت نے تقسیم ہند کے منصوبے کی شدت سے مخالفت کرتے ہوئے عوام سے اپیل کی کہ وہ کانگریس کو بھاری اکثریت سے منتخب کریں۔

کاشان اکیڈمی

جنوری 1946ء میں جب انتخابات کے نتائج سامنے آئے تو مسلم لیگ مرکزی مجلس قانون ساز کیلئے مخصوص سو فیصد مسلم نشستیں حاصل کر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت بن کر سامنے آئی، جبکہ صوبائی اسمبلیوں کیلئے مخصوص 492 نشستوں میں سے 428 نشستیں مسلم لیگ کے امیدواروں نے جیت لیں۔

0334-5504551

1945-46ء کے انتخابات کے نتائج نے ہندوستان میں ایک نئے سیاسی بحران کا راستہ کھول دیا کیونکہ کانگریس اور مسلم لیگ متضاد مینڈیٹ لے کر کامیاب ہوئیں۔ مسلم لیگ ہندوستان کی تقسیم کے وعدے پر جبکہ کانگریس ہندوستان کو متحدہ رکھنے کے وعدے پر انتخابات جیت کر آئی تھیں۔ انتخابات کے بعد ہندوستان کو درپیش سیاسی و آئینی مسائل حل کرنے کیلئے برطانوی حکمرانوں نے نئے سرے سے کوششیں شروع کیں۔ اس ضمن میں برطانوی کابینہ کی طرف سے ایک تین رکنی وفد ہندوستان بھیجا گیا۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

کابینہ مشن: مارچ 1946ء میں برطانیہ کے تین سینئر وزیر سر سٹیفورڈ کرپس کی سربراہی میں ہندوستان آئے۔ وفد کے ارکان نے کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندوں سے طویل مذاکرات کئے لیکن کسی متفقہ آئینی فارمولے پر اتفاق نہیں ہوسکا۔ نتیجتاً مئی 1946ء کو کابینہ مشن نے اپنی طرف سے مندرجہ ذیل آئینی فارمولے کا اعلان کر دیا۔

1۔ ہندوستان کو صوبوں اور ریاستوں کے یونین کی حیثیت دی جائے کا نام کل ہند یونین رکھا جائے۔
2۔ کل ہند یونین کے پاس صرف دفاع، خارجہ امور، مواصلات اور مالیات کے محکمے ہوں باقی محکمے صوبوں اور ریاستوں کے حوالے کئے جائیں گے۔
3۔ صوبوں کو تین گروپوں میں تقسیم کیا جائے گا۔
   اول: واضح ہندو اکثریت رکھنے والے صوبے (یوپی، سی پی، بہار، اڑیسہ اور مدراس)
   دوئم: واضح مسلم اکثریت رکھنے والے صوبے (سندھ، پنجاب، اور سرحد)
   سوئم: مخلوط آبادی والے صوبے (بنگال اور آسام)
4۔ جداگانہ انتخاب کے اصول کے تحت آئین ساز اسمبلی کے انتخابات کروائے جائیں گے۔
5۔ صوبائی اسمبلیوں کے ارکان آئین ساز اسمبلی کا انتخاب کریں گے۔
6۔ انتخابات کے بعد آئین ساز اسمبلی کا اجلاس دہلی میں ہوگا۔ اس اجلاس میں صوبائی نمائندے مجوزہ تین گروپوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔
7۔ ہر گروپ متعلقہ صوبوں اور فیڈریشن کا آئین مرتب کرے گا۔
8۔ وفاقی اور صوبائی آئین مرتب کرنے کے بعد کل ہند یونین کا آئین مرتب کیا جائے گا۔
9۔ آئین کے نافذ ہونے تک عبوری حکومت تشکیل دی جائے گی جس میں کوئی بھی انگریز وزیر شامل نہیں ہوگا۔

ابتداء میں کانگریس اور مسلم لیگ نے کابینہ مشن کو اصولی طور پر منظور کر دیا لیکن بعد میں گاندھی جی اور نہرو نے کابینہ مشن کی تجاویز کی وہ تشریحات پیش کرنا شروع کیں جن سے کابینہ مشن کے ارکان بھی اتفاق نہیں کرتے تھے۔ اس صورتحال نے کابینہ مشن تجاویز کے مستقبل کو مخدوش بنا دیا۔ مثلاً نہرو نے ایک بیان میں کہا کہ کانگریس کابینہ مشن تجاویز پر عملدرآمد کی پابند نہیں۔ اس کے علاوہ نہرو نے عبوری حکومت کے قیام کے متعلق سرکاری تشریحات کو ماننے سے انکار کرتے ہوئے حکومت میں شامل ہونے سے انکار کر دیا۔ ان حالات نے متحدہ ہندوستان کی آزادی کیلئے کی گئی آخری کوشش پر پانی پھیر دیا۔ نتیجتاً مسلم کو کابینہ تجاویز کے متعلق اپنے موقف کا نئے سرے سے جائزہ لینے پر مجبور کر دیا۔ 27 جون 1946ء کو مسلم لیگ نے بمبئی میں منعقدہ اجلاس میں کابینہ مشن تجاویز کو قبول کرنے کا اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔

3 جون کا منصوبہ: جب کابینہ مشن تجاویز پر عمل درآمد کے راستے بند ہو گئے تو برطانیہ نے ہندوستان کی تقسیم کا اصولی فیصلہ کر دیا۔ فروری 1947ء میں برطانوی وزیراعظم

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

نے ہاؤس آف کامن "House of Common" سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ برطانیہ جون 1948ء سے پہلے ہندوستان سے نکل جائے گا۔اس مقصد کے حصول کے لیے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو ہندوستان کا آخری وائسرائے بنا کر بھیجا گیا۔جس کے ذمے یہ کام سونپا گیا کہ وہ پرامن طریقے سے اقتدار منتقل کردے۔اب برطانیہ کے لیے مسلمانان ہند کے مطالبے کو پس پشت ڈال کر ہندوستان کی آزادی کے متعلق فیصلہ کرنا ناممکن ہوگیا تھا۔برطانوی حکمران بخوبی جانتے تھے کہ اگر کوئی ایسا قدم اٹھایا گیا تو برصغیر میں خانہ جنگی شروع ہوجائے گی۔مارچ 1947ء میں پنجاب میں مذہب کی بنیاد پر فسادات شروع کئے گئے تھے۔اس صورتحال نے کانگریس اور برطانیہ کو ہندوستان کی آزادی کو تسلیم ہند کے اصول کے ساتھ منسلک کرنے پر مجبور کردیا۔

3 جون کے منصوبے کے تحت ہندوستان کی تقسیم کا اصولی فیصلہ کیا گیا۔صوبوں اور ریاستوں کو ہندوستان یا پاکستان سے الحاق کا حق دیا گیا اور متحدہ ہندوستان کے وسائل کو دونوں ممالک میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

1947ء کا قانون آزادی: اس قانون کی رو سے 15 اگست 1947ء کو دو آزاد ریاستیں (Dominions) پاکستان اور ہندوستان وجود میں آئیں۔ان کفیل ریاستوں کو مکمل طور پر آزادی حاصل ہوگی اور آزادی کے ساتھ اپنے قوانین بنانے کا اختیار حاصل ہوگا۔1935ء کا قانون ان ڈامینین کا عارضی آئین ہوگا جب تک وہ اپنا مستقبل آئین نہیں بنا تیں۔

ریڈکلف ایوارڈ: ہندوستان کے آخری وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے سر سرل ریڈکلف کی سربراہی میں پنجاب اور بنگال کی باؤنڈری (سرحد) متعین کرنے کا اعلان کیا۔کانگریس اور مسلم لیگ ہر ایک کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ باؤنڈری کمیشن کیلئے دو افراد نامزد کریں۔قائداعظم کا باؤنڈری کمیشن کی اس طرح کی تشکیل پر سخت اعتراضات تھے۔ان کا خیال تھا اس مقصد کیلئے یا تو اقوام متحدہ کی زیرنگرانی کمیشن مقرر کیا جائے یا برطانیہ کے (Law Lords) کو مقرر کیا جائے۔لیکن قائداعظم کی رائے کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ 16 اگست 1947ء کو جب باؤنڈری کمیشن کا فیصلہ سامنے آیا تو یہ بات واضح ہوگئی کہ باؤنڈری کمیشن کے متعلق قائداعظم کے خدشات بے بنیاد نہ تھے۔باؤنڈری کمیشن نے سرحدوں کا تعین کرتے وقت پاکستان کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی کی۔کلکتہ کو ہندوستان کے حوالے کیا گیا، فیروزپور اور گورداسپور جہاں مسلمان واضح اکثریت میں تھے، ہندوستان کے حوالے کردیئے گئے۔یہ علاقے ہندوستان کو دینے سے ہندوستان کو کشمیر تک رسائی کا راستہ مل گیا اگر یہ علاقے ہندوستان کے حوالے نہ کئے جاتے تو ہندوستان کشمیر پر کبھی بھی قابض نہیں ہوسکتا تھا۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر 39: مندرجہ ذیل پر نوٹ تحریر کریں۔

1۔ گلوبلائزیشن کے منفی و مثبت ثقافتی اثرات 2۔ جنرل یحییٰ خان کا دور حکومت 3۔ 3 جون تقسیم ہند کا منصوبہ

2۔ جنرل یحییٰ خان کا دور حکومت: جنرل یحییٰ خان 25 مارچ 1969ء سے 20 دسمبر 1971ء تک اقتدار پر فائز رہے۔ان کے دور حکمرانی میں اہم سیاسی واقعات رونما ہوئے اس دور کا اختتام پاکستان کے دولخت ہونے اور مشرق پاکستان کی علیحدگی پر ہوا۔جنرل یحییٰ نے اقتدار سنبھالنے کے بعد سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد کردی۔ابتدا میں انہوں نے بعض اصلاحات بھی نافذ کیں جن کا مقصد ایوب خان کے آخری زمانے میں پیدا ہونے والی عوامی بے چینی کو کم کرنا تھا۔ان اصلاحات میں صنعتی اور تعلیمی اصلاحات قابل ذکر ہیں۔یحییٰ خان نے یہ بھی اعلان کیا کہ حالات معمول پر آتے ہی وہ ملک میں نئی دستور ساز اسمبلی کے لیے انتخابات منعقد کروائیں گے۔یکم جنوری 1970ء کو ملک میں سیاسی سرگرمیاں بحال ہوئیں اور سیاسی جماعتوں نے آئندہ انتخابات کی تیاری شروع کردی۔یحییٰ خان نے یہ بھی اعلان کیا جماعتوں نے آئندہ انتخابات کے پارلیمانی نظام قائم کردیا جائے گا۔انہوں نے بالغ رائے دہی کے نظام کو بھی بحال کرنے کا اعلان کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ آئندہ انتخابات ماضی کے بالواسطہ نظام کے تحت نہیں ہوں گے۔جس میں بنیادی جمہوریتوں کے اراکین، اسمبلیوں کے اراکین کو منتخب کرتے تھے۔براہ راست انتخاب کے نظام کو اختیار کرنے کا مطب عوام کے ایک دیرینہ مطالبے کو پورا کرنا تھا یہی نہیں بلکہ یحییٰ خان نے ون مین ون ووٹ کے اصول کو بھی تسلیم کیا جس کا مطلب یہ تھا زیادہ آبادی کا حامل ہونے کی بنا پر مشرق اسمبلی مجیں زیادہ نشستیں حاصل ہوسکتی تھیں۔

ان انتخابات کے بعد ایک شدید سیاسی بحران شروع ہوا۔شیخ مجیب الرحمٰن کی قیادت میں عوامی لیگ اور پیپلز پارٹی کی قیادت میں عوامی لیگ اور پیپلز پارٹی بن کر اُبھری جبکہ صوبہ سرحد میں نیشنل عوامی پارٹی کی قیادت کے درمیان بات چیت کا آغاز ہوا مذاکرات کے کئی ادوار جنرل یحیی خان اور شیخ مجیب الرحمٰن اور یحیی خان اور ذوالفقار علی بھٹو کے درمیان بھی ہوئے مگر بدقسمتی سے یہ مذاکرات فریقین کے اپنی اپنی پوزیشن پر اصرار اور باہمی عدم اعتماد کی وجہ سے لاحاصل ثابت ہوئے۔اس دوران جنرل یحییٰ خان نے مجیب الرحمٰن سے مشورے کے بعد تین مارچ 1971ء کو ڈھاکہ میں آئین ساز اسمبلی کا اجلاس طلب کرلیا۔

فوج آپریشن کے نتیجے میں بڑی تعداد میں عوامی لیگ کے کارکن اور عام بنگالی شہری سرحد عبور کرکے ہندوستان میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے وہاں انہوں نے بنگلہ دیش کی جلاوطن حکومت کے قیام کا اعلان کردیا۔اس کے علاوہ مکتی باہنی کے نام سے ایک عسکری تنظیم بھی قائم کی جس کا مقصد بنگلہ دیش کو آزاد کرانا تھا۔مکتی باہنی کو براہ راست ہندوستان کی پشت پناہی حاصل تھی اور ہندوستان ہی نے اس کو فوجی تربیت دینے کے علاوہ مسلح بھی کیا تھا۔

مشرقی پاکستان کی علیحدگی پر ملک کے مغربی حصے میں جنرل یحیی خان کی حکومت کے خلاف شدید ناراضگی پائی جاتی تھی۔عوام کی طرف سے اُن کے خلاف احتجاج بھی شروع ہوگیا۔یحییٰ خان کے لیے اب مزید اقتدار میں رہنا ممکن نہیں تھا۔خاص طور سے اس لیے بھی خود فوج کے اندر اب ان کے اور اعلی فوجی قیادت کے خلاف شدید جذبات پائے جاتے تھے۔الہذ بہ امر مجبوری انہوں نے 20 دسمبر 1971ء کو پیپلز پارٹی کے رہنما ذوالفقار علی بھٹو کو اقتدار سونپ دیا۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل، پی ایچ ڈی، الغرض تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں اور ہاتھ سے لکھی ہوئی اور انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

3۔ 3 جون تقسیم ہند کا منصوبہ: جب کابینہ مشن تجاویز پر عمل درآمد کے راستے بند ہوگئے تو برطانیہ نے ہندوستان کی تقسیم کا اصولی فیصلہ کر دیا۔فروری 1947ء میں برطانوی وزیر اعظم نے ہاؤس آف کامن "House of Common" سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ برطانیہ جون 1948ء سے پہلے ہندوستان سے نکل جائے گا۔اس مقصد کے حصول کے لیے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو ہندوستان کا آخری وائسرائے بنا کر بھیجا گیا۔جس کے ذمے یہ کام سونپا گیا کہ وہ پر امن طریقے سے اقتدار منتقل کر دے۔اب برطانیہ کے لیے مسلمانان ہند کے مطالبے کو پس پشت ڈال کر ہندوستان کی آزادی کے متعلق فیصلہ کرنا ناممکن ہوگیا تھا۔برطانوی حکمران بخوبی جانتے تھے کہ اگر کوئی ایسا قدم اٹھایا گیا تو برصغیر میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔مارچ 1947ء میں پنجاب میں مذہب کی بنیاد پر فسادات شروع کئے گئے تھے۔اس صورتحال نے کانگریس اور برطانیہ کو ہندوستان کی آزادی کو تسلیم ہند کے اصول کے ساتھ منسلک کرنے پر مجبور کر دیا۔

22 مارچ 1947ء کو ماؤنٹ بیٹن ہندوستان آیا۔ماؤنٹ بیٹن نے آنے کے فوراً بعد کانگریسی اور مسلم لیگی رہنماؤں سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا۔ قائداعظم سے اپنی ملاقات میں ماؤنٹ بیٹن نے اس بات پر زور دیا کہ مسلم لیگ کابینہ مشن تجاویز کے اسی اصول کے تحت آزادی کے فارمولے کو قبول کرے۔

قائداعظم پنجاب اور بنگال کو تقسیم کیے بغیر پاکستان کا حصہ دیکھنا چاہتے تھے۔ان کا خیال تھا کہ ہندو اور سکھ اقلیت پاکستان کی مسلم اکثریت من مانی سے روکے گی۔اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے سکھوں کے نمائندوں سے بات چیت کی اور ان کو پاکستان کی فوج اور سول سروسز میں خصوصی کوٹہ مقرر کرنے کی یقین دہانی کروائی لیکن ان کی یہ کوششیں نتیجہ خیز ثابت نہ ہوسکیں۔ماؤنٹ بیٹن کانگریس اور مسلم لیگ کے رہنماؤں سے طویل مذاکرات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ ہندوستان کی تقسیم کے علاوہ کوئی راستہ نہیں۔

کاشان اکیڈمی

اپریل کے وسط میں ماؤنٹ بیٹن نے تقسیم ہند کے فارمولے پر کام مکمل کر لیا اس کے بعد وہ اس کی منظوری حاصل کرنے کے لیے لندن چلے گئے۔واپسی پر 3 جون 1947ء کو انہوں نے تقسیم ہند کے منصوبے کا اعلان کیا جس کو اسی نسبت سے تین جون منصوبہ کے طور پر جانا جاتا ہے۔

0334-5504551

اس منصوبے کے مطابق ہندوستان میں موجود ریاستیں Princely State کو ریاستوں ہندوستان یا پاکستان میں سے کسی ملک سے الحاق کا حق حاصل تھا۔لیکن اس فیصلے کو اس بات سے مشروط کیا گیا کہ ریاست کے حکمران اپنے عوام کی خواہشات کا احترام کریں گے۔تین جون منصوبے کے مطابق اس بات کا اصولی فیصلہ کیا گیا کہ متحدہ ہندوستان کے مالی اور فوجی وسائل کی تقسیم کی جائے گی لیکن یہ طے نہیں کیا گیا کہ کس ملک کو کیا حصہ ملے گا۔جس کی وجہ سے تقسیم کے بعد دونوں ممالک میں شدید اختلافات پیدا ہوئے۔جہاں تک دونوں ممالک کی سرحدوں کے تعین کا سوال تھا تو تین جون منصوبے میں یہ کہا گیا تھا کہ اس مقصد کے لیے باؤنڈری کمیشن تشکیل دیا جائے گا جو دونوں ممالک کی سرحدوں کا تعین کرے گا۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

20 جون 1947ء کو بنگال کی اسمبلی نے جبکہ 23 جون کو پنجاب کی اسمبلی نے مذہب کی بنیاد پر صوبوں کی تقسیم کے حق میں فیصلہ دیا۔26 جون کو سندھ کی صوبائی اسمبلی نے اور بلوچستان کے جرگے نے پاکستان سے الحاق کے حق میں فیصلہ دیا۔6 تا 17 جولائی کو سرحدی صوبے میں ریفرنڈم کروایا گیا جس کے نتیجے میں صوبے کے عوام نے بھاری اکثریت سے پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کیا۔ان سارے انتظامات کے بعد برطانوی سرکار نے ایک نیا قانون نافذ کیا جسے 1947ء کا قانون آزادی کہا جاتا ہے۔

باؤنڈری کمیشن کی کارکردگی: باؤنڈری کمیشن کی کارکردگی پاکستان کے لحاظ سے انتہائی مایوس کن رہی ،تقسیم ہند کے وقت بھارت اور پاکستان کی نو آزاد مملکتوں کے درمیان سرحدوں کے تعین اور بنگال ، پنجاب کے ہندو مسلم اکثریتی علاقوں کے حساب سے تقسیم کرنے کیلئے حکومت برطانیہ نے ایک باؤنڈری یا حد بندی کمیشن قائم کیا جس کا سربراہ ایک انگریز لارڈ ریڈکلف تھا اس کمیشن نے تقسیم میں سخت ناانصافی سے کام لیا اور کلکتہ کے علاوہ مرشد آباد اور ضلع سلہٹ کے ساتھ آسام سے ملحقہ مسلم اکثریتی علاقے ہندوستان کے حوالے کر دیئے گئے۔

اسی طرح پنجاب کی تقسیم کے وقت انگریزوں اور ہندوؤں نے گٹھ جوڑ کر کے گورداسپور، امرتسر کی تحصیل، انبالہ فیروز پور کے مسلم اکثریتی علاقے بھارت کے حوالے کر دیئے گئے۔تقسیم میں اس دھاندلی نے دیگر بڑے مسائل پیدا کئے کیونکہ ضلع گورداسپور، لیور، بھارت کو مل جانے سے بھارت کا کشمیر کے ساتھ یقینی رابطہ ہوگیا اور بھارت نے کشمیر میں اپنی فوجیں داخل کر دیں اس کے علاوہ فیروز پور اور مادھوپور کے ہیڈ ورکس بھارت کے قبضے میں چلے جانے سے نہری پانی کی تقسیم جیسے مسائل پیدا ہوئے۔ریڈکلف ایوارڈ درحقیقت ایک ''مہذب'' قوم کی اخلاقی حالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ قائداعظم نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا''اس میں شک نہیں کہ اس عظیم ملک کی تشکیل میں ہمارے ساتھ سخت ناانصافی کی گئی ہے اور جہاں تک ممکن تھا ہمیں سکیڑ دیا گیا ہے اور جو آخری ضرب ہمیں لگائی گئی ہے وہ باؤنڈری کمیشن کا ثالثی فیصلہ ہے۔ذ

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام ، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبرز پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

سوال نمبر 39: مطالعہ پاکستان میں تاریخ اور جغرافیہ کے مضامین کی کیا اہمیت ہے ؟ (10)

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

جواب: مطالعہ پاکستان اور تاریخ: انسانی کردار سے متعلق مضامین میں سب زیادہ اہمیت تاریخ کا حاصل ہے درحقیقت اسکا نفسِ مضمون انسانی کردار کے ہر پہلو کا احاطہ کرتا ہے۔ پروفیسر کرگ (Krug) کے مطابق تاریخ انسانی تجربات کے ماضی اور حال کا نچوڑ ہے اس میں ماضی کی سیاست، معاشیات، سائنس، مذہب، پرانی تہذیب غرضیکہ ماضی کا ہر پہلو شامل ہوتا ہے۔ آر جی کولنگ ووڈ R.G Collongswood(1966) کے مطابق تاریخ میں درج ذیل تین خصوصیات شامل ہیں جن کو دیگر معاشرتی علوم میں لاگو کیا جا سکتا ہے یہ تین خصوصیات یہ ہیں:

(i) یہ سائنسی ہے (ii) یہ انسانیاتی / بشریاتی ہے۔ (iii) یہ استدلالی (عقلیت پسند)

تاریخ کی بدولت ہمیں ماضی کے حالات و واقعات پوری جزئیات سمیت پڑھنے کو ملتے ہیں۔ مورخ نہ صرف ان واقعات کو احاطہ تحریر میں لاتا ہے بلکہ ان کا تجزیہ بھی کرتا ہے کہ وہ کس حد تک درست تھے اور مختلف تاریخی نتائج اخذ کرنے میں بھی ان کی مدد کرتا ہے مطالعہ سے ہمیں اس کے درج ذیل بنیادی تصورات اور عناصر سے آگاہی ہوئی ہے

-

1۔ وقت کا تصور (Time Concept)

2۔ درست اور مستند ذرائع (Validity Authority of Sources)

3۔ دستاویزات کا خارجی اور تنقیدی تجزیہ (Objective & Critical analysis of documents)

4۔ جماعت بندی اور تنظیم تصورات (Classification & Organization)

5۔ تشریح و تعمیم (Explanation & Generalization)

یہ تمام تصورات اور عناصر معاشرتی علوم کی خصوصیت ہیں تاریخ معاشرتی علوم کا بنیادی عنصر ہے دراصل معاشرتی علوم تاریخ سے اپنی حقیقت حاصل کرتی ہے اس لیے تاریخ مطالعہ پاکستان اور معاشرتی علوم کا لازمی جزو ہے۔ مطالعہ پاکستان میں تاریخ پاکستان کو پاکستان کی ترقی کے ادوار، پاکستانی معاشرے کے سماجی و ثقافتی پہلو پاکستان کے تعلیمی ادارے، حکومتوں کے مختلف صورتیں اور نشانوں کے متعلق دیگر معاملات کے موضوعات کے لحاظ سے شامل کیا جاتا ہے۔

مطالعہ پاکستان اور جغرافیہ: مطالعہ پاکستان کے طالب علم کے لیے پاکستان جغرافیے کا مطالعہ لازمی ہے کیونکہ جغرافیہ پاکستان کا مطالعہ نہ صرف ہمیں پاکستان کے طبعی خدوخال حدود اربعہ، موسم اور لوگوں کے متعلق معلومات فراہم کرے گا۔ بلکہ ہمیں پاکستان کے سیاسی، تہذیبی، اقتصادی اور بیرونی تعلقات بھی فہم و فراست فراہم کرے گا ۔مطالعہ پاکستان کے زیر عنوان پاکستان کی سرزمین پر بسنے والے لوگوں اور ان کی معاشی اور معاشرتی سرگرمیوں میں بحث کرتا ہے اور یہی موضوعات جغرافیہ میں بھی زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ اس حوالے سے مطالعہ پاکستان اور جغرافیے کا بہت ہی گہرا تعلق ہے۔

مطالعہ پاکستان اور جغرافیہ: انسان کا مسکن یہی کرہ ارض ہے۔ اس کرہ ارض کا طبعی ماحول انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ پہاڑوں میں بسنے والے لوگ سخت جان اور میدانوں میں رہنے والے سست اور کاہل ہوتے ہیں۔ زرخیز خطے کے لوگ خوشحال اور اس کے بڑے بڑے شہر آباد ہوتے ہیں۔ صحرا میں زندگی کٹھن ہوتی ہے اکثر لوگ خانہ بدوش ہوتے ہیں۔ بھیڑ بکریاں پال کر گزارا کرتے ہیں۔ ایسے خطوں میں کوئی تہذیب پروان نہیں چڑھتی ۔جس طرح جغرافیائی طبعی عوامل انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اسی طرح انسان بھی دریاؤں کا رخ موڑتا، پہاڑوں کا سینہ چیرتا، ہواؤں کی سمت بدلتا اور زمین کے خدوخال کو تبدیل کرتا ہے۔ انسان اپنے ماحول سے پورا پورا استفادہ کرتا ہے۔ انسان کے مسکن یعنی کرہ ارض کا مطالعہ جغرافیہ کہلاتا ہے اور یہ معاشرتی علوم کا روایتی مضمون ہے جغرافیہ کے نفسِ مضمون کے علاوہ معاشرتی علوم جغرافیہ کے طور طریقوں سے بھی بہت کچھ ہم تکنیکیں حاصل کرتا ہے۔ ان تکنیکوں میں طریقہ مشاہدہ، ریکارڈ کی تیاری اور حاصل کردہ معلومات کی تشریح خاص طور پر قابل ذکر

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ہیں۔جغرافیہ کی مدد سے معاشرتی علوم کا طالب علم دیہی اور شہری زندگی کا گہرا مطالعہ کرنے میں کامیاب ہوسکتا ہے۔اس مطالعہ کی مدد سے وہ ان معاشرتی مسائل کا گہرا شعور رکھتا ہے جو کہ لوگوں کے طبعی حالت کے باعث پیدا ہوتے ہیں۔جغرافیائی مہارتیں شہروں اور دیہاتوں کے مطالعہ کے علاوہ ٹرانسپورٹ اور آبادی کے مطالعہ کیلئے بھی بہت ہی مفید کردار ادا کرتی ہیں۔عام طور پر نصاب کی نچلی سطح کیلئے اپنے گاؤں، قصبہ یا شہر کا مطالعہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔علم جغرافیہ ہی کی مدد سے ایک طالب علم اپنے گھر،محلّہ،گلی کے محل وقوع اور اسکے شمال' جنوب' مشرق اور مغرب میں واقع دیگر مقامات'مثلاً تاریخی عمارتوں' باغات' تفریح گاہوں اور درسگاہوں وغیرہ کے محل وقوع کے بارے میں باخبر ہوتا ہے۔یہ مطالعہ اسے فاصلوں کی اہمیت' ٹرانسپورٹ کے نظام اور وقت کے تصور کے ابرے میں زیادہ موثر طور پر معلومات فراہم کرتا ہے۔یہی معلومات لوگوں کے معاشرتی اور معاشی مسائل کو معلوم کرنے کیلئے وہ ضروری خام مال مہیا کرتی ہیں جس پر معاشرتی علوم کی اساس استوار کی جاتی ہے۔

جغرافیہ کسی خطے کے خدوخال،حدود اربعہ،موسم اور لوگوں کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔جغرافیہ ایک ایسا علم ہے جس کا سیاست،تہذیب وثقافت ،اقتصادیات اور خارجہ تعلقات کے مطالعے سے گہرا تعلق بنتا ہے۔مطالعہ پاکستان میں ان ہی موضوعات پر معاشرتی علام کے طالب علم کی حیثیت سے بحث کرتے ہیں ان حوالے سے مطالعہ اور جغرافیے کا انتہائی قریبی تعلق ہے۔

مطالعہ پاکستان کے طالب علم کیلئے پاکستان کے جغرافیے کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔کیونکہ جغرافیہ پاکستان کے مطالعہ نہ صرف ہمیں پاکستان کے طبعی خدوخال،حدود اربعہ، موسم اور لوگوں کے متعلق معلومات فراہم کرے گا بلکہ ہمیں پاکستان کے سیاسی،تہذیبی،اقتصادی اور بیرونی تعلقات کے متعلق بھی فہم وفراست فراہم کرے گا۔کسی بھی علاقے کے جغرافیائی حالات اس خطے میں بسنے والے لوگوں کی تہذیبی وثقافتی اور اقتصادی سرگرمیوں پر اثر انداز ہوتے ہیں مثلاً گرم علاقے کے لوگوں کی پوشاک اور رہن سہن کے طریقے سرد علاقوں میں بسنے والے لوگوں سے مختلف ہوتے ہیں۔نہری اور صحرائی علاقوں کے لوگوں کی اقتصادی اور معاشرتی سرگرمیوں میں فرق پایا جاتا ہے۔نہری علاقے کے لوگ بالواسطہ یا بلاواسطہ زراعت سے وابستہ ہوتے ہیں۔جبکہ صحرائی علاقے کے لوگوں کا گزر بسر زیادہ تر گلہ بانی پر ہوتا ہے۔مطالعہ پاکستان میں پاکستان کی سرزمین پر رہنے والے لوگوں اور ان کی معاشی اور معاشرتی سرگرمیوں پر بحث کرتے ہیں اور یہی موضوعات جغرافیہ میں بھی زیر بحث لائے جاتے ہیں اس حوالے سے مطالعہ پاکستان اور جغرافیے کا بہت ہی گہرا تعلق ہے۔

کاشان اکیڈمی 0334-5504551

Download Free Assignments from

سوال نمبر 40: پاکستان کے تمام میدانی علاقوں کی زرخیزی یکساں نہیں۔وجوہات بیان کریں۔(10)

Solvedassignmentsaiou.com

جواب: پاکستان کے تمام میدانی علاقوں کی زرخیزی یکساں نہیں جس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

مٹی کی تشکیل میں آب وہوا کے مختلف عناصر مثلاً سورج کی روشنی کا دورانیہ،درجہ حرارت اور بارش کی مقدار بھی نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔پودے اپنی خوراک Photosynthesis کے عمل کے ذریعے حاصل کرتے ہیں اور یہ عمل سورج کی روشنی کے بغیر ممکن نہیں ہے جن علاقوں میں سورج کی روشنی کا دورانیہ کم ہوتا ہے وہاں نسبتاً کم نباتات پائے جاتے ہیں۔چونکہ مٹی میں موجود حیاتیاتی مادے کی بڑی مقدار نباتات کی باقیات سے حاصل ہوتی ہے اس لیے روشنی کے کم دورانیے والے علاقوں میں مٹی میں حیاتیاتی مادہ نسبتاً کم پایا جاتا ہے اس طرح جن علاقوں میں بارش زیادہ ہوتی ہے وہاں مٹی میں موجود کئی حل پذیر معدنی اجزاء اور نمکیات پانی میں حل ہوکر خاصی گہرائی میں چلے جاتے ہیں اور ایسی مٹی کی زرخیزی بری طرح متاثر ہوجاتی ہے۔

نباتات اور حیواناتی عمل مٹی میں حیاتیاتی مادے Humus کی موجودگی کا سبب بنتا ہے جب پودوں اور جانوروں وغیرہ کی زندگی کی مدت پوری ہوجاتی ہے تو ان کے اجسام گل سڑ کر مٹی میں حیاتیاتی مادے کی صورت میں شامل ہوجاتے ہیں۔جس علاقے میں بناتات اور حیوانات جتنے زیادہ ہوں گے وہاں مٹی میں موجود حیاتیاتی مادے کا تناسب بھی اتنا زیادہ ہوگا اور اس کے نتیجے میں مٹی کی زرخیزی بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔مٹی کی تشکیل میں وقت بھی بہت اہمیت رکھتا ہے زرخیز مٹی کے وجود میں آنے کے لیے ضروری تمام تر جغرافیائی عناصر کا دارومدار وقت پر ہے بنیادی چٹانی مواد کے عمل فرسودگی کے ذریعے چھوٹے ذرات میں تبدیل ہونے سے لے کر نباتات اور حیوانات کے مردہ اجسام کے حیاتیاتی مادے میں تبدیل ہونے تک کے تمام اعمال کو درست طور پر وقوع پذیر ہونے کے لیے وقت درکار ہوتا ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ عوامل ان پر اثر دکھاتے ہیں اور مٹی کی زرخیزی میں اضافہ کرتے ہیں ایک اچھی اور زرخیز مٹی کو بننے میں کئی ہزار سال لگتے ہیں۔

شمال اور مغربی پہاڑی اور نیم پہاڑی علاقوں: میں پائی جانے والی مٹی کی تقریباً تمام اقسام میں حیاتیاتی مادے کی مقدار نسبتاً کم ہوتی ہے اور اسی وجہ سے یہ کاشت کاری کے لیے زیادہ موزوں نہیں ہوتی ہیں ان علاقوں میں مٹی کی تہہ بھی زیادہ موٹی نہیں ہوتی کیونکہ پہاڑیوں کی ڈھلانوں پر کشش ثقل کے اثر کے علاوہ بارش کا پانی اور ہوا کا عمل کٹاؤ مٹی کو زیادہ دیر تک ٹکنے نہیں دیتا۔تاہم جن پہاڑوں کی وادیوں میں دریا بہتے ہیں وہاں کی گزرگاہ سے ملحق تھوڑے سے رقبے میں دریائی مٹی کی تہہ موجود ہوتی ہے جو گردونواح کے پہاڑوں پر پائی جانے والی مٹی کی نسبت زیادہ زرخیز ہوتی ہے۔

سطح مرتفع پوٹھوہار: سطح مرتفع پوٹھوہار میں بھی بعض اوقات خصوصاً دریاؤں کی گزرگاہوں سے ملحقہ علاقوں میں دریائی مٹی پائی جاتی ہے جو خاصی زرخیز ہے تاہم بارانی علاقوں میں واقع ہونے کی وجہ سے اس مٹی کی زرخیزی کا بھرپور فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔سطح مرتفع پوٹھوہار کے زیادہ تر حصوں میں لوئس Loess نامی ایک مٹی کی تہہ بچھی ہوئی ہے یہ مٹی ہوا کے عمل تہہ نشینی سے وجود میں آتی ہے مگر اس علاقے میں بہنے والے پہاڑی اور بارشی ندی نالوں کی وجہ سے یہاں مٹی کا کٹاؤ بہت زیادہ ہوگیا ہے۔مٹی کے اس کٹاؤ کی وجہ سے سطح مرتفع پوٹھوہار کا بہت بڑا حصہ کٹی پھٹی سطح پر مشتمل ہے بارش کا پانی بڑی تیزی سے بہہ کر زمین کے نیچے چلا جاتا ہے اور یوں اس پانی کو آب پاشی کے مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

میٹرک ،ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام ،بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی ، پی ایچ ڈی ، ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر زپر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی ، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سطح مرتفع بلوچستان: سطح مرتفع بلوچستان کے بیشتر علاقوں میں نیم پہاڑی علاقوں والی کم زرخیز مٹی پائی جاتی ہے تاہم دریاؤں اور ندیوں سے متصل علاقوں میں دریائی مٹی بچھی ہوئی ہے جو مناسب زرخیزی کی حامل ہے۔ مگر اس میں کنکروں اور چھوٹے پتھروں کی مقدار عام دریائی مٹی کی نسبت کچھ زیادہ ہے مٹی کے اس پہلو اور بلوچستان کی مجموعی طور پر خشک آب و ہوا کی وجہ سے اس کی کاشت کاری کے لیے مناسب نہیں سمجھا جاتا۔

دریائے سندھ اور اس کے معاون دریا: دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں کے میدانوں میں پائی جانے والی مٹی کی تقریباً تمام ہی اقسام کاشت کاری کے لیے موزوں ہیں۔ لیکن ان سب کی زرخیزی برابر نہیں ہے۔ وہ علاقے جو ہر چند سال کے بعد سیلاب کا شکار ہوتے ہیں ان میں ہر سیلابی ریلا زرخیز مٹی کی ایک نئی تہہ بچھا دیتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے ان علاقوں کی مٹی نسبتاً زیادہ زرخیز ہوتی ہے۔

صوبہ پنجاب: صوبہ پنجاب میں چونکہ دریاؤں کی تعداد زیادہ ہے اس لیے وہاں سیلابوں کے زیر اثر علاقہ بھی نسبتاً زیادہ رقبے پر پھیلا ہوا ہے اس کے برعکس صوبہ سندھ چونکہ صرف دریائے سندھ کے پانی سے استفادہ حاصل کرتا ہے اس لیے وہاں سیلابی میدانی علاقے کی وسعت اور رقبہ نسبتاً کم ہے یہی وجہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں زرخیز مٹی کے علاقوں کا تناسب باقی صوبوں کی نسبت زیادہ ہے۔

سوال نمبر 41: **ان عوامل کی نشاندہی کریں جو افراط آبادی کا سبب بن رہے ہیں۔ نیز افراط آبادی کے نتیجے میں ظاہر ہونے والے مسائل کا جائزہ لیں۔**

جواب: **افراط آبادی میں اضافے کے اسباب واثرات:** زراعت اور صنعت دو ایسے شعبے ہیں جن میں بچے بھی مزدور کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔ لہٰذا زیادہ بچے خوشحالی کی علامت سمجھے جاتے ہیں کیونکہ یہ ماں باپ کا ہاتھ بٹا کر ان کی آمدنی میں اضافہ کرتے ہیں۔ دیہات میں عموماً چھوٹی عمر میں شادی کردی جاتی ہے جس کی وجہ سے بچوں کی پیدائش کا سلسلہ کافی دیر تک چلتا ہے۔ مذہبی طور پر مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو خود رزق دیتا ہے اس لئے بچوں کی پیدائش کے سلسلے کو کیوں روکیں۔ فیملی پلاننگ یا خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی مذہبی بنیاد پر مخالفت کی جاتی ہے۔ اولاد نرینہ یا جائیداد کے وارث کی خواہش کی تکمیل تک بچے پیدا کرنا یا دوسری شادی کرنا سماجی نظام کا حصہ ہے۔ آئے دن حکومتوں کی تبدیلیوں بہبود آبادی کے مختلف پروگراموں میں رکاوٹیں ڈالنے کا سبب بنتی ہیں۔ افغانستان میں جنگ کی وجہ سے افغانیوں کی پاکستان میں پناہ لینے کی وجہ سے بھی ملکی آبادی میں اضافہ ہوا جو کہ ملکی معیشت پر ایک بڑا بوجھ ثابت ہوا۔ اس اضافے سے درج ذیل اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

آبادی میں اضافہ کی شرح زیادہ ہونے سے زرعی زمین پر بڑھتا ہوا دباؤ، روزگار کی کمی اور زمین کا چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہونا، ضروریاتِ زندگی کی بتدریج کمی، بنیادی ضرورتوں کی عدم دستیابی، جاگیردارانی نظام۔ بے زمین کاشتکار، چھوٹے کاشتکاروں کے پاس زمین کی کمی، کسانوں کی بے دخلی اور دیہی غربت، زمین کی زرخیزی میں کمی کی وجہ سے ناکافی پیداوار، سیم اور تھور کی وجہ سے زمین کا کاشت کاری کے قابل نہ رہنا، قحط سالی، خوراک کی کمی، مشینوں کے استعمال کی وجہ سے مزدوری کا خاتمہ، قدرتی آفات مثلاً سیلاب اور فصلوں کی تباہی۔

افراطِ آبادی کے مسائل: آبادی ایک مناسب سطح سے گرنا اور بڑھنا دونوں صورتیں ملک کے مفاد میں نہیں۔ آبادی کے مناسب حد سے بڑھ جانے کے عمل کیلئے افراطِ آبادی کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ افراطِ آبادی کی وجہ سے درج ذیل مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

1۔ **پست فی کس آمدنی:** افراطِ آبادی کی وجہ سے قوم کے ہر فرد کی فی کس آمدنی محدود ہو جاتی ہے۔ قومی وسائل کم پڑ جاتے ہیں۔ فراہم کردہ ملازمتیں کم ہوتی ہیں اور روزگار کے متلاشی لوگوں کی تعداد میں خاصا اضافہ ہو جاتا ہے۔

2۔ **وسائل پر بوجھ:** افراطِ آبادی کی وجہ سے ملکی وسائل پر بوجھ بڑھ جاتا ہے۔ قابل کاشت زمینوں کا رقبہ آبادی کی ضراوریات پوری کرنے کے قابل نظر نہیں آتا۔ دیہات اور شہر دونوں ہی آبادی کے لیے مکانات کی فراہمی کو پورا نہیں کر پاتے۔ صنعتی کارخانوں میں ملازمتوں کی گنجائش محدود ہو جاتی ہے۔ ملازمتوں کی محدود گنجائش اور ملازمتوں کے متلاشی زیادہ ہو جانے کے باعث کام کرنے والوں کی شرح اجرت گر جاتی ہے۔

3۔ **غربت وافلاس:** افراطِ آبادی کے باعث کارخانوں، کھیتوں اور دیگر شعبوں میں کام کے مواقع اس تیزی سے نہیں بڑھتے جس شرح سے آبادی میں اضافہ ہوتا ہے اور برسرِ روزگار افراد بھی غربت وافلاس کی چکی میں پسنے لگتے ہیں۔

4۔ **پست معیار صحت:** کثرت آبادی کے طفیل ہر فرد کو مناسب خوراک میسر نہیں آتی خوراک کی کمی بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔ بیمار پڑنے پر غیر معیاری ادویات اور خوراک میں ملاوٹ کے باعث افراد کی عمومی صحت گرنے لگتی ہے۔

5۔ **انتظامی کوتاہیاں:** افراطِ آبادی کی ضروریات بھی زیادہ ہو جاتی ہیں۔ انتظامیہ ہمہ گیر مسائل کو قابو میں نہ لا سکنے کے باعث معذور سمجھی جاتی ہے اور کارکنان انتظامیہ بدعنوانی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ رشوت، غلط فیصلے، اقربا پروری، اختیار کا ناجائز استعمال اور سرخ فیتے کی لعنتیں انتظامی ڈھانچے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

6۔ **پست شرح خواندگی:** افراطِ آبادی کے باعث ہر بچے کو تعلیم حاصل کرنے کے یکساں مواقع فراہم نہیں کیے جا سکتے جس کا نقصان بچوں کی ایک بری تعداد تعلیم سے بہرہ ور ہونے سے رہ جاتی ہے۔

7۔ **معاشرتی برائیوں میں اضافہ:** آبادی کے بڑھ جانے سے ملک میں سمگلنگ، چور بازاری، ڈاکہ ذخیرہ اندوزی، قتل وغارت، غبن اور اغوا جیسے قبیح جرائم اور دیگر معاشرتی برائیاں بڑھ جاتی ہیں۔

8۔ **عام سہولتوں کا فقدان:** افراطِ آبادی ایسا سنگین مسئلہ ہے کہ اس میں عام سہولتوں کا تصور بھی ختم ہو جاتا ہے مثلاً ریل کا سفر ایک آسان راستہ ہے مگر افراطِ آبادی کے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

باعث ہر ڈبے میں اژدہام سی کیفیت رہتی ہے اور آرام دہ سفر کا تصور ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح تعلیمی اداروں، بسوں، بازاروں، مکانات، پینے کے پانی کی فراہمی اور پارکوں کی حالت زار ہے۔

9۔ مہنگائی: آبادی کی کثرت کے باعث ملک میں قیمتوں کی عام سطح تیزی سے بلند ہونے لگتی ہے۔ اشیاء کی قلت، بے روزگاری اور پیداوار کی کمی کے حالات میں جب آبادی میں بھی اضافہ واقع ہونے لگے تو طلب و رسد کا توازن بگڑ جاتا ہے اشیاء کی رسد قلیل ہونے کے باعث قیمتوں کی اوسط سطح تیزی سے بلند ہو جاتی ہے اور مہنگائی کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ جس سے غریب لوگوں کی زندگیاں متاثر ہوتی ہیں۔

10۔ خوراک میں کمی: افراطِ آبادی فوری طور پر خوراک میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ قدرتی وسائل اپنی رفتار سے قومی پیداوار میں اضافہ کرتے ہیں۔ مگر بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات پھر بھی پوری نہیں ہوتیں۔ چنانچہ ہر شخص کے حصے میں خوراک کی محدود مقدار آتی ہے۔ جو بہترین صحت کے لیے ناکافی ہوتی ہے۔

11۔ افرادی قوت کا ضیاع: افراطِ آبادی کے باعث لاکھوں کروڑوں ایسے وسائل ضائع ہو جاتے ہیں جو بصورت دیگر کسی مفید کام یا منصوبے میں استعمال ہو سکتے تھے۔ آبادی میں اضافہ نہیں ہوتا اور بے شمار لوگوں کو بے کاری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بے روزگار لوگ قومی آمدنی میں سے خوراک، تعلیم، رہائش اور تفریحی سہولتوں سے استفادہ تو حاصل کرتے ہیں مگر قومی آمدنی میں اضافہ کا باعث نہیں بنتے۔

12۔ نامنصفانہ تقسیم دولت: آبادی میں اضافہ ہو جانے کے باعث ملک میں لوٹ مار، ہیرا پھیری اور دیگر معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ جس سے معاشرہ دو طبقات میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ ایک امیر تر طبقہ جو بااختیار لوگوں کا طبقہ اور دوسرا افلاس و غربت کے مارے ہوئے لوگوں کا طبقہ۔ امیر لوگ اپنی کمائی کو عیش و عشرت میں اڑاتے ہیں جبکہ غریب کو ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہیں آتا اس سے دولت کی تقسیم نہایت غیر منصفانہ ہو جاتی ہے جو آگے چل کر سنگین معاشرتی مسائل اور برائیوں کا باعث بنتی ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر 42: **مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔** **(10)**

1- انسانی رہن سہن پر طبعی ماحول کے اثرات۔ **2- دیہی آبادی کی شہروں کی طرف منتقلی کے اسباب۔**

جواب: 1۔ انسانی رہن سہن پر طبعی ماحول کے اثرات: پاکستان کے مختلف صوبوں کے معاشرتی نظام بھی بری حد تک ان علاقوں کے طبعی ماحول کا عکاسی کرتے ہیں۔ صوبہ بلوچستان کا طبعی ماحول بڑے پیمانے پر زراعت اور صنعت کاری کے لیے غیر موزوں ہونے کے سبب یہاں روزگار کے ذرائع نہایت محدود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بلوچستان کی آبادی بہت تھوڑی ہے اور یہ آبادی پورے بلوچستان میں پھیلی ہونے کی بجائے چند شہروں قصبات اور بڑے دیہاتوں تک محدود ہے۔ آبادی کی اس صورت حال نے صوبے میں عمومی طور پر پھیلی ہوئی غربت اور تعلیم کی کمی کے ساتھ مل کر قبائلی طرز معاشرت کو جنم دیا ہے۔ ایسی صورت حال صوبہ سرحد میں بھی ہے۔ اپنے صوبے میں روزگار کے مناسب مواقع نہ ملنے کے سبب صوبہ سرحد کے لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد دوسرے صوبوں کا رخ کرتی ہے اور ساتھ ساتھ اپنی ثقافت اور رسوم و رواج کو بھی ان صوبوں میں متعارف کرواتی ہے۔

صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ کے طبعی حالات چونکہ زراعت اور صنعت کے لیے موزوں ہیں اس لیے ان صوبوں میں لوگوں کی معاشی حالت نسبتاً بہتر ہے اور شہری آبادی کا تناسب بھی صوبہ سرحد اور بلوچستان کی نسبت زیادہ ہے۔ لہذا پنجاب اور سندھ میں تعلیم اور صحت کی سہولتیں لوگوں کو زیادہ وسیع پیمانے پر میسر ہیں۔ تاہم صوبہ پنجاب اور سندھ کے دیہی علاقوں میں جاگیرداری نظام رائج ہے جس کی وجہ سے یہ علاقے انسانی ترقی کے معاملے میں شہروں سے بہت پیچھے ہیں۔

جاگیرداری نظام عموماً زرعی معاشروں میں جنم لیا کرتا ہے اور صوبہ پنجاب ہی میں واقع پوٹھوار میں جاگیرداری نظام کی عدم موجودگی کا سبب اس خطے کا مخصوص طبعی ماحول ہے۔ پوٹھوار کے بیشتر حصے مٹی کے شدید کٹاؤ کا شکار ہیں۔ یہاں بہنے والے ندی نالے اردگرد کی زمین سے خاصہ نیچے واقع ہیں اور اس وجہ سے آبپاشی کے لیے غیر موزوں ہیں۔ ان وجوہات کی بنیاد پر خطہ پوٹھوار میں بڑے پیمانے پر زراعت ممکن نہیں ہے اور لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد کا پیشہ ملازمت، خصوصاً سرکاری ملازمت سے وابستہ ہے۔ پاکستان کی برّی افواج میں باقی تمام علاقوں کی نسبت خطہ پوٹھوار کی نمائندگی سب سے زیادہ ہے۔ ایسی صورتِ حال میں اس خطے میں جاگیرداری نظام پنپ نہیں سکتا۔

پاکستان میں رائج مختلف ملبوسات بھی ہمارے طبعی ماحلوی عکاسی کرتے ہیں۔ اگرچہ شہروں میں مغربی لباس پہننے کا رواج بھی عام ہے تاہم دیہی علاقوں میں چونکہ لوگوں کے پاس موسم کی شدت سے بچنے کے لیے زیادہ سہولتیں میسر نہیں ہیں اس لیے ان کو اپنا روایتی لباس پہننا پڑتا ہے جو ان کے طبعی ماحول سے مطابقت رکھتا ہے۔ صوبہ سندھ اور پنجاب میں لوگ عموماً کھلے ملبوسات مثلاً شلوار قمیض، دھوتی اور کرتا وغیرہ پہنتے ہیں تاکہ گرمیوں کے موسم میں ہوا ان کے پسینے کو خشک کر سکے اسی طرح سر پر پگڑی پہننے اور رومال باندھنے کا رواج بھی عام ہے تاکہ سر کو شمسی تمازت سے بچایا جا سکے۔ بلوچستان کے بھی زیادہ تر علاقوں میں ڈھیلے ڈھالے ملبوسات اور پگڑیوں کا ہی رواج ہے۔ صوبہ سرحد کے اکثر علاقوں میں موسم چونکہ سردی کی طرف مائل ہوتا ہے وہاں شلوار قمیض اور واسکٹ پہننے کا رواج ہے اور سر پر گرم ٹوپی بھی لی جاتی ہے۔

پاکستان کے بیشتر علاقوں کا روایتی طرز تعمیر بھی ان خطوں کے طبعی ماحول سے مطابقت رکھتا ہے۔ چونکہ پاکستان کے بیشتر خطے گرم موسم کے علاقے شمار کیئے جاتے ہیں اس لیے روایتی طور پر تعمیر کردہ رہائشی مکانات کی دیواریں اینٹوں کی چنائی سے بنا کر ان پر گارے کا لیپ کر دیا جاتا ہے۔ چھتوں کی تعمیر میں لکڑی کے شہتیر استعمال کئے جاتے ہیں اور ان پر بھی مٹی کی تہہ جمائی جاتی ہے۔ اس انداز میں تعمیر کردہ مکانات کے اندر موسم خاصی حد تک معتدل رہتا ہے۔ روایتی طرز پر بنے مکانات کو خاص طور پر ہوادار بھی بنایا جاتا ہے تاکہ گرمی کی شدت کو کم کیا جا سکے۔ تاہم اس نوعیت کے مکانات زیادہ پائیدار نہیں ہوتے اور آہستہ آہستہ ان کی جگہ مغربی طرز پر بنے

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مکانات نے لینی شروع کر دی ہے جن میں سیمنٹ اور سریے کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔

معیشت پر اثرات: پاکستان کی ترقی پذیر معیشت کا تقریباً ہر پہلو ہی اس کے طبعی ماحول کے زیر اثر ہے۔ پاکستان کی آبادی کی تقسیم، زراعت، صنعتیں، تجارت، ذرائع آمدورفت، آبپاشی غرضیکہ معیشت کے ہر پہلو میں طبعی ماحول کے اثرات بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔ پاکستان کی آبادی کی تقسیم بھی طبعی ماحول کی طابع ہے۔ ملک کے زیادہ گنجا نیت آباد علاقے دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں کے میدانی علاقے ہیں کیونکہ یہاں زراعت بہت اہم معاشی سرگرمی ہے اسی وجہ سے زیادہ تر زراعت سے متعلقہ اور دیگر صنعتیں بھی اسی زراعی خطے میں لگائی گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں آبادی کی گنجانیت تقریباً 358 افراد فی مربع کلومیٹر اور صوبہ سندھ میں لگ بھگ 216 افرد فی کلومیٹر ہے۔ اس کے برعکس ملک کے شمالی اور مغربی پہاڑی اور نیم پہاڑی خطوں میں آبادی کی گنجائیت نسبتاً کم ہے کیونکہ وہاں کا طبعی ماحول نہ ہی زراعت اور نہ ہی صنعت کاری کے لیے موزوں ہے۔ انہی وجوہات کی بنا پر بلوچستان میں آبادی کی گنجانیت محض 19 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ ملک کے تقریباً! تمام اہم شہر مثلاً کراچی، لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، ملتان، گوجرانوالہ، پشاور، سیالکوٹ، کوئٹہ، بہاولپور، گجرات، مردان، سکھر، میر پور خاص، لاڑکانہ، رحیم یار خان اور نواب شاہ وغیرہ میدانی علاقوں یا سطوح مرتفع پر واقع ہیں۔ ایک بھی اہم شہر پہاڑی یا نیم پہاڑی یا نیم پہاڑی خطوں میں واقع نہیں ہے۔ شہری اور دیہی آبادی کی تقسیم پر بھی طبعی ماحول کا اثر واضح نظر آتا ہے۔ میدانی علاقوں پر مشتمل صوبہ سندھ اور پنجاب میں شہری آبادی کا تناسب بالترتیب 49 فی صد اور 31 فی صد جبکہ پہاڑی نیم پہاڑی علاقوں اور سطوح مرتفع پر مشتمل صوبہ سرحد اور بلوچستان میں شہری آبادی کا تناسب بالترتیب 17 فی صد اور 24 صد ہے۔

پاکستان کی زراعت بھی مکمل طور پر ملک کے طبعی ماحول کی تابع ہے۔ صوبہ بلوچستان کی گرم اور خشک آب وہوا، آبپاشی کے لیے بڑے اور سارا سال بہنے والے دریاؤں کی عدم موجودگی اور مٹی کی کم زرخیزی کے سبب یہاں پر زراعت بڑے پیمانے پر ممکن نہیں ہے۔ بلوچستان میں زراعت زیادہ تر ایسے پھلوں کے باغات تک محدود ہے جو اس صوبے کی آب وہوا اور مٹی سے مطابقت رکھتے ہیں۔

صوبہ سرحد کا طبعی ماحول چونکہ بلوچستان کی نسبت زراعت کے لیے زیادہ موزوں ہے اس لیے پشاور کی وادی میں گندم، گنے، مکئی اور تمباکو کی کاشت وسیع پیمانے پر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ صوبہ سرحد میں خاصی تعداد میں مویشی بھی پالے جاتے ہیں کیونکہ یہاں کی مٹی اور آب وہوا، گھاس کے میدانوں اور چراگاہوں کے لیے خاص موزوں ہے۔

پاکستان میں صنعتوں کی تقسیم بھی طبعی ماحول کی مناسبت سے ہے۔ چونکہ پاکستان کی زیادہ تر صنعتیں زراعت سے متعلقہ ہیں اس لیے ان کو ایسے علاقوں میں قائم کیا گیا ہے جہاں سے انہیں زرعی خام مال آسانی سے دستیاب ہو سکے۔ سوتی کپڑے کی صنعت پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی سی حیثیت رکھتی ہے اور اس صنعت کے اہم مراکز پنجاب (فیصل آباد، رحیم یار خان، ملتان، بوریوالہ، سرگودھا، لاہور اور اوکاڑہ) اور سندھ (حیدر آباد، ٹنڈو یوسف، ٹنڈو آدم ٹنڈو محمد خان اور خیر پور) میں کپاس کی کاشت کے علاقوں کے قرب وجوار میں واقع ہیں۔ اسی طرح چینی کے زیادہ تر کارخانے صوبہ سرحد (مردان، چارسدہ، تخت بائی اور نورنگ سرائے) صوبہ پنجاب (راہوالی، پسرور، پتوکی، سمندری، کمالیہ، چشتیاں بہاولپور، خان پور اور فیصل آباد) اور صوبہ سندھ (نواب شاہ، شہداد پور، میر پور خاص، ٹنڈو الله یار، ٹنڈو محمد خان، بدین، ٹھٹھہ، لاڑکانہ اور دادو) کے ایسے علاقوں میں قائم ہیں جہاں گنے کی کاشت کی جا سکتی ہے۔

پاکستان میں سڑکوں اور ریل پر مشتمل نظام آمدورفت بھی طبعی ماحول کے زیر اثر ہے۔ پہاڑی اور نیم پہاڑی علاقے عموماً شورار گزار ہوتے ہیں اور میدان کی نسبت ان علاقوں میں ذرائع آمدورفت کی تعمیر کا کام بہت مہنگا اور مشکل ہوتا ہے جبکہ اس کے فوائد بھی محدود ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میدانی علاقوں میں پھیلا ہوا ذرائع آمدورفت کا جال پہاڑی خطوں کی نسبت بہت وسیع ہے۔ آمدورفت کے دیگر ذرائع کی تسبت سڑکوں کو پاکستان میں زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ کراچی کو طورخم سے ملانے والی جی ٹی روڈ، کراچی کو چمن کے راستے کوئٹہ ملانے والی سڑک، سپر انڈس ہائی وے، لاہور تا اسلام آباد موٹروے، اسلام آباد تا پشاور موٹروے، گوادر تا تو ڈیرو موٹروے، لاہور تا ڈیرہ اسماعیل خان سڑک اور حیدآباد تا کراچی سپر ہائی وے پاکستان کی اہم شاہراہ ہیں اور یہ سب میدانی علاقوں اور سطوح مرتفع پر واقع ہے۔ شاہراہ قراقرام اور راولپنڈی کو سرینگر سے ملانے والی سڑک پاکستان کی ان چند شاہراہوں میں سے ہیں جو مکمل طور پر پہاڑی علاقوں میں تعمیر کی گئی ہیں۔

پاکستان کی اہم ریلوے لائنیں مثلاً پشاور تا کراچی ریلوے لائن، کراچی تا کوئٹہ ریلوے لائن، روہڑی تا چمن ریلوے لائن اور ماڑی انڈس ریلوے لائن بھی میدانی ولاقوں میں زیادہ وسیع پیمانے پر موجود ہیں۔ ملک کے 38 ہوائی اڈیں ہیں۔ پاکستان کی زیادہ تر بیرون ملک تجارت سمندری ذرائع تقل وحمل سے ہوتی ہے اس ضمن میں پاکستان کی دو اہم ترین بندرگاہیں کراچی کی بندرگاہ اور پورٹ محمد بن قاسم ہیں۔ یہ دونوں بندگاہیں اور مستقبل قریب میں تکمیل پانے والی گودار کی بندگاہ ملک کے ساحلی میدانی علاقوں میں واقع ہیں۔ اندرون ملک تجارت کے حوالے سے کراچی پاکستان کا اہم ترین شہر ہے۔ پاکستان کے اکثر بڑے تجارتی اور اداروں کے ہیڈ کوارٹر کراچی میں ہی واقع ہیں اور پاکستان کی تقریباً تمام تر سمندری تجارت کراچی ہی سے کی جاتی ہے۔ ثقافتی اعتبار سے بھی کراچی ایک نہایت متنوع شہر ہے۔ کیونکہ پاکستان کے ہر صوبے سے لوگ نقل مکانی کر کے یہاں آبسے ہیں اور اس ایک شہر میں ملک کے تمام علاقوں کے طرز معاشرت کی جھلک دیکھی جا سکتی ہے اسی وجہ سے کراچی کو عام طور پر Mini Pakistan کہتے ہیں۔

2۔ دیہی آبادی کی شہروں کی طرف منتقلی کے اسباب:

☆ آبادی میں اضافہ کی شرح زیادہ ہونے سے زرعی زمین پر بڑھتا ہوا دباؤ، روزگار کی کمی اور زمین کا چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہونا۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

☆ ضروریات زندگی کی بتدریج کمی۔
☆ بنیادی ضرورتوں کی عدم دستیابی۔
☆ جا گیردارانہ نظام، بے زمین کاشتکار، چھوٹے کاشتکاروں کے پاس زمین کی کمی، کسانوں کی بے دخلی اور دیہی غربت۔
☆ زمین کی زرخیزی میں کمی کی وجہ سے ناکافی پیداوار، سیم اور تھور کی وجہ سے زمین کا کاشت کاری کے قابل نہ رہنا۔
☆ قحط سالی، خوراک کی کمی۔
☆ مشینوں کے استعمال کی وجہ سے مزدوری کا خاتمہ۔
☆ قدرتی آفات مثلاً سیلاب اور فصلوں کی تباہی۔

اسکے علاوہ بھی بہت سے عوامل ہیں جو نقل مکانی کا سبب بنتے ہیں۔ جب سے دنیا میں انسان کی تاریخ شروع ہوئی ہے لوگوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا روز مرہ معاشرتی زندگی کا معمول ہے لوگ مختلف مقاصد کے پیش نظر گھر سے باہر دور یا نزدیک جاتے ہیں۔

1۔ **تجارت کیلئے:** عام طور پر لوگ تجارت کی غرض سے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک جایا کرتے تھے اور اب بھی جاتے ہیں تاکہ ایک ملک کی اجناس دوسرے ملکوں میں زیادہ منافع پر فروخت کر سکیں اور ملکوں کی تجارت کو فروغ دے سکیں۔

2۔ **روزگار حاصل کرنے کیلئے:** ہر ملک کے کچھ حصے ترقی میں آگے ہوتے ہیں۔ جہاں صنعت و تجارت پھلتی پھولتی ہے اور بعض علاقے پسماندہ ہوتے ہیں۔ ان علاقوں میں جہاں روزگار کے مواقع میسر نہ ہوں لوگ وہاں سے روزگار کے بہتر مواقع کی تلاش میں دوسرے علاقوں کی طرف نکل جاتے ہیں۔

3۔ **بہتر معیار زندگی:** بعض لوگوں کے پاس دولت تو کافی ہوتی ہے مگر پسماندہ علاقوں کی وجہ سے وہ سہولیات سے نابلد ہوتے ہیں اور اپنی زندگی کے معیار کو بہتر بنانے کیلئے ایسے لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔

4۔ **دینی فرائض کی ادائیگی:** دینی فرائض کی بجا آوری کیلئے جیسے عمرہ اور حج کیلئے پوری دنیا سے مسلمان مکہ مکرمہ جاتے ہیں اس کے علاوہ ایران، عراق، ترکی اور دیگر کئی مسلم ممالک میں مسلمانوں کی یادگاریں ہیں جن کیلئے زیارت کیلئے لوگ ان ممالک کا رخ کرتے ہیں جہاں یہ آباد ہیں۔

5۔ **علم کا حصول:** شہروں میں علم کا حصول نسبتاً آسان ہوتی ہے۔ دیہاتوں اور قصبوں میں مدرسے، کالج یا تو کم تعداد میں ہیں یا بہت دور ہیں جس کی وجہ سے وہاں کے لوگ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے بھی لوگ شہروں کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں۔

6۔ **ناموافق گھریلو حالات:** کئی لوگ خاندانی لڑائی جھگڑوں سے تنگ آ کر وہاں مشکلات کو سہنے کی بجائے اپنے بچوں کے سکون کی خاطر اپنے گھر سے دور آباد ہو جاتے ہیں تاکہ ان کو ذہنی سکون حاصل ہو سکے۔

7۔ **ناموافق معاشرتی حالات:** ہر معاشرہ اپنے مذہب کے رنگ میں ڈھلا ہوتا ہے۔ دیگر مذاہب اگر معاشرتی ثقافت پر غالب آنے لگیں تب بھی لوگ ہجرت کر جاتے ہیں جیسے امریکہ، کینیڈا اور دیگر یورپ ممالک میں آباد لوگ اپنے بچوں کے جوان ہو جانے پر پاکستان واپس آ جاتے ہیں۔

8۔ **آبادی کی گنجانیت:** اگر کسی علاقے میں آبادی اس کے رقبے اور وسائل کی نسبت زیادہ ہو جائے لوگ آبادی کی گنجانی سے تنگ آ کر بھیڑ، شور و غل اور مسائل سے فرار حاصل کرنے کیلئے آبادی سے دور پر سکون علاقوں کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

بہار 2015ء

سوال نمبر 43: مختصر جواب تحریر کریں۔

1۔ **وفاقی نظام سے کیا مراد ہے؟**

جواب: وفاقی نظام سے مراد ایک ایسا نظام ہے جس میں ملک کے سب صوبوں کو قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ان کے حقوق کو تسلیم کیا جاتا ہے اور سب صوبے باہم مل کر ملک کی ترقی اور خوشحالی میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔

2۔ **محمد بن قاسم نے سندھ کے کس شہر کو سب سے پہلے فتح کیا؟**

جواب: دیبل (موجودہ کراچی) کو۔

3۔ **اشوک کے دور میں گندھارا کا دارالحکومت کونسا شہر تھا؟**

جواب: اشوک کے دور میں گندھارا کا دارالحکومت ٹیکسلا تھا۔

4۔ **شیخوپورہ شہر کا نام کس کے نام پر رکھا گیا تھا؟**

جواب: شیخوپورہ کا نام شہزادہ سلیم کی عرفیت (شیخو بابا) کی مناسبت سے رکھا گیا۔

5۔ **'ہندوستان چھوڑ دو' کی تحریک کس وجہ سے ماند پڑی؟**

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

جواب: کانگریس کی قیادت بشمول گاندھی،نہرو اور ابوالکلام آزاد کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا جس سے یہ تحریک ماند پڑ گئی۔

6۔ ذوالفقار علی بھٹو،ایوب حکومت سے کیوں الگ ہوئے؟

جواب: ذوالفقار علی بھٹو نے 1966 میں ایوب حکومت سے الگ ہو گئے انہوں نے قوم سے غداری کا الزام لگایا یہ کہا کہ میدان جنگ میں حاصل کی جانے والی کامیابیوں کو معاہدہ تاشقند کی صورت میں ضائع کر دیا۔

7۔ اخلاقی حقوق سے کیا مراد ہے؟

جواب: اخلاقی حقوق سے مراد معاشرے کی مروجہ اخلاقی اقدار میں پنہاں ہوتی ہے اور اس کے بغیر متمدن زندگی بسر کرنا ممکن نہیں۔

8۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی کی کن ایجادات نے انسانی تہذیب کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا؟

جواب: بھاپ سے چلنے والا انجن اور ٹیلی گراف کی ایجاد نے انسانی تہذیب کے ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا۔

9۔ بیسویں صدی کے آخر میں طاقت کا توازن کیوں تبدیل ہوا؟

جواب: بیسوں صدی کی آخری دہائی میں سوویت یونین کی سلطنت شکست و ریخت کا شکار ہوگئی جس کے نتیجے میں دنیا میں طاقت کا توازن تبدیل ہو گیا۔اب امریکہ دنیا کا واحد سپر پاور بن کر سامنے آیا۔

کاشان اکیڈمی

10۔ دنیا میں جوہری ہتھیاروں کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے کتنے ممالک نے معاہدے پر دستخط کیے ہیں؟

جواب: جوہری ہتھیار رکھنے والے پانچ ممالک،برطانیہ،امریکہ،فرانس،روس اور چین نے معاہدے پر دستخط کیے۔

سوال نمبر 44: ذیل پر نوٹ تحریر کریں۔

0334-5504551

جواب: 1۔ بھٹو کا دور: ذوالفقار علی بھٹو دستور کے بننے تک صدر اور دستور بننے کے بعد وزیر اعظم کے منصب پر فائز رہے۔ان کا دور جولائی 1977ء تک جاری رہا۔اس دوران انہوں نے کئی اہم کام کیے۔عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے ایک متفقہ دستور کا بنایا جانا بجائے خود ایک بڑا کارنامہ تھا۔اس سے پہلے پاکستان کی سرزمین بے آئین کہلاتا تھا۔دستور نے ملک میں قومی اتحاد کی اساس فراہم کی۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

1971ء کا بحران عالمی برادری میں پاکستان کی بدنامی کا باعث بنا تھا۔بھٹو نے ایک فعال خارجہ پالیسی کے ذریعے ملک کا وقار بحال کیا۔عالمی طاقتوں کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنایا اور ہندوستان کے ساتھ 1972ء میں شملہ معاہدے کے ذریعے پاکستان کے 95 ہزار جنگی قیدی واپس لیے۔بھٹو نے خاص کر عرب اور دوسرے مسلم ممالک کے ساتھ قریبی تعلقات قائم کئے۔1973ء کی عرب اسرائیل جنگ میں پاکستان نے عربوں کی سفارتی اور عملی دونوں طرح سے مدد کی جس کی بناء پر عربوں کی نظروں میں پاکستان کو پہلی مرتبہ عزت و توقیر کا مقام حاصل ہوا۔1974ء میں لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں مسلم ممالک نے باہمی اقتصادی و سیاسی تعاون کا عزم کیا۔1974ء میں ہندوستان نے ایٹمی تجربہ کر کے برصغیر میں ایٹمی دوڑ کا آغاز کیا۔بھٹو کا خیال تھا کہ اب پاکستان کے لیے اپنے دفاع کی خاطر اس دوڑ میں شامل ہونا ناگزیر ہو چکا ہے۔لہذا انہوں نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا آغاز کیا اور اس کے لیے انہیں امریکہ جیسی عالمی طاقت کی ناراضگی بھی مول لینی پڑی۔ان کے اقتدار کے خاتمے میں اس ناراضگی نے بھی ایک اہم کردار ادا کیا۔

داخلی طور پر بھٹو حکومت نے بہت سے دوررس نتائج کے حامل فیصلے کیے۔اہم صنعتوں،بینکوں اور تعلیمی اداروں کو قومی ملکیت میں لینا ایسا ہی فیصلہ تھا۔اس سے بعض اچھے نتائج نکلے مگر بعض خرابیاں بھی پیدا ہوئیں۔مثلاً تعلیمی اداروں کے قومی ملکیت میں آنے سے تعلیم کی تجارت کا سلسلہ بند ہوا اور غریبوں کی تعلیم تک رسائی ممکن ہوئی۔مگر اس کے ساتھ ساتھ حکومت تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے میں کامیاب نہ ہو سکی بلکہ یہ معیار پہلے کے مقابلے میں اور گر گیا۔بھٹو کا سب سے اہم کام یہ تھا کہ ان کے طرز سیاست نے غریبوں میں اپنی عزت نفس کا احساس بیدار کیا اور ان میں اپنے حقوق کا شعور پیدا کیا۔

بھٹو دور کی سب سے بڑی کمزوری ملک میں جمہوری کلچر کے قیام میں ان کی ناکامی تھی۔حزب اختلاف کے ساتھ ان کا رویہ اکثر جارحانہ رہا۔جمہوریت کا تقاضا ہے کہ تمام سیاسی رہنما اور جماعتیں ایک دوسرے کے نقطہ نظر کا احترام کریں اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں۔بدقسمتی سے یہ جذبہ ہماری سیاسی قیادت میں پیدا نہیں ہو سکا۔بھٹو کے دور میں حکومت مخالف اخبارات و جرائد کے خلاف بھی سخت کاروائیاں کی گئیں۔حکومت نے فیڈرل سیکورٹی فورس کے نام سے ایک تنظیم بھی بنائی جس کے کارندے قانون نافذ کرنے کے نام پر مخالفین کو ہراساں کرتے اور ان کے خلاف انتہائی کاروائیوں کے مرتکب ہوتے تھے۔اس دور کا سب سے عاقبت نااندیشانہ اقدام فروری 1973ء میں بلوچستان کی منتخب صوبائی حکومت کے خاتمے کے بعد وہاں کیا جانے والا فوجی آپریشن تھا جس کے نتیجے میں فوج کے سیاست میں ملوث ہونے کا سلسلہ ایک مرتبہ پھر شروع ہو گیا۔

مارچ 1977ء میں ملک میں عام انتخابات منعقد ہوئے۔انتخابات کے اعلان کے ساتھ ہی حزب اختلاف کی نو جماعتوں نے پاکستان قومی اتحاد کے نام سے ایک اتحاد قائم کر لیا اور انتخابات میں مشترکہ امیدوار کھڑے کیے۔کئی ہفتوں پر پھیلی ہوئی انتخابی مہم میں غیر معمولی گہما گہمی رہی اور پیپلز پارٹی اور پی۔این۔اے کے بڑے بڑے جلسے منعقد کیے۔انتخابی نتائج کے مطابق پیپلز پارٹی کو واضح اکثریت حاصل ہوگئی جبکہ پی۔این۔اے کے حصے میں توقع سے بہت کم نشستیں آئیں۔اس پر پی۔این۔اے نے انتخابی نتائج کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور الزام لگایا کہ حکومت نے زبردست دھاندلی کے ذریعے نتائج اپنے حق میں نکلوا لیے ہیں۔اس کے ساتھ ہی حزب

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے،ایم ایس سی،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اختلاف نے صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا اور ایک تحریک کا آغاز کیا جس کا مطالبہ تھا کہ بھٹو استعفیٰ دیں اور نئے الیکشن کمشنر کی سربراہی میں ازسرنو انتخابات ہوں۔حزب اختلاف کی مزاحمتی تحریک کو حکومت نے ابتداً طاقت کے ذریعے دبانے کی کوشش کی مگر پھر اس کے ساتھ مذاکرات کا ڈول ڈالا گیا۔یہ مذاکرات کئی ہفتوں تک وقفے وقفے سے جاری رہے۔بالآخر 4 جولائی 1977ء تک دونوں مذاکراتی ٹیمیں اگلے الیکشن اور دیگر متعلقہ امور پر متفق ہو گئیں۔حزب اختلاف کے 32 مطالبات میں سے 31 مطالبات مان لیے گئے جبکہ ایک مطالبہ جو بھٹو کے استعفے سے متعلق تھا، حزب اختلاف نے واپس لے لیا۔قبل اس کے کہ آئندہ ایک دو روز میں حکومت اور پی۔این۔اے کے درمیان معاہدے پر دستخط ہوتے، 4 اور 5 جولائی کی درمیانی رات کو فوج نے جنرل ضیاءالحق کی قیادت میں اقتدار پر قبضہ کر لیا۔بھٹو معزول کر دیئے گئے، دستور معطل کر دیا گیا اور ملک میں تیسری مرتبہ مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔

2۔ پاکستان میں بنیادی حقوق کی خلاف ورزی: پاکستان کا شمار پسماندہ ممالک میں ہوتا ہے اور دیگر کئی پسماندہ ممالک کی طرح اس میں بھی بنیادی حقوق کی صورت حال کافی گھمبیر ہے۔انسانی حقوق کی سالانہ رپورٹ 2004 پر اگر نظر ڈالی جائے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ پاکستان میں بنیادی حقوق کی خلاف ورزیوں میں اضافے کا رجحان ہے۔بنیادی خلاف ورزیوں میں کچھ سیاسی ہیں جو ریاست اور اس کے قانون کی وجہ سے ہی پیدا ہوتی ہیں اور اس کے برعکس کچھ خلاف ورزیاں سماجی و ثقافتی نوعیت کی ہیں جو کہ ملک میں موجود رسوم و روایات کی بدولت ہیں اور یہ اکثر ریاستی قانون کے خلاف ہوتی ہیں۔پاکستان میں بنیادی حقوق کی خلاف ورزیاں کے اسباب کچھ اس طرح سے ہیں۔

ا۔ معاشرے میں عورتوں کو کمتر سمجھنا	۲۔ طبقاتی ناہمواری	۳۔ اقلیتوں کے خلاف قوانین	۴۔ غربت اور تعلیم کی کمی
۵۔ قانون کی حکمرانی کا فقدان	۶۔ غلام مزدور اور جبری مشقت	۷۔ قبائلی رسم و رواج	۸۔ جاگیرداروں کی نجی جیلیں

کاشان اکیڈمی

ا۔معاشرے میں عورتوں کو کمتر سمجھنا: جان و مال کے تحفظ کے بعد انسانی عزت و حرمت کا تحفظ بہت ضروری ہے۔خاص طور پر مذہب اسلام میں مرد و زن دونوں برابر ہیں اور دونوں کے عزت و وقار میں کوئی فرق نہیں۔جیسا کہ پاکستانی معاشرہ بنیادی طور پر ایک جاگیردارانہ معاشرہ ہے اور جاگیردارانہ معاشروں میں عورت کو ملکیت سمجھا جاتا ہے۔اس لئے پاکستان میں خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک زندگی کے ہر شعبہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔پیدائش سے لے کر مرتے دم تک معاشرتی اور ریاستی سطح پر ثانوی نوعیت کے سلوک کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔سرکاری سطح پر ملک نے اس ضمن میں چند اقدامات بھی کئے۔عورت کے خلاف سرزد ہونے والے بہت سے ایسے جرائم جن کا تعلق سنگین تشدد سے ہے، رپورٹ نہ درج ہونے کے باعث بے نقاب نہیں ہوتے۔

0334-5504551
Download Free Assignments from

پاکستانی معاشرے میں عام طور پر عورتوں کو مردوں کے مقابلے میں کند ذہن، کم عقل، جذباتی اور کمتر سمجھا جاتا ہے جو ایک غلط ریت ہے۔اسی لئے لڑکیوں کو لڑکوں کے مقابلے میں خوراک، تعلیم، صحت کی سہولیات، تفریح کے مواقع اور آزادی کم میسر آتی ہے۔ایسے کئی قوانین بھی ہیں جو عورتوں سے امتیازی سلوک کا ذریعہ بنتے ہیں۔

Solvedassignmentsaiou.com

۲۔طبقاتی ناہمواری: طبقاتی ناہمواری کا نظام برابری اور آزادی دونوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔نظام کی طبقاتی ناہمواری دراصل جمہوری اقدار کی نفی ہے۔جس معاشرے میں طبقاتی کشمکش شدت اختیار کر جائے تو اس کی بنیادیں کھوکھلی ہونے لگتی ہیں اور اندرونی خلفشار جڑ پکڑنے لگتا ہے۔معاشرے کے محروم طبقے سے وابستہ افراد مایوسی، احساس کمتری، حسد اور دیگر کئی اخلاقی و ذہنی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں جو مستقبل میں بڑے اور سنگین نوعیت کے جرائم کا پیش خیمہ بنتے ہیں۔ان جرائم کے نتیجے میں ملک و قوم کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

۳۔اقلیتوں کے خلاف قوانین: پاکستانی معاشرے میں اقلیتی مذاہب کے افراد کو مسلمان شہریوں کے برابر نہیں سمجھا جاتا۔مذہبی بنیادوں پر تفریق کی جاتی ہے۔مثال کے طور پر غیر مسلم افراد صدر یا وزیراعظم نہیں بن سکتے۔جبکہ دیگر جمہوری ممالک میں اقلیتی مذاہب کے لوگ ان عہدوں پر فائز ہو سکتے ہیں۔اس کے علاوہ جداگانہ انتخابات کے نظام کی وجہ سے اقلیتی مذاہب کے لوگ عام نمائندوں کو ووٹ نہیں دے سکتے اور صرف اپنے ہی مذہب کے نمائندوں کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے ووٹ دے سکتے ہیں۔تحریک آزادی کے دوران اور قیام پاکستان کے فوراً بعد قائداعظم نے اقلیتوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ بطور شہری ان کے حقوق برابر ہوں گے اور ریاستی سطح پر ان کے خلاف کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔

۴۔غربت اور تعلیم کی کمی: پاکستان میں عموماً تعلیم کی کمی کی وجہ سے لوگوں میں بنیادی حقوق کا شعور بیدار نہیں ہوا ہے۔کسی بھی ترقی پذیر ملک کے لئے غربت، مفلسی اور بے روزگاری سب سے بڑی محرومی ہے۔خون پسینہ ایک کر کے بھی اگر زندگی کی بنیادی ضروریات پوری نہ ہوں تو فرد مزید سختیاں برداشت کرنے کی بجائے تشدد پر اتر آتا ہے۔خاص طور پر اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان زیادہ تیزی سے اس منفی رویوں کا شکار ہوتے ہیں اگر ان کی قابلیت و استطاعت کے مطابق کوئی باعزت روزگار عرصہ دراز سے انہیں میسر نہ آئے تو وہ تخریبی سرگرمیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔تعلیم کی کمی کا ایک نمایاں سبب تعلیم کی سہولیات میں کمی ہے۔جس کا تا حال کوئی خاطر خواہ، اطمینان بخش تدارک نہیں کیا گیا۔شرح خواندگی کے لحاظ سے پاکستان دنیا کے انتہائی کم پڑھے لکھے معاشروں میں سے ایک ہے۔دیہی علاقوں میں سینکڑوں سکول ایسے ہیں جن کی کوئی عمارت سرے سے موجود ہی نہیں۔درس و تدریس کا سلسلہ کھلے آسمان تلے مٹی کے کچے فرش پر ہی جاری رکھا جاتا ہے۔جبکہ سکولوں کی کثیر تعداد ایسی ہے جو اگرچہ عمارت تو رکھتی ہے لیکن نہایت ہی خستہ حالت میں ہوتی ہے۔میلوں کا سفر پیدل طے کر کے سکول کے بچے جب دور دراز مقام پر واقع سکول میں پہنچتے ہیں تو وہاں اساتذہ کی عدم موجودگی طلبہ کے قیمتی وقت کے مزید ضیاع کا باعث بنتی ہے۔ملک کی کثیر تعداد ناخواندہ ہونے کے باعث اپنے بنیادی حقوق سے بہرہ مند نہیں ہے۔

میٹرک، ایف اے، بی اے، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس، پی ایچ ڈی کی ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز میں داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۵۔قانون کی حکمرانی کا فقدان: قانون کی نظر میں سب لوگ برابر ہیں لیکن پاکستان میں عملی طور پر اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔جس کی وجہ سے بنیادی حقوق کی خلاف ورزیوں میں اضافہ ہوا ہے۔ناانصافی اور حصول انصاف میں تاخیر دراصل ایک ہی چیز کے دو مختلف نام ہیں۔نظام عدل کا طریقہ کار کچھ ایسا مشکل ہے کہ اس میں اصلاح کی بہت زیادہ ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔قتل ایک لمحے میں ہوتا ہے اور انصاف سالوں نہیں ملتا۔چنانچہ حکومت وقت کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ہر مظلوم کیلئے فوری انصاف فراہم کرنے کا بندوبست کرے۔

۶۔غلام مزدور اور جبری مشقت: پاکستان میں بھٹوں اور دیگر جگہوں پر بھی غلام مزدور اور جبری مشقت کی زبردست روش برقرار ہے۔یہ مزدوری غلامانہ طرز کی مزدوری ہوتی ہے۔جس میں پیشگی دے کر کسی بھی مزدور کو تاحیات غلام بنالیا جاتا ہے۔سندھ میں ہاریوں کا یہی حال ہے اور ملک کے دیگر حصوں میں بھٹہ مزدوروں کا بھی غلامی کا سا حال ہے۔یہ آزادی اور برابری دونوں قدروں کے بالکل متضاد ہے۔ان غلامانہ مزدوروں کی خستہ حالت اور بیچارگی اس قدر زیادہ ہے کہ اسے انسانی حقوق کی شدید ترین اور واضح خلاف ورزی کہا جاسکتا ہے۔

۷۔قبائلی رسم ورواج: پاکستانی معاشرے میں ایسی ان گنت روایات اور رسوم ورواج ہیں جو انسانی زندگی کو دشوار بنانے کا موجب ہیں۔جہیز کی رسم جس کی وجہ سے انسانی حقوق کی واضح طور پر پامالی ہوتی ہے،خاندان سے باہر شادی نہ کرنا،رشتے کرتے وقت خصوصاً بیٹیوں کے احساسات کا پاس نہ کرنا ایسی روایات ہیں جن کے نتیجے میں بنیادی حقوق کی نفی ہوتی ہے۔

پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ''ولور'' کی رسم کے تحت عورتوں کو بیچا جاتا ہے۔ایک باپ کسی مرد سے رقم حاصل کر کے اپنی بیٹی کو اس سے بیاہ دیتا ہے۔جس کے نتیجے میں بیٹی انسان کے بجائے ایک غیر جاندار شے بن جاتی ہے۔شوہر کے گھر میں اس کی زندگی غلاموں کی سی ہوتی ہے۔کیوں کہ وہ اسے خریدنے کے بعد اپنی ذاتی ملکیت تصور کرتا ہے۔اس کی حیثیت بھیڑ بکری سے زیادہ نہیں ہوتی۔اسی طرح قبائلی علاقوں میں ''سورہ،وانی اور خون بہا'' کی رسم بھی رائج ہے جس کے تحت دو متصادم قبائل میں صلح کی غرض سے لڑکیاں مقتول کے بھائی یا رشتہ دار کو عطا کر دی جاتی ہیں۔اس طرح دونوں قبیلوں کے درمیان امن کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔یہ رسم بھی آزادی اور برابری کی اقدار کے خلاف ہے۔

۸۔جاگیرداروں کی نجی جیلیں: 1992ء میں ملک کے کچھ علاقوں میں جاگیرداروں کی نجی جیلوں کا انکشاف ہوا جہاں وہ ہاریوں،مزارعوں اور ان کی بیوی بچوں کو قید رکھتے ہیں۔ان کے کارندے اور وہ خود عورتوں،مردوں اور کمسن بچوں پر جنسی اور دیگر قسم کا تشدد کرتے ہیں۔پاکستان کے کمیشن برائے انسانی حقوق نے اس طرح کے بہت سے قیدی ہاریوں کو زنجیروں اور جیلوں سے آزاد کروایا ہے۔لیکن ابھی بھی بہت سی جیلیں ایسی ہیں جن کے بارے میں علم نہیں ہے۔یہ انتہائی افسوس ناک بات ہے اور آزادی اور مساوات کے اقدار کے خلاف ہے۔اکثر جاگیردار سیاسی طور پر طاقتور ہوتے ہیں۔چنانچہ مقامی انتظامیہ ان کی جیبوں میں ہوتی ہے اور مظلوم ہاریوں اور مزارعوں کے خلاف اکثر جاگیردار اور اس کے کارندوں کی مدد کرتے ہیں۔

3۔ ایوب کا دور حکومت: ایوب خان کا دور حکومت ساڑھے دس سال کے عرصے پر محیط تھا۔اس عرصے میں ملک میں فوجی آمریت اور شخصی حکمرانی کا دور رہا۔ایوب اقتدار سنبھالنے کے بعد کئی فوری اقدامات کیے۔مثلاً انہوں نے ذخیرہ اندوزی،رشوت ستانی اور بدعنوانی کے خلاف کارروائی کا اعلان کیا جس کا مقصد عوام میں اپنے لیے مقبولیت پیدا کرنا تھا اور بعد کے برسوں میں خود ان کی حکومت ان تمام برائیوں کی مرتکب ہوئی جس پر ان کی حکومت کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ایوب خان سیاست دانوں اور ان کی تنظیموں کے بھی خلاف تھے۔چنانچہ انہوں نے شروع ہی میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی۔سیاسی جماعتوں کے دفاتر بند کر دیئے گئے اور ان کے بنک اکاؤنٹ منجمد کر دیے گئے۔کئی سرکردہ سیاستدانوں کو گرفتار بھی کر لیا گیا یہی نہیں بلکہ انہوں نے ایبڈو (EBDO) نامی قانون کے ذریعے بہت سے سیاسی رہنماؤں پر آئندہ انتخابات میں حصہ نہ لینے کی پابندی عائد کر دی۔دراصل ایوب خان کا خیال یہ تھا کہ پاکستان کے سارے مسائل کی جڑ سیاستدان ہیں اور یہ کہ ملک کی ابتدائی گیارہ سالہ تاریخ میں جو سیاسی عدم استحکام موجود رہا تھا اس کی وجہ بھی سیاست دان ہی تھے۔حالانکہ ان برسوں میں اصل اختیارات افسر شاہی کے ہاتھوں میں تھے اور فوج کے سربراہ کی حیثیت سے گورنر جنرل نے افسر شاہی کے حلیف کا کردار ادا کیا۔چنانچہ وہ 1954ء میں گورنر جنرل کی جانب سے اسمبلی کو توڑنے کا فیصلہ ہوا۔مغربی پاکستان میں ون یونٹ کا اقدام،ایسے تمام اقدامات کو ایوب خان کی مکمل تائید حاصل تھی۔

1959ء میں ایوب خان نے ملک میں بنیادی جمہوریتوں کا نظام متعارف کیا۔اس نظام کا مقصد جمہوریت کو گاؤں اور تحصیل کی سطح تک پہنچانا بتایا گیا۔اس غرض سے ملک بھر میں اسی ہزار اراکین بنیادی جمہوریت کی گنجائش پیدا کی گئی جن میں سے چالیس ہزار مشرقی پاکستان اور چالیس ہزار مغربی پاکستان سے تعلق رکھتے تھے۔

1960ء میں ایوب خان نے اپنی صدارت کی توثیق کے لیے ریفرنڈم منعقد کیا۔جس میں عوام کی بجائے انہی اراکین بنیادی جمہوریت سے رائے طلب کی گئی۔اس طرز انتخاب کے ذریعے ایوب خان کا صدر منتخب ہونا کوئی حیرت کی بات نہیں تھی۔ایوب خان نے اقتدار میں آنے پر ملک کو نیا دستور دینے کا وعدہ بھی کیا تھا۔اس غرض سے انہوں نے ایک دستوری کمیشن قائم کیا۔جس نے ماضی کے سیاسی نظام کی ناکامی کا تجزیہ کرنے کے اور مستقبل کے آئین کے لیے تجاویز پیش کیں مگر ایوب خان کے لیے خود اپنے قائم کردہ کمیشن کی بیشتر تجاویز قابل قبول نہیں تھیں۔چنانچہ انہوں نے اپنی کابینہ کے چند وزیروں پر مشتمل ایک آئینی کمیٹی تشکیل دی جس نے دستور کا خاکہ مرتب کیا۔1962ء میں ایوب خان نے اپنا دستور نافذ کیا۔

ایوب خان کا زوال: ایوب خان کا دستور معروف جمہوری اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی اس کو جمہوری انداز سے بنایا گیا تھا۔یہ دستور کسی اسمبلی کا بنایا ہوا

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس،پروپوزل،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اے اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

دستور نہیں تھا بلکہ اس کے خالق ایوب خان خود تھے۔ دستور کے نفاذ کے بعد انتخابات ہوئے اور قومی وصوبائی اسمبلیاں وجود میں آئیں۔اس کے ساتھ ہی مارشل لا ہٹا لیا گیا۔ایوب خان فوج سے ریٹائر ہوکر سویلین صدر بن گئے۔سیاسی سرگرمیوں کا آغاز ہوا اور سیاسی جماعتیں بحال ہوگئیں۔خود ایوب خان نے مسلم لیگ کے ایک گروپ کی سربراہی اختیار کرلی جو کنونشن مسلم لیگ کہلایا۔اس جماعت کے سوا باقی تمام جماعتوں کا مطالبہ تھا کہ 1962ء کے دستور کی بجائے 1966ء کا دستور بحال کیا جائے۔1964ء میں ملک میں صدارتی انتخابات منعقد ہوئے جس میں حزب اختلاف کی جماعتوں نے متحدہ حزب اختلاف کی تشکیل دی اور قائد اعظم کی ہمشیرہ فاطمہ جناح کو اپنا امیدوار بنایا۔یہ نظام ایوب خان کے اشارے پر بنایا گیا تھا۔لہٰذا فاطمہ جناح کی کامیابی کے امکانات بہت کم تھے۔1965ء میں پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جنگ ہوئی جس کے بعد دونوں ملکوں کے درمیان معاہدہ تاشقند پر دستخط ہوئے۔1968ء میں جبکہ ایوب خان کی حکومت بڑے پیمانے پر اپنا عشرہ ترقی منا رہی تھی ملک میں ایوب مخالف سیاسی سرگرمیوں میں تیزی آچکی تھی کیونکہ ایوب خان کی پالیسیوں نے امیر اور غریب کے درمیان فرق کو بہت بڑھا دیا تھا۔مشرقی پاکستان کی شکایات بہت بڑھ چکی تھیں اور ملک میں ایک بھرپور اور ہمہ گیر سیاسی تحریک شروع ہوئی جس کا مقصد ایوب خان کی آمریت سے نجات حاصل کرنا تھا۔اس عوامی ابھار کے آگے بند باندھنے میں ناکامی کے بعد ایوب خان نے ملک میں مارشل لاء نافذ کرنے اور خود اپنے دستور کو کالعدم قرار دینے کا اقدام اٹھایا اور مارچ 1969ء کو اقتدار فوج کے سربراہ جنرل آغا محمد یحییٰ خان کے سپرد کردیا۔

کاشان اکیڈمی

سوال نمبر 45: صدارتی اور پارلیمانی نظام حکومت کا موازنہ کریں۔

جواب: صدارتی نظام: صدارتی نظام ایسے نظام کو کہتے ہیں جس میں ملک کے شہری،انتظامیہ کے سربراہ (یعنی صدر) اور مقننہ کا الگ الگ انتخاب کرتے ہیں۔صدر اور مقننہ دونوں الگ الگ ایک خاص مدت کیلئے منتخب ہوتے ہیں۔صدر،منتخب ہونے کے بعد اپنی کابینہ بناتا ہے۔جس میں شامل وزیر مقننہ سے تعلق نہیں رکھتے۔کیونکہ صدر اور اس کی کابینہ مقننہ سے ہٹ کر اپنا الگ وجود رکھتے ہیں۔لہٰذا وہ اپنے اقتدار کیلئے مقننہ کے مرہون منت نہیں ہوتے۔انہیں جتنی مدت کیلئے منتخب کیا جاتا ہے اس کی تکمیل پر صدر کیلئے دوبارہ انتخاب ہوتا ہے اور نیا صدر اپنی کابینہ تشکیل دیتا ہے۔

0334-5504551

پارلیمانی نظام میں ملک کی انتظامیہ یا اس کا سربراہ (جس کو عام طور پر وزیر اعظم کہتے ہیں) براہ راست عوام کے ووٹوں سے منتخب نہیں ہوتے بلکہ عوام مقننہ کو منتخب کرتے ہیں اور مقننہ کے اراکین اپنے میں سے کسی ایک رکن کو وزیر اعظم کے طور پر منتخب کرتے ہیں۔منتخب ہونیوالا وزیر اعظم مقننہ کے اراکین میں ہی سے اپنی کابینہ کے وزیر چنتا ہے اور اپنی حکومت تشکیل دیتا ہے۔کیونکہ پارلیمانی نظام میں حکومت کا سربراہ اور اس کے وزیر مقننہ کے اراکین میں سے منتخب ہوتے ہیں لہٰذا ان کا اقتدار اور ان کی مدت دونوں کا دارومدار مقننہ کی تائید اور حمایت پر ہوتا ہے۔اگر وزیر اعظم مقننہ کی حمایت سے محروم ہوجائے تو مقننہ اس کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ پاس کرکے اس کو واپس بلا سکتی ہے اور اس کی جگہ کسی دوسرے رکن پارلیمنٹ کو وزیر اعظم کی حیثیت سے نامزد کرسکتی ہے۔اس تشریح سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صدارتی نظام کے مقابلے میں پارلیمانی نظام میں حکومت کا مقننہ یعنی عوام کے منتخب نمائندوں سے زیادہ قریبی تعلق ہوتا ہے اور حکومت اپنے ہر اقدام اور فیصلے کیلئے مقننہ کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ پارلیمانی نظام کو ذمہ دار حکومت (Responsible Government) کا نظام بھی کہا جاتا ہے۔

Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

پاکستان کے پہلے آئین میں جو کہ 1956ء میں بنایا گیا، پارلیمانی نظام کو اختیار کرنے کی کوشش کی گئی لیکن آئین بنانے والوں نے اس میں بعض ایسی شقیں بھی رکھ دیں جن کی وجہ سے ایک حقیقی پارلیمانی نظام ملک میں متعارف نہیں ہوسکا۔ملک کا دوسرا آئین 1962ء میں وجود میں آیا جو صدر جنرل ایوب خان نے نافذ کیا۔یہ صدارتی طرز کا آئین تھا جس کی ملک کی تقریباً سب ہی سیاسی جماعتوں نے مزاحمت کی۔یہ آئین عوام کی جانب سے رد کردیئے جانے کے نتیجے میں ناکام ہوا اور خود ایوب خان کو اس آئین کو کالعدم قرار دینا پڑا۔ملک کا تیسرا آئین 1973ء میں نافذ ہوا۔یہ پارلیمانی طرز کا آئین تھا جو تمام سیاسی جماعتوں کے اتفاق رائے سے وجود میں آیا تھا۔مگر 1977ء میں مارشل لاء کے نفاذ کے بعد آئین کے پارلیمانی کردار کو تبدیل کردیا گیا۔1997ء میں اس وقت کی سویلین حکومت نے حزب اختلاف کی مدد سے ایک بار پھر آئین کے پارلیمانی کردار کو بحال کردیا مگر 1999ء میں اقتدار میں آنے والی فوجی حکومت نے ایک بار پھر دستور کے اس پارلیمانی تشخص کو تبدیل کردیا جو 1973ء میں اس دستور کو حاصل تھا۔

پارلیمانی نظام: جہاں تک جمہوریت کا تعلق ہے۔یہ ایک ایسا نظام ہے جس میں مملکت کے شہریوں کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے اور ان کی مرضی اور منشا ہی سے ملک کے امور چلائے جاتے ہیں۔دنیا کے جدید سیاسی معاشروں میں جہاں جمہوریت کے اصول کو اختیار کیا گیا ہے وہاں عوام کو مقتدر تسلیم کیا جاتا ہے۔دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان ملکوں میں عوام اور شہری بااختیار ہوتے ہیں اور ان کی اجتماعی رائے سے ہی ملک کی پالیسیاں اور قوانین بنائے جاتے ہیں۔

جمہوریت کے تحت ملک کا نظام حکومت مختلف شکلوں میں استوار ہوسکتا ہے۔ان نظاموں میں پارلیمانی اور صدارتی نظام زیادہ مشہور ہیں اور دنیا کے بہت سے ملکوں میں انہی میں سے کوئی ایک نظام اختیار کیا گیا ہے۔پارلیمانی اور صدارتی نظام کا فرق سمجھنے کیلئے ہمارے لیئے یہ جاننا ضروری ہے کہ ایک ریاست میں تین اہم ادارے کام کرتے ہیں یعنی:

۱۔ انتظامیہ یا عاملہ (Executive) ۲۔ مقننہ (Legislature) ۳۔ عدلیہ (Judiciary)

انتظامیہ کا کام ملک کے قوانین پر عمل درآمد کروانا اور مختلف پالیسیوں کو کامیابی کے ساتھ چلانا ہوتا ہے۔عام طور سے انتظامیہ کو ہی حکومت بھی کہا جاتا ہے جس سے مراد سربراہ حکومت اور اس کی کابینہ ہوتے ہیں۔مقننہ کا کام ملک کیلئے قوانین بنانا اور پالیسیوں کی منظوری دینا ہوتا ہے۔مقننہ کو بعض ملکوں میں پارلیمنٹ کہا جاتا ہے اور

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

پاکستان میں بھی اس کا نام پارلیمنٹ (یا مجلس شوریٰ) ہے۔امریکہ میں مقننہ کانگریس کہلاتی ہے۔عدلیہ کا کام یہ ہے کہ اگر ملک کے قوانین کو توڑا جائے اور کسی ایک 46:

پاکستان کے قیام کے بعد قائم ہونے والی نئی حکومت کو ابتداء میں کن مسائل کا سامنا کرنا پڑا؟ نیز پہلا آئین بننے تک دستور سازی کے مسائل کا تنقیدی جائزہ لیں۔

جواب: آزادی کے بعد پاکستان کی نئی حکومت کو درپیش مسائل: کسی بھی ایسے ملک کے لیے جو نیا نیا آزاد ہوا ہو آزادی کی شاہراہ پر سفر کا آغاز کوئی آسان مرحلہ نہیں ہو سکتا۔ پاکستان کے لیے تو یہ عرصہ اور بھی دشوار ثابت ہوا۔ آزادی کے ساتھ ہی نقل آبادی کا سلسلہ شروع ہوا۔ ہندوستان سے لاکھوں کی تعداد میں مسلمان پاکستان آئے اور پاکستان سے لاکھوں کی تعداد میں ہندو اور سکھ ہندوستان گئے۔ یہ انسانی تاریخ کی سب سے بڑی ہجرت تھی جس میں ایک اندازے کے مطابق ایک کروڑ بیس لاکھ انسانوں نے ہندوستان سے پاکستان یا پاکستان سے ہندوستان کے لئے ہجرت کی۔ پاکستان کی نوزائیدہ مملکت کے لیے اتنی بڑی تعداد میں مہاجرین کا آبادکاری آسان کام نہیں تھا۔

یہی نہیں بلکہ پاکستان کے قیام کے اعلان کے ساتھ ہی ہندوستان کے مختلف علاقوں میں ہندو مسلم فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔اس کا سلسلہ تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے بعد بھی کئی ماہ تک جاری رہا۔ پاکستانی علاقوں میں ان فسادات کو کنٹرول کرنا حکومت کی ذمے داری تھی اس کو یہ کام کرنے میں بہت سی مشکلات کا سامنا تھا۔

مہاجرین کی آبادکاری اور امن وامان کے قیام کے علاوہ تیسرا بڑا مسئلہ جس سے نئی مملکت کو دوچار ہونا پڑا اور ملک میں سرکاری مشینری کے قیام کا مسئلہ تھا۔ آزادی سے قبل متحدہ ہندوستان کا دارالحکومت دہلی میں واقع تھا اور تمام اہم ادارے بھی وہیں پر موجود تھے۔ پاکستان بننے کے بعد کراچی کو نئے ملک کا دارالحکومت بنایا گیا۔ وہ تمام ادارے دفاتر اور متعلقہ چیزیں جو ایک دارالحکومت کے لیے درکار ہوتی ہیں۔ کراچی میں ان سب کا انتظام ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ اس سے پہلے کراچی صوبہ سندھ کا دارالحکومت ضرور تھا مگر قیام پاکستان کے بعد مرکزی حکومت کے ڈھانچے کے لیے یہاں بڑے بڑے پیمانے پر نئے دفاتر کھولنے پڑے اور نیا عملہ بھرتی کرنا پڑا۔ اس سلسلے میں سندھ کی حکومت نے بھی بہت تعاون کیا اور اخلاص کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ صرف اپنے بہت سے دفاتر مرکزی حکومت کو دے دیے بلکہ اپنے خزانے میں سے تیس کروڑ روپے سے زائد رقم بھی قرض کے طور پر مرکزی حکومت کو دی۔

قیام پاکستان کے فوراً بعد کشمیر کی ریاست کا تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اگر انگریز حکومت برصغیر سے جاتے وقت ریاستوں سے متعلق ایک زیادہ واضح پالیسی بناتی اور پھر ریاستوں کے پاکستان یا ہندوستان سے الحاق کیا اقدام کو اپنی نگرانی ہی میں مکمل کرواتی تو جوناگڑھ، حیدرآباد اور کشمیر جیسے مسائل پیدا نہ ہوتے۔ مگر انگریز حکومت کی عاقبت نااندیشی یا غیرذمے داری کے نتیجے میں کشمیر کا مستقل ایک ایسا مسئلہ بن گیا جو آزادی کے چھ عشروں کے بعد بھی ہنوز حل طلب ہے۔

آزادی کے بعد کا ایک اور بڑا مسئلہ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان اثاثوں کی تقسیم کا مسئلہ تھا۔ تقسیم ہند کے وقت یہ فیصلہ ہوا تھا کہ متحدہ ہندوستان کے اثاثے دونوں ملکوں کے درمیان تقسیم کیے جائیں گے۔ اس ضمن میں دشواری اس وقت پیدا ہوئی جب ہندوستان کی حکومت کی جانب سے پاکستان کے حصے کی رقوم اور دفاعی ساز وسامان کی ترسیل میں رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔ یہاں تک کہ خود ہندوستان کی تحریک آزادی کے رہنما موہن داس کرم چند گاندھی کو ہندوستانی حکومت سے احتجاج کرنا پڑا۔ اس کے بعد ہی پاکستان کے اثاثے جزوی طور پر اس کے حصے میں آسکے۔

خزاں 2016

سوال نمبر 47:۔مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں۔

جواب: 1۔ثقافت کی اہمیت واقسام:

ثقافت کی اہمیت: ثقافت یا کلچر اس کل کا نام ہے۔ جس میں مذہب وعقائد، علوم واخلاقیات، معاملات ومعاشرت، فنون وہنر، رسم ورواج، فعل، قانون اور وہ ساری عادتیں شامل ہیں۔ جن کو انسان ایک معاشرے کا ممبر ہونے کی حیثیت سے برتتا ہے۔ اور اس کے نتیجے میں معاشرے کے متضاد مختلف افراد اور طبقوں میں اشتراک و مماثلت، وحدت اور یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔ ثقافت کو نظام کردار یا معاشرتی معیارات کا نظام بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ثقافت کے ذریعے ہی مختلف معاشرتی معیارات کو منظم طریقے سے پیش کیا جاتا ہے۔ یہ معیارات معاشرے کے اندر نہ صرف ہمارے کردار کو متعین کرتے ہیں۔ بلکہ ہماری راہنمائی بھی کرتے ہیں۔ مثلاً مختلف موقعوں پر ہمارا رویہ کیا اور کیسا ہونا چاہئے! گھر میں اور گھر سے باہر نکلتے وقت لباس کے سلسلے میں کیا خیال رکھنا چاہئے! شادی یا غمی کے موقع پر ہمیں کس قسم کا رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ جب افراد کے مذہب، رسومات، خاندان اور رہن سہن میں یکسانیت ومماثلت ہو تو وہ ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔ اور مل جل کر رہنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ ہر معاشرہ اپنی ثقافت کے اعیار (Norms) کے مطابق ہی اپنے افراد کی تربیت کرتا ہے۔ مثلاً بچوں کی تربیت کے سلسلے میں انہیں کچھ کام کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ جبکہ کچھ کاموں سے منع کیا جاتا ہے۔ معاشرے میں رہتے ہوئے تلقین پر عمل کرنے والے کو اچھا اور خلاف ورزی کرنے والے کو برا کہا جاتا ہے۔ اس طرح اچھائی اور برائی کے تصورات انسانی ذہن میں بچپن سے ہی نقش ہو جاتے ہیں۔ اور وہ لاشعوری طور پر بھی انہی اصولوں کو اپنائے رکھتا ہے۔ جس کا اس کی شخصیت پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ بالکل اسی طرح کسی ملک کا جمہوری یا آمرانہ کلچر وہاں کے باشندوں کی شخصیت پر الگ سے عمل کروایا جاتا ہے۔ تو اسے نظام میں رہنے والے لوگ نہ صرف آزادنہ اور خود مختار سوچ سے عاری ہو کر حاکم کے غلط یا صحیح فیصلے کے منتظر ہوں گے بلکہ ان کی نظر میں معاملہ فہمی اور بحث ومباحثے کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔ جبکہ ایک جمہوری معاشرے کے اندر افراد مختلف معاملات پر اپنی سوچ بچار اور قوت فیصلہ رکھتے ہوں گے۔ اگر لوگ بافہم ہوں گے تو حاکم سے آنے والے احکامات بھی عوامی شعور کے مطابق ہوں گے۔ احکامات کی تکمیل کے لئے لوگوں میں احساس ذمہ داری ہوگا وہ خوشی سے ان احکامات پر عمل کریں گے۔ کہ سزا کے خوف سے اس طرح ایک جمہوری ثقافت اپنے لوگوں کو اعتماد بخشتی ہے۔ اور

کلشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے سے آئی کام بی اے، بی کام، بی ایڈ،ایم ایڈ ایم اے ،ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی، امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اس شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔

ثقافت کی اقسام: ثقافت کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں۔عام طور پر ثقافت کی دو قسمیں ہیں۔(1) مادی ثقافت (2) غیر مادی ثقافت

مادی ثقافت (Material Culture):۔ مادی ثقافت سے مراد وہ ثقافتی نمونے ہیں جو انسان نے تخلیق کئے مثلاً پینٹنگ ،عمارت سازی، سکے، دستکاریوں ،ظروف اور خطاطی۔انسان کی تخلیق کردہ یہ چیزیں ان کے مذہب، تاریخ اور معیشت کی عکاس ہوتی ہیں۔مثلاً خطاطی دیکھ کر فوری طور پر ہمارے ذہن میں اسلامی ثقافت کا تصور آجاتا ہے۔دستکاریوں میں اجرک یا رلی دیکھ کر ہم سمجھ جائیں گے کہ یہ سندھی ثقافت ہے۔مہاتما گوتم بدھ کے نقوش والے سکے دیکھ کر ہمارے ذہنوں میں گندھارا تہذیب کا خیال آتا ہے۔

مادی ثقافت میں وقت کے ساتھ بڑی آسانی سے تبدیلی آجاتی ہے۔ٹائلر کا نظریہ بھی یہی کہتا ہے۔کہ ''ثقافت'' یا کلچر ہمیشہ ایک حالت میں نہیں رہتا، بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ حالت بدل کر ترقی کی طرف کوشاں رہتا ہے۔''مادی ثقافت میں تبدیلی کی وجہ طبعی بنیاد یا ٹیکنالوجی کا فروغ ہے۔اس کے لئے ہم زراعت کی مثال لیتے ہیں۔پرانے زمانے میں کھیتی باڑی کے لئے ہل، رہٹ اور ہاتھ والے باقی اوزار استعمال کئے جاتے تھے۔ان سے حاصل شدہ پیداوار بھی محدود تھی۔جیسا کہ پرانے وقتوں میں انسان کی ضروریات کم بھی تھیں اس لئے محدود پیداوار کو بھی کافی سمجھا جاتا تھا۔لیکن آہستہ آہستہ آبادی میں اضافے کے ساتھ ساتھ ضروریات بھی بڑھتی گئیں۔لہٰذا پیداوار کو بڑھانے کے لئے ٹیوب ویل لگائے گئے ،ٹریکٹر اور تھریشر استعمال کئے گئے۔اس سے ایک طرف کام تیزی سے ہونے لگا تو دوسری طرف پیداوار میں اضافہ ہوا۔آج یہی مشینی زراعت ، ہماری زرعی ثقافت کا حصہ ہے۔

کاشان اکیڈمی

غیر مادی ثقافت (Non Material Culture): غیر مادی ثقافت ہمارے علوم، عقائد اور رسم و رواج پر مشتمل ہوتی ہے۔ان کا منبع ہماری تاریخ، مذہب، معیشت و معاشرت ہے۔ان اقدار و روایات کی وجہ سے انسانی کردار اور رویوں کا تعین ہوتا ہے۔جس کا اثر معاشرتی زندگی پر پڑتا ہے۔

0334-5504551

مادی اور غیر مادی ثقافت کو ہم ایک دوسرے سے الگ نہیں کر سکتے کیونکہ مادی ثقافتی نمونوں کی اس وقت تک کوئی اہمیت نہیں جب تک کہ لوگوں کو ان کی افادیت یا اہمیت کے بارے میں علم نہ ہو یا وہ ان کے تاریخی پس منظر سے واقف نہ ہوں۔مثلاً مہمان نوازی کے اقدار اور آداب ہمارا ثقافتی خاصہ ہیں۔اور ان کا منبع ہمارا مذہب ہے۔کیونکہ مذہب اسلام نے مہمان کو رحمت و برکت کا درجہ دیا ہے۔اسی طرح جذبات کے اظہار میں اعتدال برتنا، بزرگوں اور بچوں کے ساتھ شفقت سے پیش آنا ہماری مذہبی خاصیت ہے۔معاشرتی قدریں کسی معاشرے میں اس طرح شامل ہو جاتی ہیں۔کہ ان کی شناخت بن جاتی ہیں۔ان قدروں کی پامالی معاشرتی طور پر بہت بری بات سمجھی جاتی ہے۔یہ ضروری نہیں کہ جو معاشرتی قدروں کا تعین اور تفسیر کرتی ہے۔آج سے دو دہائیاں قبل پاکستانی معاشرے میں مشترکہ خاندان کی صورت میں اپنے بزرگوں کے ساتھ رہنا قابل فخر اور باعث عزت سمجھا جاتا تھا۔اگر کوئی خاندان سے الگ ہوتا تھا۔تو اس کو برا سمجھا جاتا تھا۔لیکن ب مشترکہ خاندان کا تصور بہت حد تک کم ہو گیا ہے۔Nuclear Family یا سادہ خاندان (میاں، بیوی اور بچوں پر مشتمل خاندان) کے طور پر رہنا معیوب نہیں سمجھا جاتا۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

معاشرتی اقدار کی طرح کچھ رسومات، لوک روائتیں اور عقائد بھی ہوتی ہیں۔جو کہ ثقافت کا حصہ بن جاتی ہیں۔ان کا پس منظر بہت عرصہ پہلے رونما ہونے والے کسی واقعے کے ساتھ منسلک ہوتا ہے۔جو افراد کے ذہنوں میں محفوظ رہتا ہے۔ان کو ادا کر کے خوشی محسوس کی جاتی ہے۔لیکن آہستہ آہستہ ان میں تبدیلی آسکتی ہے۔مادی ثقافت کی نسبت غیر مادی ثقافت میں تبدیلی بہت کم آتی ہے۔

2۔پاکستان کے طبعی خدوخال:

ارضی نقوش: طبعی خدوخال سے مراد وہ نقوش ہیں۔جو زمین کی سطح پر پھیلے ہوئے ہیں۔زمین کے بارے میں ایک اہم اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کی سطح قدرتی طور پر گول یا ہموار نہیں ہے۔اس کی سطح پر مختلف اقسام کے ایسے نشیب و فراز پھیلے ہوئے ہیں۔جنہیں ماہرین جغرافیہ سطح کے نقوش یا ارضی اشکال (Landforms) کہتے ہیں۔ان ارضی اشکال کی تین بڑی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

پہاڑ: (Mountains):۔پہاڑ سطح زمین کا سب سے نمایاں نقش ہے۔جس کی اوسط بلندی کم از کم 3000 فٹ اور اس کی نصف سے زیادہ سطح ترچھی ہوتی ہے۔دنیا میں پہاڑوں کے مختلف سلسلے ہیں۔اور ان پہاڑی سلسلوں کے درمیان عموماً ایسی وادیاں ہیں۔جن میں دریا بہتے ہیں۔بعض پہاڑوں کی بلندی اتنی زیادہ ہوتی ہے۔کہ وہ تمام سال برف سے ڈھکے رہتے ہیں۔پاکستان میں کوہ ہمالیہ اور کوہ قراقرم ایسے پہاڑوں کی مثالیں ہیں۔

سطوح مرتفع: (Plateaus):۔سطح مرتفع اشکال کی وہ قسم ہے۔جس کی اوسط بلندی کم از کم ایک ہزار فٹ سے زیادہ ہو، اس کی بالائی سطح ہموار ہو جبکہ اس کی کم از کم ایک ڈھلان باقی ڈھلانوں کے مقابلے میں زیادہ ترچھی یا عمودی ہو۔بعض اوقات زمین کے کٹاؤ کی وجہ سے سطوح مرتفع میں تنگ اور گہری کھائی نما وادیاں بن جاتی ہیں۔جیسا کہ پاکستان میں سطح مرتفع پوٹھوار۔

میدان: (Plains):۔میدان سطح زمین کے اس ہموار خطے کو کہتے ہیں۔جو سطح سمندر سے زیادہ سے زیادہ 1000 فٹ بلند ہو اور اس کی صرف ایک ہی ڈھلان ہو یہ میدان ہزاروں برسوں سے انسانی تہذیب و تمدن کے گہوارے بنے ہوئے ہیں۔کہ پاکستان میں دریائے سندھ کا میدان۔

3۔دیہات سے شہروں کی طرف نقل مکانی کے اثرات:

☆ آبادی میں اضافہ کی شرح زیادہ ہونے سے زرعی زمین پر بڑھتا ہوا دباؤ، روزگار کی کمی، اور زمین کا چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہونا۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

☆ضروریات زندگی کی بتدریج کمی۔

☆بنیادی ضرورتوں کی عدم دستیابی۔

☆جاگیردارانہ نظام: بے زمین کاشتکار، چھوٹے کاشتکاروں کے پاس زمین کی کمی، کسانوں کی بے دخلی اور دیہی غربت۔

☆زمین کی زرخیزی میں کمی کی وجہ سے ناکافی پیداوار، سیم وتھور کی وجہ سے زمین کی کاشت کاری کے قابل نہ رہنا۔

☆قحط سالی، خوراک کی کمی۔

☆مشینوں کے استعمال کی وجہ سے مزدوری کا خاتمہ۔

☆قدرتی آفات مثلاً سیلاب، اور فصلوں کی تباہی۔

سوال نمبر 48:۔ان وجوہات کا تجزیہ کریں۔ جو آبادی میں اضافے کا سبب بن رہی ہیں۔ نیز آبادی میں اضافے کی وجہ سے کیا اثرات سامنے آرہے ہیں۔

جواب: آبادی میں اضافے کے اسباب:

1۔ زراعت اور صنعت دو ایسے شعبے ہیں جن میں بچے بھی مزدور کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔لہٰذا زیادہ بچے خوشحالی کی علامت سمجھے جاتے ہیں(کیونکہ یہ ماں باپ کا ہاتھ بٹا کر ان کی آمدنی میں اضافہ کرتے ہیں)

2۔ دیہات میں عموماً چھوٹی عمر میں شادی کر دی جاتی ہے۔جس کی وجہ سے بچوں کی پیدائش کا سلسلہ کافی دیر تک چلتا ہے۔

3۔ مذہبی طور پر مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ ہر انسان کو خود ''رزق'' دیتا ہے۔اس لیے بچوں کی پیدائش کے سلسلے کو کیوں روکیں۔

4۔ فیملی پلاننگ یا خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی مذہبی بنیاد پر مخالف کی جاتی ہے۔

5۔ اولاد نرینہ یا جائیداد کے وارث کی خواہش کی تکمیل تک بچے پیدا کرنا یا دوسری شادی کرنا سماجی نظام کا حصہ ہے۔

6۔ آئے دن حکومتوں کی تبدیلیاں بہبود آبادی کے مختلف پروگراموں میں رکاوٹیں ڈالنے کا سبب بنتی ہیں۔

7۔ افغانستان میں جنگ کی وجہ سے افغانیوں کی پاکستان میں پناہ لینے کی وجہ سے ملکی آبادی میں اضافہ ہوا ہے جو کہ ملکی معیشت پر ایک بڑا بوجھ ثابت ہوا۔

یہ وہ خاص خاص اسباب تھے۔کہ جن کی وجہ سے آبادی میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے اس اضافے کے جو اثرات نمودار ہوتے ہیں۔ آیئے اب ان کا جائزہ لیں۔اس وقت جس قدر تیزی سے پاکستان کی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے اگر اس رفتار کو نہ روکا گیا تو

ماحولیاتی آلودگی، پینے کے صاف پانی کی فراہمی، رہنے کے لئے جگہ، توانائی کے وسائل، صحت اور ٹرانسپورٹ کے مسائل مزید خطرناک صورت حال اختیار کر لیں گے۔	دنیا میں پھیلتی ہوئی آبادیاں ہماری زمینوں کو تیزی سے ہڑپ کرتی جا رہی ہیں۔شہروں کی آبادی بڑھنے کی وجہ سے زرعی اراضی رہائشی علاقوں میں تبدیل ہو رہی ہے۔وہ زمین جو ہمارے لئے غلہ اگانے کی فیکٹری کا کام کر رہی ہیں۔جب اس کی پیداوار محدود ہو جائیں گی تو اپنی ضروریات کیسے پوری کریں گے۔
دنیا میں سوا دو کروڑ کے قریب جنگلات سے ڈھکا ہوا رقبہ مختلف مقاصد کے لئے ہر سال صاف کر دیا جاتا ہے۔جس کی وجہ سے زمین کا کٹاؤ، سیم وتھور، ماحول کی آلودگی اور زمین کی زرخیزی میں کمی جیسے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔	8اکتوبر 2005ء کو زلزلے سے ہونے والی تباہی کی بڑی وجہ پہاڑوں میں ہونے والی (Land Slides) ہے یہ (Land Slide) پہاڑوں میں زمینی کٹاؤ کی وجہ سے ہوتی ہیں۔اس زمینی کٹاؤ کی وجہ درختوں اور جنگلات کی بے حساب کٹائی ہے۔جنگلات کے ختم ہونے سے پہاڑی زمین کمزور ہو جاتی ہے۔اور کسی بھی قدرتی آفت کے نتیجے میں زمین کی کمزوری آبادی کو نقصان پہنچاتی ہے۔

آبادی میں اضافے کے اثرات: آبادی ایک مناسب سطح سے گرنا اور بڑھنا دونوں صورتیں ملک کے مفاد میں نہیں۔آبادی کے مناسب حد سے بڑھ جانے کے عمل کیلئے افراطِ آبادی کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔افراطِ آبادی کی وجہ سے درج ذیل اثرات پیدا ہو رہے ہیں۔

1۔ پست فی کس آمدنی: افراطِ آبادی کی وجہ سے قوم کے ہر فرد کی فی کس آمدنی محدود ہو جاتی ہے۔قومی وسائل کم پڑ جاتے ہیں۔فراہم کردہ ملازمتیں کم ہوتی ہیں اور روزگار کے متلاشی لوگوں کی تعداد میں خاصا اضافہ ہو جاتا ہے۔

2۔ وسائل پر بوجھ: افراطِ آبادی کی وجہ سے ملکی وسائل پر بوجھ بڑھ جاتا ہے۔قابل کاشت زمینوں کا رقبہ آبادی کی ضراوریات پوری کرنے کے قابل نظر نہیں آتا۔ دیہات اور شہر دونوں ہی آبادی کے لیے مکانات کی فراہمی کو پورا نہیں کر پاتے۔صنعتی کارخانوں میں ملازمتوں کی گنجائش محدود ہو جاتی ہے۔ملازمتوں کی محدود گنجائش اور ملازمتوں کے متلاشی زیادہ ہو جانے کے باعث کام کرنے والوں کی شرح اجرت گر جاتی ہے۔

3۔ غربت وافلاس: افراطِ آبادی کے باعث کارخانوں، کھیتوں اور دیگر شعبوں میں کام کے مواقع اس تیزی سے نہیں بڑھتے جس شرح سے آبادی میں اضافہ ہوتا ہے اور برسرِ روزگار افراد بھی غربت وافلاس کی چکی میں پسنے لگتے ہیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

4۔ پست معیارِ صحت: کثرت آبادی کے طفیل ہر فرد کو مناسب خوراک میسر نہیں آتی خوراک کی کمی بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔ بیمار پڑنے پر غیر معیاری ادویات اور خوراک میں ملاوٹ کے باعث افراد کی عمومی صحت گرنے لگتی ہے۔

5۔ انتظامی کوتاہیاں: افراطِ آبادی کی ضروریات بھی زیادہ ہو جاتی ہیں۔ انتظامیہ ہمہ گیر مسائل کو قابو میں نہ لا سکنے کے باعث معذور سمجھی جاتی ہے اور کارکنان انتظامیہ بدعنوانی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ رشوت، غلط فیصلے، اقربا پروری، اختیار کا ناجائز استعمال اور سرخ فیتے کی لعنتیں انتظامی ڈھانچے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

6۔ پست شرح خواندگی: افراطِ آبادی کے باعث ہر بچے کو تعلیم حاصل کرنے کے یکساں مواقع فراہم نہیں کیے جا سکتے جس کا نقصان بچوں کی ایک بڑی تعداد تعلیم سے بہرور ہونے سے رہ جاتی ہے۔

7۔ معاشرتی برائیوں میں اضافہ: آبادی کے بڑھ جانے سے ملک میں سمگلنگ، چور بازاری، ذخیرہ اندوزی، ڈاکہ قتل و غارت، غبن اور اغوا جیسے قبیح جرائم اور دیگر معاشرتی برائیاں بڑھ جاتی ہیں۔

8۔ عام سہولتوں کا فقدان: افراطِ آبادی ایسا سنگین مسئلہ ہے کہ اس میں عام سہولتوں کا تصور بھی ختم ہو جاتا ہے مثلاً ریل کا سفر ایک آسان راستہ ہے مگر افراطِ آبادی کے باعث ہر ڈبے میں اژدہام سی کیفیت رہتی ہے اور آرام دہ سفر کا تصور ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح تعلیمی اداروں، بسوں، بازاروں، مکانات، پینے کے پانی کی فراہمی اور پارکوں کی حالت زار ہے۔

9۔ مہنگائی: آبادی کی کثرت کے باعث ملک میں قیمتوں کی عام سطح تیزی سے بلند ہونے لگتی ہے۔ اشیاء کی قلت، بے روزگاری اور پیداوار کی کمی کے حالات میں جب آبادی میں بھی اضافہ واقع ہونے لگے تو طلب و رسد کا توازن بگڑ جاتا ہے اشیاء کی رسد قلیل ہونے کے باعث قیمتوں کی اوسط سطح تیزی سے بلند ہو جاتی ہے اور مہنگائی کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ جس سے غریب لوگوں کی زندگیاں متاثر ہوتی ہیں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551

10۔ خوراک میں کمی: افراطِ آبادی فوری طور پر خوراک میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ قدرتی وسائل اپنی رفتار سے قومی پیداوار میں اضافہ کرتے ہیں۔ مگر بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات پھر بھی پوری نہیں ہوتیں۔ چنانچہ ہر شخص کے حصے میں خوراک کی محدود مقدار آتی ہے۔ جو بہترین صحت کے لیے ناکافی ہوتی ہے۔

11۔ افرادی قوت کا ضیاع: افراطِ آبادی کے باعث لاکھوں کروڑوں ایسے وسائل ضائع ہو جاتے ہیں جو بصورت دیگر کسی مفید کام یا منصوبے میں استعمال ہو سکتے تھے۔ آبادی میں اضافہ نہیں ہوتا اور بے شمار لوگوں کو بے کاری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بے روزگار لوگ قومی آمدنی میں سے خوراک، تعلیم، رہائش اور تفریحی سہولتوں سے استفادہ تو حاصل کرتے ہیں مگر قومی آمدنی میں اضافہ کا باعث نہیں بنتے۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

12۔ نامنصفانہ تقسیم دولت: آبادی میں اضافہ ہو جانے کے باعث ملک میں لوٹ مار، ہیرا پھیری اور دیگر معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ جس سے معاشرہ دو طبقات میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ ایک امیر تر طبقہ جو بااختیار لوگوں کا طبقہ اور دوسرا افلاس و غربت کے مارے ہوئے لوگوں کا طبقہ، امیر لوگ اپنی کمائی کو عیش و عشرت میں اڑاتے ہیں جبکہ غریب کو ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہیں آتا اس سے دولت کی تقسیم نہایت غیر منصفانہ ہو جاتی ہے جو آگے چل کر سنگین معاشرتی مسائل اور برائیوں کا باعث بنتی ہے۔

سوال نمبر 5: **مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔** **(20)**

1- بھگتی تحریک اور اُس کے رہنما کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: مغل حکمران بابر کے دور میں بھگتی تحریک نے جنم لیا اور سکھ مذہب کے بانی بابا گرونانک اس تحریک کے رہنما تھے۔ ان کی کتاب ''آد گرنتھ'' پنجابی کی پہلی ادبی کتاب کہلاتی ہے اور بابا گرونانک کو پنجابی کا پہلا شاعر بھی سمجھا جاتا ہے۔

2- پاکستان کی معیشت کو زرعی معیشت کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: پاکستان کی معیشت کو زرعی معیشت اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ پاکستانی معیشت کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے۔

3- دنیا کے ہر مذہب کے بنیادی عناصر کیا ہیں؟

جواب: دنیا کے ہر مذہب کے بنیادی عناصر عقیدہ، رسوم اور اخلاق ہیں۔

4- کام کرنے والی آبادی کی تعریف بیان کریں۔

جواب: کام کرنے والی آبادی میں 10 سال اور 10 سال سے اوپر کے وہ تمام افراد شامل ہیں جو کسی روزگار سے وابستہ ہیں یا کام کرنے کے قابل تو ہیں لیکن بے روزگار ہیں۔

5- درہ خیبر کس پہاڑی سلسلے میں واقع ہے؟

جواب: پاکستان کے مغربی پہاڑی سلسلوں میں درہ خیبر واقع ہے۔

6- پاکستان کی سرحدیں کن کن ممالک سے ملتی ہیں؟

جواب: پاکستان کی سرحدیں مغرب میں افغانستان، جنوب مغرب میں ایران، شمال مشرق میں عوامی جمہوریہ چین اور مشرق میں بھارت کے ساتھ ملتی ہیں۔

7- مطالعہ پاکستان کا طالب علم ادب و فن کا مطالعہ کس مقصد کے لیے کرتا ہے؟

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

جواب: مطالعہ پاکستان کا طالب علم ادب وفن کا مطالعہ سماجی اور معاشی حالات کو سمجھنے اور پرکھنے کے لیے کرتا ہے۔

8- حضرت سچل سرمستؒ نے کن زبانوں میں اور کن موضوعات پر شاعری کی ہے؟

جواب: حضرت سچل سرمستؒ نے اردو، سندھی، سرائیکی، پنجابی، ہندی اور فارسی میں شاعری کی، تصوف میں وحدت الوجودان کی شاعری کا بنیادی موضوع تھا۔

9- سندھی زبان پر کن زبانوں کے اثرات ہیں؟

جواب: سندھی زبان پر دراوڑی، سنسکرت، یونانی اور ترکی زبان کے اثرات نمایاں ہیں۔

10- اُردو زبان کے مختلف ادوار میں کون سے نام رہے ہیں؟

جواب: اُردو زبان کے مختلف ادوار میں مختلف نام رہے ہیں شروع میں اس کو ہندوی، ہندی اور ہندوستانی کہا جاتا تھا، بعدازاں یہ ریختہ کہلائی، اس کے بعد اردوئے معلیٰ اور آخر میں صرف اردو کے نام سے موسوم ہوئی۔

سوال نمبر 51: مندرجہ ذیل پر نوٹ تحریر کریں۔ (15)

1- **ثقافت کی اہمیت** 2- **پاکستان کی خواندہ آبادی** 3- **پاکستان کے طبعی خدوخال**

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

جواب: ثقافت کی اہمیت: جیسا کہ ثقافت یا کلچر اس کل کا نام ہے جس میں مذہب وعقائد علوم واخلاقیات، معاملات ومعاشرت، فنون وہنر، رسم ورواج، فعل، قانون اور وہ ساری عادتیں شامل ہیں جن کو انسان ایک معاشرے کا ممبر ہونے کی حیثیت سے برتتا ہے اور اس کے نتیجے میں معاشرے کے متضاد ومختلف افراد اور طبقوں میں اشتراک ومماثلت، وحدت اور یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔ ثقافت کو نظام کردار یا معاشرتی معیارات کا نظام بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ثقافت کے ذریعے ہی مختلف معاشرتی معیارات کو منظم طریقے سے پیش کیا جاتا ہے یہ معیارات معاشرے کے اندر نہ صرف ہمارے کردار کو متعین کرتے ہیں بلکہ ہماری راہنمائی بھی کرتے ہیں مثلاً مختلف موقعوں پر ہمارا رویہ کیا اور کیسا ہونا چاہیے۔ جب افراد کے مذہب، رسومات، خاندان اور رہن سہن میں یکسانیت ومماثلت ہوتو وہ ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں اور مل جل کر رہنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ ہر معاشرہ اپنے ثقافت کے اعیار (Norms) کے مطابق ہی اپنے افراد کی تربیت کرتا ہے مثلاً بچوں کی تربیت کے سلسلے میں انہیں کچھ کام کرنے کی تلقین کی جاتی ہے جبکہ کچھ کاموں سے منع کیا جاتا ہے۔ معاشرے میں رہتے ہوئے تلقین پر عمل کرنے والے کو اچھا اور خلاف ورزی کرنے والے کو برا کہا جاتا ہے۔ اس طرح اچھائی اور برائی کے تصورات انسانی ذہن میں بچپن سے ہی نقش ہو جاتے ہیں اور وہ لاشعوری طور پر بھی انہی اصولوں کو اپنائے رکھتا ہے جس کا اس کی شخصیت پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ بالکل اسی طرح کسی ملک کا جمہوری یا آمرانہ کلچر وہاں کے باشندوں کی شخصیت پر الگ الگ طرح سے اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر کوئی معاشرہ آمرانہ ہے، طاقت کے بل بوتے پر چند لوگوں کا حکم چلتا ہے اور احکامات پر سختی سے عمل کروایا جاتا ہے تو اسے نظام میں رہنے والے لوگ نہ صرف آزادانہ اور خودمختار سوچ سے عاری ہو کر حاکم کے غلط یا صحیح فیصلے کے منتظر ہوں گے بلکہ ان کی نظر میں معاملہ فہمی اور بحث ومباحثے کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔ جبکہ ایک جمہوری معاشرے کے اندر افراد مختلف معاملات پر اپنی سوچ بچار اور قوت فیصلہ رکھتے ہوں گے اگر لوگ بافہم ہوں گے تو حاکم سے آنے والے احکامات بھی عوامی شعور کے مطابق ہوں گے۔ احکامات کی تکمیل کے لیے لوگوں میں احساس ذمہ داری ہوگا۔ وہ خوشی سے ان احکامات پر عمل کریں گے نہ کہ سزا کے خوف سے اس طرح ایک جمہوری ثقافت اپنے لوگوں کو اعتماد بخشتی ہے اور اس سے شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔

2- **پاکستان کی خواندہ آبادی:** ہم سب اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ تعلیم کسی بھی ملک کی آبادی کا سب سے قیمتی اثاثہ ہوتی ہے۔ اور ترقی کی ضمانت بھی ہر ترقی یافتہ ملک کی ترقی کا راز اس ملک کی تعلیم یافتہ آبادی ہے۔ خاص طور پر بنیادی تعلیم کو ترقی کی کنجی سمجھا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں بنیادی تعلیم کی صورت حال زیادہ خوش آئند نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے آبادی کا ایک بڑا حصہ ناخواندہ ہے۔ جب ہم اپنی قوم کا موازنہ دوسری قوموں سے کرتے ہیں تو خود کو کافی نچلی سطح پر پاتے ہیں۔ 1951ء کی مردم شماری کے اعدادوشمار کے مطابق پاکستان کی شرح خواندگی 13.2 فیصد تھی۔ جو 1998ء کے اعدادوشمار کے مطابق بڑھ کر 45 فیصد ہوگئی ہے۔ ایشیا کے دوسرے ترقی پذیر ممالک سری لنکا، ہندوستان اور بنگلہ دیش میں شرح خواندگی پاکستان سے زیادہ ہے۔ پاکستان کی شرح خواندگی میں مختلف صوبوں، دیہات اور شہروں کے علاوہ مردوں اور عورتوں کے درمیان بھی واضح فرق پایا جاتا ہے۔

کل خواندہ آبادی میں سے 56.5 مرد ہیں۔ جبکہ خواتین میں تعلیم کا تناسب 32.6 ہے۔ دیہات میں 34.4 فیصد لوگ پڑھ سکتے ہیں۔ شہروں میں یہ تناسب 64.7 ہے اس طرح مختلف صوبوں میں خواندگی کے تناسب میں فرق پایا جاتا ہے۔ پنجاب میں 47.4، سندھ میں 46.7، سرحد میں 37.3 اور بلوچستان میں 26.6 شرح خواندگی ہے۔ پاکستان میں خواندگی کا تناسب کم ہونے کے کئی اسباب ہیں۔

☆ تعلیم کے فروغ کے لیے عملی طور پر مخلصانہ کوششیں نہیں کی گئیں۔

☆ کئی اسکولوں کا وجود صرف کاغذ کی سطح پر ہے۔ حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہیں۔

☆ بیشتر والدین کا خیال تعلیم ان کے بچوں کو کچھ نہیں دے گی۔ پڑھنے میں وقت ضائع کرنے کی بجائے وہ کہیں کھیتوں میں یا کسی کارخانے میں کام کریں تو کچھ نہ کچھ کمائیں گے۔ اس طرح کے خیالات کی حوصلہ افزائی زمیندار طبقہ بھی کرتا ہے کیونکہ اس میں ان کا اپنا فائدہ ہے۔

☆ حکومت قومی بجٹ میں کل بجٹ کا صرف 2 فیصد تعلیم پر خرچ کررہی ہے۔ جس کی وجہ سے تعلیمی ترقی میں خاطر خواہ نہیں ہورہا ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے ملک میں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

بیروزگاری کا تناسب دن بدن بڑھ رہا ہے۔جس کی وجہ سے ابھی تک ہم زندگی کی بنیادی ضروریات کو بھی پورا نہیں کر پا رہے ہیں۔جس کا نتیجہ پست معیار زندگی کی صورت میں نظر آ رہا ہے۔لہٰذا ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی تعلیم کو پھیلائیں۔اپنے وسائل کو بڑھائیں اور آبادی میں اضافے کی شرح کو کم کریں تاکہ ہمارا شمار بھی ترقی یافتہ قوموں کی صف میں ہو سکے۔

3- پاکستان کے طبعی خدوخال: پاکستان کا زیادہ تر شمالی اور مغربی حصہ پہاڑی سلسلوں اور سطوح مرتفع پر مشتمل ہے۔جبکہ باقی رقبہ میدانی علاقوں پر مشتمل ہے جو بنیادی طور پر دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں کی بچھائی ہوئی مٹی سے بنے ہیں۔ہمارے ملک کے شمال مغربی پہاڑی سلسلوں اور سطوح مرتفع کی اہمیت کی چند وجوہ مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔پاکستان کے کئی بڑے دریائے شمالی پہاڑی سلسلوں سے ہو کر گزرتے ہیں اور دریائے سندھ اور اس کے اکثر معاون دریا بھی انہی پہاڑی سلسلوں کی برف پوش چوٹیوں سے پانی حاصل کرتے ہیں۔

۲۔پاکستان کے شمالی اور مغربی پہاڑی سلسلوں اور سطوح مرتفع سے کئی طرح کی معدنیات مثلاً تیل گیس،کوئلہ،نمک،سنگ مرمر،قیمتی پتھر،اور تعمیراتی پتھر وغیرہ شامل ہیں۔

۳۔پاکستان کو عوامی جمہوریہ چین سے ملانے والی شاہراہ قراقرم بھی شمالی پہاڑی سلسلوں سے گزرتی ہے۔

دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں کے میدانی علاقوں کی اہمیت کی چیدہ وجوہ مندرجہ ذیل ہیں۔

i- پاکستان کے بیشتر میدانی علاقے اپنی زرخیز مٹی کے سبب زرعی پیداوار کے حصول کا بہت اہم ذریعہ ہیں۔اور یوں ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی سی حیثیت کے حامل ہیں۔

ii- پاکستان کے میدان علاقوں میں بچھا ہوا نظام آبپاشی دنیا کے چند بڑے اور بہترین آبپاشی کے نظاموں میں شمار ہوتا ہے۔اور پاکستان کی زراعت کی بنیاد اسی نظام پر استوار ہے۔

iii- پاکستان کی آبادی کا بیشتر حصہ کسی نہ کسی طور زراعت سے منسلک ہونے کے سبب اپنی میدانی علاقوں میں رہائش پذیر ہے۔

iv- پاکستان کے اکثر بڑے شہر اور اہم صنعتی اور کاروباری مراکز مثلاً کراچی،حیدرآباد،لاہور،سیالکوٹ،چنیوٹ،ملتان وغیرہ میدانی علاقوں میں واقع ہیں۔

v- پاکستان کے میدانی علاقوں میں ذرائع آمدورفت،خصوصاً سڑکوں اور ریل کا نظام پہاڑوں اور سطوح مرتفع کی نسبت زیادہ بہتر اور مربوط ہے۔

سوال نمبر 52 پاکستان کا طبعی ماحول ملک کے مختلف حصوں میں رہنے والے لوگوں کی معاشرتی و اقتصادی سرگرمیوں پر کس طرح کے اثرات مرتب کرتا ہے؟ تفصیل سے لکھیں۔ (10)

جواب: پاکستان کی ترقی پذیر معیشت کا تقریباً ہر پہلو ہی اس کے طبعی ماحول کے زیر اثر ہے۔پاکستان کی آبادی کی تقسیم،زراعت،صنعتیں،تجارت،ذرائع آمدورفت،آبپاشی غرضیکہ معیشت کے ہر پہلو میں طبعی ماحول کے اثرات بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔پاکستان کی آبادی کی تقسیم بھی طبعی ماحول کی طابع ہے۔ملک کے زیادہ گنجانیت آباد علاقے دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں کے میدانی علاقے ہیں۔کیونکہ یہاں یہاں زراعت بہت اہم معاشی سرگرمی ہے۔اسی وجہ سے زیادہ تر زراعت سے متعلقہ اور دیگر صنعتیں بھی اسی زرعی خطے میں لگائی گئی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں آبادی کی گنجانیت تقریباً 358 افراد فی مربع کلومیٹر اور صوبہ سندھ میں لگ بھگ 216 افراد فی کلومیٹر ہے۔اس کے برعکس ملک کے شمالی اور مغربی پہاڑی اور نیم پہاڑی خطوں میں آبادی کی گنجائیت نسبتاً کم ہے کیونکہ وہاں کا طبعی ماحول نہ ہی زراعت اور نہ ہی صنعت کاری کے لیے موزوں ہے۔انہی وجوہات کی بناء پر بلوچستان میں آبادی کی گنجانیت محض 19 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ملک کے تقریباً تمام اہم شہر مثلاً کراچی،لاہور،فیصل آباد،راولپنڈی،ملتان،گوجرانوالہ،پشاور،سیالکوٹ،کوئٹہ،بہاولپور،گجرات،مردان،سکھر،میرپور خاص،لاڑکانہ،رحیم یار خان اور نواب شاہ وغیرہ میدانی علاقوں یا سطوح مرتفع پر واقع ہیں۔ایک بھی اہم شہر پہاڑی یا نیم پہاڑی خطوں میں واقع نہیں ہے۔شہری اور دیہی آبادی کی تقسیم پر بھی طبعی ماحول کا اثر واضح نظر آتا ہے۔میدانی علاقوں پر مشتمل صوبہ سرحد اور بلوچستان میں شہری آبادی کا تناسب بالترتیب 17 فی صد اور 24 فی صد ہے۔پاکستان کی زراعت بھی مکمل طور پر ملک کے طبعی ماحول کی تابع ہے۔

پاکستان کی زراعت: پاکستان کی زراعت بھی مکمل طور پر ملک کے طبعی ماحول کی تابع ہے صوبہ بلوچستان کی گرم اور خشک آب وہوا،آبپاشی کے لیے بڑے اور سارا سال بہنے والے دریاؤں کی عدم موجودگی اور مٹی کی کم زرخیزی کے سبب یہاں پر زراعت بڑے پیمانے پر ممکن نہیں ہے صوبہ بلوچستان میں زراعت زیادہ تر پھلوں کے باغات تک محدود ہے جو اس صوبے کی آب وہوا اور مٹی سے مطابقت رکھتی ہیں۔

پاکستان کے اہم ترین زرعی علاقے: پاکستان کے اہم ترین زرعی علاقے اس کے میدانی علاقے ہیں جو زیادہ تر صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ میں پائے جاتے ہیں چونکہ یہ خطے ہموار ہیں اور یہاں آبپاشی کے ذرائع بھی موجود ہیں اس لیے ان دونوں کے زرخیز مٹی والے علاقوں میں اہم ترین پیشہ ہے اور آبادی کا خاصا حصہ کسی نہ کسی طور پر اسی پیشے سے منسلک ہے ان خطوں میں جو فصلیں کاشت کی جاتی ہیں ان پر بھی طبعی ماحول کا بہت گہرا اثر ہے ایسے علاقوں میں جہاں پانی کی دستیابی محدود ہے وہاں گندم اور جوار جیسی فصلیں اگائی جاتی ہیں اور جنوبی علاقوں میں موسم زیادہ گرم ہونے کی وجہ سے منسلک ہے ان خطوں میں جو فصلیں کاشت کی جاتی ہیں ان پر بھی طبعی ماحول کا بہت گہرا اثر ہے ایسے علاقوں میں جہاں پانی کی دستیابی محدود ہے وہاں گندم اور جوار جیسی فصلیں اگائی جاتی ہیں اور جنوبی علاقوں میں موسم زیادہ گرم ہونے کی صورت میں کپاس کی فصل

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کی وسیع پیمانے پر کاشت کی جاتی ہے یا بارش زیادہ مقدار میں ہوتی ہے وہاں چاول اور گنے جیسی فصلیں بھی کاشت کی جاتی ہیں۔

پاکستان میں صنعتوں کی تقسیم: پاکستان میں صنعتوں کی تقسیم بھی طبعی ماحول کی مناسبت سے ہے۔ چونکہ پاکستان کی زیادہ تر صنعتیں زراعت سے متعلقہ ہیں اس لیے ان کو ایسے علاقوں میں قائم کیا گیا ہے جہاں سے انہیں زرعی خام مال آسانی سے دستیاب ہو سکے سوتی کپڑے کی مقد پاکستان کی معشیت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور اس صنعت کیا اہم مراکز پنجاب فیصل آباد، رحیم یار خان، ملتان، سرگودھا لاہور، اوکاڑہ سندھ حیدرآباد، ٹنڈو یوسف، ٹنڈو آرام محمد خان اور خیر پور میں کپاس کی کاشت کے علاقوں کے قریب وجوار میں واقع میں اسی طرح چینی کی کاشت بھی کی جاتی ہیں۔

پاکستان میں سڑکیں: پاکستان میں سڑکوں اور ریل پر مشتمل نظام آمدورفت بھی طبعی ماحول کے زیر اثر ہے، پہاڑی اور نیم پہاڑی علاقے عموما دشوار گزار ہوتے ہیں اور میدانوں کی نسبت ان علاقوں میں ذرائع آمدورفت کی تعمیر کا کام بہت مہنگا اور مشکل ہوتا ہے جبکہ اس کے فوائد بھی محدود ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے میدانی علاقوں میں پھیلا ہوا ذرائع آمدورفت کا جال پہاڑی خطوں کی نسبت بہت وسیع ہے آمدورفت کے ذرائع سڑکوں کو پاکستان میں زیادہ اہمیت حامل ہے۔

پاکستان کی اہم ریلوے لائن: پاکستان کی اہم ریلوے لائن مثلا پشاور تا کہ کراچی ریلوے لائن، کراچی کوئٹہ ریلوے لائن، روہڑی تا چمن ریلوے لائن اور ماڑی انڈس ریلوے لائن بھی میدانی علاقوں میں واقع ہیں۔ ہوائی سفر کی سہولت بھی ملک کے میدانی علاقوں میں زیادہ وسیع پیمانے پر موجود ہیں ملک کے 38 ہوائی اڈوں میں سے صرف راولاکوٹ، مظفر آباد، گلگت اور سکردو کے ہوائی اڈے پہاڑی علاقوں میں واقع ہیں۔

پاکستان کی تجارتی سرگرمیاں: پاکستان کی تجارتی سرگرمیاں بھی ملک کے طبعی ماحول کے اثرات سے آزاد نہیں ہیں۔ چونکہ تجارت براہ راست تعلق صنعتی مراکز کی جغرافیائی تقسیم اور ذرائع نقل وحمل کی موجودگی سے ہوتا ہے اس لیے پاکستان سرگرمیوں میں پہاڑی علاقوں کا کردار بہت محدود ہے۔ پاکستان کے تمام اہم صنعتی مراکز مثلا سیالکوٹ، گجرات، گوجرانوالہ، چنیوٹ، فیصل آباد، لاہور، وزیرآباد حیدرآباد اور کراچی میدانی علاقوں میں واقع ہیں۔

پاکستان کے بیرون ملک: پاکستان کے زیادہ بیرون ملک تجارت سمندری ذرائع نقل وحمل سے ہوتی ہے اس ضمن میں پاکستان کی دو اہم ترین بندرگائیں کراچی کی بندر گاہ اور پورٹ قاسم ہیں یہ دونوں بندرگائیں اور مستقبل قریب میں تکمیل پانیوالی گوادر کی بندرگاہیں ملک کے ساحل میدانی علاقوں میں واقع ہیں۔

پاکستان کے مختلف صوبوں کے معاشرتی نظام: پاکستان کے مختلف صوبوں کے معاشرتی نظام بھی بڑی حد تک ان علاقوں کے طبعی ماحول کی عکاسی کرتے ہیں صوبہ بلوچستان کا طبعی ماحول بڑے پیمانے پر زراعت اور صنعت کاری کے لیے غیر موزوں ہونے کے سبب یہاں روزگار کے ذرائع تک محدود ہیں۔

صوبہ سندھ کے طبعی حالات: صوبہ سندھ اور صوبہ پنجاب کے طبعی حالات چونکہ زراعت اور صنعت کے لیے موزوں ہیں اس لیے ان صوبوں میں لوگوں کی معاشی حالت نسبتا بہتر ہے شہری آبادی کا تناسب بھی صوبہ سرحد اور بلوچستان کی نسبت زیادہ ہے لہذا وہ تمام پنجاب اور سندھ میں تعلیم اور صحت کی سہولتیں لوگوں میں جاگیرداری نظام رائج ہے جس کی وجہ سے یہ علاقے انسانی ترقی کے معاملے میں شہروں سے بہت پیچھے ہیں۔

معاشرت: پاکستان کے مختلف صوبوں کے معاشرتی نظام بھی بڑی حد تک ان علاقوں کے طبعی ماحول کی عکاسی کرتے ہیں۔ صوبہ بلوچستان کا طبعی ماحول بڑے پیمانے پر زراعت اور صنعت کاری کے لیے غیر موزوں ہونے کے سبب یہاں روزگار کے ذرائع نہایت محدود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بلوچستان کی آبادی بہت تھوڑی ہے اور یہ آبادی پورے بلوچستان میں پھیلی ہونے کی بجائے چند شہروں، قصبات اور بڑے دیہاتوں تک محدود ہے۔ آبادی کی اس صورت حال نے صوبے میں عمومی طور پر پھیلی ہوئی غربت اور تعلیم کی کمی کے ساتھ مل کر قبائلی طرز معاشرت کو جنم دیا ہے۔ ایسی صورت حال صوبہ سرحد میں بھی ہے۔ اپنے صوبے میں روزگار کے مناسب مواقع نہ ملنے کے سبب صوبہ سرحد کے لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد دوسرے صوبوں کا رخ کرتی ہے اور ساتھ ساتھ اپنی ثقافت اور سوم ورواج کو بھی ان صوبوں میں متعارف کرواتی ہے۔

صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ کے طبعی حالات چونکہ زراعت اور صنعت کے لیے موزوں ہیں اس لیے ان صوبوں میں لوگوں کی معاشی حالت نسبتاً بہتر ہے اور شہری آبادی کا تناسب بھی صوبہ سرحد اور بلوچستان کی نسبت زیادہ ہے۔ لہذا پنجاب اور سندھ میں تعلیم اور صحت کی سہولتیں لوگوں کو زیادہ وسیع پیمانے پر میسر ہیں۔ تاہم صوبہ پنجاب اور سندھ کے دیہی علاقوں میں جاگیرداری نظام رائج ہے جس کی وجہ سے یہ علاقے انسانی ترقی کے معاملے میں شہروں سے بہت پیچھے ہیں۔

جاگیرداری نظام عموماً زرعی معاشروں میں جنم لیا کرتا ہے اور صوبہ پنجاب یہ میں واقع پوٹھوار میں جاگیرداری ںظام کی عدم موجوگی کا سبب اس خطے کا مخصوص طبعی ماحول ہے۔ پوٹھوار کے بیشتر حصے مٹی کے شدید کٹاؤ کا شکار ہیں۔ یہاں بہنے والے ندی نالے ارد گرد کی زمین سے خاصہ نیچے واقع ہیں اور اس وجہ سے آبپاشی کے لیے غیر موزوں ہیں۔ ان وجوہات کی بنیاد پر خطہ پوٹھوار میں بڑے پیمانے پر زراعت ممکن نہیں ہے اور لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد کا پیشہ ملازمت، خصوصاً سرکاری ملازمت سے وابستہ ہے۔ پاکستان کی بری افواج میں باقی تمام علاقوں کی نسبت خطہ پوٹھوار کی نمائندگی سب سے زیادہ ہے۔ ایسی صورت حال میں اس خطے میں جاگیرداری نظام پنپ نہیں سکتا۔

پاکستان میں رائج مختلف ملبوسات بھی ہمارے طبعی ماحول کی عکاسی کرتے ہیں۔ اگر چہ شہروں میں مغربی لباس پہننے کا رواج بھی عام ہے تاہم دیہی علاقوں میں چونکہ لوگوں کے پاس موسم کی شدت سے بچنے کے لیے زیادہ سہولتیں میسر نہیں ہیں اس لیے ان کو اپنا روایتی لباس پہننا پڑتا ہے جو ان کے طبعی ماحول سے مطابقت رکھتا ہے۔ صوبہ سندھ اور پنجاب میں لوگ عموماً کھلے ملبوسات مثلاً شلوار قمیض، دھوتی اور کرتا وغیرہ پہنتے ہیں تاکہ گرمیوں کے موسم میں ہوا ان کے پسینے کو خشک کر سکے اسی طرح سر پر پگڑی پہننے اور رومال باندھنے کا رواج بھی عام ہے تاکہ سر کو شمسی تمازت سے بچایا جا سکے۔ بلوچستان کے بھی زیادہ تر علاقوں میں ڈھیلے ڈھالے ملبوسات اور پگڑیوں کا ہی

کاشان اکیڈمی 0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ ایم اے ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اے اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

رواج ہے۔صوبہ سرحد کے اکثر علاقوں میں موسم چونکہ سردی کی طرف مائل ہوتا ہے اس لیے وہاں شلوار قمیض اور واسکٹ پہننے کا رواج ہے اور سر پر گرم ٹوپی بھی لی جاتی ہے۔

پاکستان کے بیشتر علاقوں کا روایتی طرز تعمیر بھی ان خطوں کے طبعی ماحول سے مطابقت رکھتا ہے۔ چونکہ پاکستان کے بیشتر خطے گرم موسم کے علاقے شمار کیئے جاتے ہیں اس لیے روایتی طور پر تعمیر کردہ رہائشی مکانات کی دیواریں اینٹوں کی چنائی سے بنا کر ان پر گارے کا لیپ کر دیا جاتا ہے۔ چھتوں کی تعمیر میں لکڑی کے شہتیر استعمال کئے جاتے ہیں اور ان پر بھی مٹی کی تہہ جمائی جاتی ہے۔اس انداز میں تعمیر کردہ مکانات کے اندر موسم خاصی حد تک معتدل رہتا ہے۔روایتی طرز پر بنے مکانات کو خاص طور پر ہوادار بھی بنایا جاتا ہے تاکہ گرمی کی شدت کو کم کیا جا سکے۔تاہم اس نوعیت کے مکانات زیادہ تر پائیدار نہیں ہوتے اور آہستہ آہستہ ان کی جگہ مغربی طرز پر بنے مکانات نے لینی شروع کر دی ہے جن میں سیمنٹ اور سریے کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔

پاکستان میں مختلف زبانوں کی تقسیم بھی خاصی حد تک جغرافیائی عوامل اور طبعی ماحول سے مطابقت رکھتی ہے۔صوبہ پنجاب میں بولی جانے والی پنجابی زبان اور صوبہ سندھ کی سندھی زبان آپس میں خاصی مماثلت رکھتی ہیں ان کے کئی الفاظ اور تراکیب بھی یکساں ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پنجاب اور سندھ کے طبعی ماحول خاصی حد تک ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور ان دونوں زبانوں کو ایک دوسرے سے بہت کچھ حاصل کرنے کا موقع ملا ہے۔اس کے برعکس صوبہ سرحد اور بلوچستان میں رائج زبانوں مثلاً بلوچی ، براہوی اور پشتو کی پنجابی اور سندھی زبانوں سے زیادہ مماثلت نہیں ہے کیونکہ ان خطوں کا طبعی ماحول پنجاب اور سندھ کے طبعی ماحول سے بالکل جُدا ہے اور قیام پاکستان سے قبل ان صوبوں کے درمیان ثقافتی اقدار کا تبادلہ بہت محدود تھا۔

سوال نمبر 53 ثقافت سے کیا مراد ہے؟ نیز ثقافت کی تشکیل و ترویج میں بنیادی کردار ادا کرنے والے عناصر کا مختصر جائزہ لیں۔ (11)

جواب: ثقافت: ثقافت انسان کی پیدا کردہ چیز جسے وہ نسل در نسل سیکھتا اور سکھاتا ہے ثقافت ہی کی وجہ سے نہ صرف معاشتی زندگی قائم ودائم رہتی ہے بلکہ انسانی معاشرہ ترقی بھی پاتا ہے دوسرے لفظوں میں ”معاشرہ لوگوں سے ملک کر بنتا ہے اور ثقافت لوگوں کے رہن سہن کا طریقہ کار ہے“ مختلف ماہر عمرانیات نے ثقافت کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

کلاسان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

پروفیسر ایڈورڈ۔بی۔ٹائکر: کا کہنا ہے ”ثقافت ایک ایسا مرکب ہے جس میں علم وفن ،عقائد واقدار ،قوانین ،رسم ورواج اور دوسری وہ تمام صلاحیتیں شامل ہیں۔جو ایک فرد میں معاشرے کا ممبر ہونے کی حیثیت سے پائی جاتی ہیں“

ٹی۔ایس۔ایلیٹ کے مطابق ”ثقافت ان لوگوں کا انداز حیات ہے جو کسی مخصوص جگہ یا مقام پر اکٹھے رہتے ہیں ثقافت ان لوگوں کے فنون ،رسم ورواج ،عادات اور مذہبی عقائد کی آئینہ دار ہوتی ہے“

سی۔سی۔کون: کا کہنا ہے ”انسان کے رہن سہن کا وہ مجموعہ جو سیکھنے کے عمل کے ذریعے نسل در نسل مستقل ہوتا رہا ہے ثقافت کہلاتا ہے“

ینگ اور میک: Young & Mak کے مطابق: ثقافت رویوں اور کرداروں کا وہ مجموعہ ہے جو نہ صرف انسانوں نے اپنائے ہوں بلکہ وہ کسی معاشرے کے لوگوں کی مشترکہ میراث بھی ہو“

ماہر بشریات A.L. Krober کے مطابق: ”ثقافت انسانی اعمال کے مظاہرے ہیں چاہیے وہ داخلی ہوں یا خارجی سے ثقافت تشکیل پاتی ہے۔انسانی رویئے، اعمال وافکار ثقافت کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں اس لیئے یہ کہنا بجا ہوگا کہ ثقافت زندگی گزارنے کا ایک طریقہ ہے۔

ان تمام تعریفوں کی روشنی میں ثقافت کی وضاحت ان نکات سے کی جاسکتی ہے۔

- ☆ ہر معاشرے کی ثقافت ہوتی ہے لیکن علاقائی یا مقامی اثرات کی وجہ سے یہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔
- ☆ کسی بھی معاشرے کی ثقافت مستحکم ہوتی ہے تاہم اس میں تھوڑی بہت تبدیلیاں متواتر ہوتی رہتی ہیں۔
- ☆ ثقافت ہماری زندگیوں میں اس طرح شامل ہوتی ہے کہ ہم اسے شعوری طور پر محسوس نہیں کرتے۔

کسی قوم کی ثقافت کی تشکیل و ترویج میں کلیدی کردار ادا کرنے والے عوامل: طرز معاش ، مذہب ، زبان اور تاریخ کسی قوم کی تشکیل وترویج میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ یعنی ان چار عناصر سے ثقافت بنتی ہے۔

طرز معاش: آج سے لاکھوں سال پہلے انسان جانوروں کی طرح زندگی گزارتا تھا۔وہ غاروں میں رہتا اور شکار کر کے اپنا پیٹ بھرتا تھا۔اس کے پاس خاندان ، قبیلے اور معاشرتی زندگی کا کوئی تصور نہ تھا۔وہ پتھروں سے آلات اور ہتھیار تیار کر کے نہ صرف اپنے لیے شکار کرتا تھا۔ بلکہ خطرناک جانوروں سے بھی خود کو محفوظ رکھتا تھا۔شکار کی تلاش میں ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی کرتا رہتا تھا۔بالفاظ دیگر وہ خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتا تھا۔آہستہ آہستہ وہ ارتقائی مراحل طے کرتا ہوا انفرادی زندگی سے اجتماعی زندگی کی طرف گامزن ہوا۔

انسان نے اجتماعی زندگی اس وقت اختیار کی جب اس نے جانور پالنے کا ہنر سیکھا۔وہ درجہ بدرجہ اپنے آلات اور ہتھیار میں جدت لاتا گیا۔اور ان کے استعمال کرنے کی صلاحیت حاصل کرنے لگا۔اور اس طرح ترقی کی منازل طے ہونے لگیں۔اس ترقی میں اس کے ذرائع پیداوار یعنی آلات اور ہتھیاروں کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ذرائع پیداوار میں بہتری لاکر انسان نے ایک طرف اپنی معاشی حالت کو بہتر بنایا تو دوسری طرف اپنا طرز زندگی بھی محفوظ اور بہتر کیا۔ایک جگہ پر قیام کر کے اس نے اپنا رشتہ زمین کے ساتھ منسلک کیا اور زمین سے مختلف پھل اور اناج اگائے اور اس طرح زرعی معیشت کی بنیاد ڈالی۔جب معیشت کی بنیاد زراعت بنی تو ایک جگہ پر کئی

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایس سی، ایم ایڈ، ایم فل، پی ایچ ڈی، الغرض ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی، امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

خاندان آباد ہوئے۔انسان قبیلوں کی شکل میں رہنے لگا اور اس طرح قبیلائی معاشرت کا آغاز ہوا۔

اب انسان نے معاشرے میں رہتے ہوئے نہ صرف خطروں کا اجتماعی مقابلہ کرنے کا فن سیکھا بلکہ خوف اور کمزوریوں پر بھی قابو پالیا۔اس طرح قدرت کی طرف سے میسر وسائل کو استعمال کر کے انسان نے اپنی معاشی اور معاشرتی حالات بہتر بنائے۔معاشرتی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد انسان کا طرز زندگی بھی تبدیل ہوا اور مل جل کر رہنے کے نتیجے میں کچھ عادات واقدار خود بخود وجود میں آ گئے۔گھر انسان کی پہلی درسگاہ بنی جہاں سے اس نے مختلف طور طریقے اور آداب سیکھے اور کچھ عادات اس معاشرے میں رہتے ہوئے اپنانی پڑیں جو بعد میں اس کی فطرت کا حصہ بن کر ثقافت کہلائیں۔

مذہب: انسان نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے اردگرد فطرت کی کئی قوموں کو اپنے خلاف متحرک پایا۔وہ خوفناک طوفانوں،سیلاب،زلزلوں اور آتش فشاں پہاڑوں سے اگلنے والے لاوے کے سامنے بے بس اور کمزور تھا۔اس بے بسی کے احساس نے اسے اپنے سے ماورا دیکھی اور ان دیکھی قوتوں کی پرستش کرنے پر مجبور کر دیا۔رات کو اندھیرے کی وجہ سے وہ خوفزدہ ہوتا تھا۔ایسے میں چاند نکلنے کے نتیجے میں کچھ روشنی پھیل جاتی تھی تو اس کا خوف کم ہو جاتا تھا۔نتیجتاً وہ چاند کو اپنا نجات دہندہ سمجھ کر اس کو پوجتا تھا۔سورج طلوع ہونے کے بعد جب اندھیرا چھٹ جاتا تھا تو انسان کے اندھیرے سے وابستہ سارے خوف ختم ہو جاتے تھے۔اس طرح سورج بھی چاند کی مانند قابل پرستش بن گیا۔بالکل اسی طرح،انسان آگ کی پوجا کرنے لگا۔کیونکہ آگ نے انسان کو نہ صرف روشنی مہیا کی بلکہ سردی سے بھی نجات دلائی۔اس طرح خوف اور خوف سے نجات کے تجربے نے انسان کو پرستش سکھائی اور یوں مذہب کی بنیاد پڑی۔

مس میکڈونلڈ نے اپنی لغت چیمبرس ڈکشنری میں مذہب کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

مذہب ایک ارفع،ان دیکھی مختار طاقت پر اعتقاد،اسے تسلیم کرنا یا اس کے احساس بیداری کا نام ہے۔جس کے ساتھ جذبہ اخلاق بھی پیوستہ ہیں۔رسوم یا عبادات ایسے اعتقاد یا ایسی عبادت کا کوئی نظام ہے۔دنیا کے ہر مذہب کے بنیادی عناصر عقیدہ،رسوم اور اخلاق ہیں۔عقیدے کا تعلق انسان کے فہم سے ہے۔رسوم عقیدے پر عمل کرنے کو کہتے ہیں۔جبکہ تیسرا عنصر اخلاق ہے۔جس کا تعلق معاشرے اور لوگوں سے ہوتا ہے۔دنیا کے ہر مذہب میں ایک ذات برتر (خدا) کا تصور موجود ہے۔جس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے عبادت کی جاتی ہے۔عبادت انسان کو تسلی تسکین دیتی ہے۔اور مذہبی تعلیمات انسان کو بہتری پر عمل کرنے کے لیے ایک جیسی رسومات ادا کرے گا تو معاشرے کو استحکام حاصل ہوگا۔یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک مذہب میں مشترکہ عقائد و ارکان کے ہوتے ہوئے مختلف روایات اور رسومات ہو سکتی ہیں۔ہر قوم اپنے مزاج،اقتصادی اور معاشرتی حالات کے مطابق اس کی تفسیر کرتی ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ کچھ مذہبی روایتیں ثقافتی ورثہ بن جاتی ہیں۔

زبان: زبان کا مطالعہ کسی قوم کی تہذیب وتمدن اور ثقافت کا مطالعہ شمار کیا جاتا ہے۔زبان انسانی عمل کی پیداوار ہے۔یہ انسانوں کی روزمرہ زندگی کے مشغلوں سے ابھرتی اور ترقی پاتی ہے۔زبان کی تاریخ میں قوموں کی تاریخ،اور زندگی پنہاں ہوتی ہے۔جیسے جیسے کسی قوم کی تہذیب وتمدن اور معاشرتی قدروں میں فرق آتا ہے اس تبدیلی کا اثر قوم کی زبان پر بھی ہوتا ہے۔زبان ہی کے وسیلے سے یہ اقدار ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتی ہیں۔لسانیات اور بشریات کے ماہرین کے مطابق انسانی ارتقاء کے بارے میں معلومات اس وقت حاصل ہوتی ہیں جب زبان اور ثقافت کے عمل کا جائزہ لیا جائے۔

زبان انسان کے جذبات،احساسات اور افکار وخیالات کے اظہار کا وسیلہ ہے۔اس لیے اسے تہذیب وثقافت کا آئینہ دار کہا جاتا ہے۔زبان کے ذریعے انسان کے اجتماعی رویوں مجموعی نفسیات اور اقدار کی عکاسی ہوتی ہے۔یہ وہ بنیاد ہے جس پر ثقافت کی تعمیر ہوتی ہے اور ثقافت کی بنیاد پر معاشرہ زندہ رہتا ہے۔زبان اور ثقافت لازم وملزوم ہیں جبکہ ثقافت معاشرے کو زندہ رکھنے کا سبب بنتی ہے۔

تاریخی عمل: کسی ثقافت کا ظہور پذیر ہونا ایک تاریخی عمل ہے۔جو کئی صدیوں پر محیط ہوتا ہے جس طرح انسان درجہ بدرجہ ترقی کر کے ایک منظم معاشرتی زندگی تک پہنچا اس طرح ثقافت بھی انسان کے ساتھ قدم بہ قدم ترقی کرتی گئی۔ابتداء میں انسان کا ذریعہ معاش شکار تھا۔اور وہ شکار کی تلاش میں خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتا تھا۔اس دور کے طرز زندگی کو ہم خانہ بدوش ثقافت کا نام دیتے ہیں۔اس وقت ضروریات زندگی بہت محدود تھیں۔خوراک حاصل کرنا اور قدرتی آفتوں اور خطرناک جانوروں سے خود کو محفوظ رکھنا انسانی زندگی کا مقصد تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ انسان نے کھیتی باڑی کی طرف توجہ دی۔اور زرعی معیشت اپنا کر ایک جگہ رہنے کو ترجیح دی۔ایک جگہ رہتے ہوئے کچھ بنیادی ضروریات گھر،زراعت کے اوزار اور کھانے پینے کے لیے برتن بنانے کا خیال پیدا ہوا۔اس دور کی ثقافت کو ہم زرعی ثقافت کا نام دیتے ہیں۔یہ دور انسانی زندگی کے رہن سہن میں بے شمار تبدیلیاں لانے والا دور کہلاتا ہے۔ایک طرف کھیتی باڑی کرتے ہوئے ملکیت کا تصور وجود میں آیا تو دوسری طرف محنت کی تقسیم شروع ہوئی۔مردوں نے اپنے ذمے بھاری کام لیے اور عورت نے گھر کے کام کاج کے ساتھ مرد کا ہاتھ بٹانا بھی شروع کیا۔بوڑھے اور بچے مشکل کام سے مستثنیٰ قرار پائے۔اس معاشرتی زندگی میں مختلف مواقع اور کیفیات کا اثر انسان پر بھی ہوا۔فصل اچھی ہوتی تو ناچ کر یا گا کر اس کا اظہار کیا جاتا۔موسم اچھا ہوتا یا بارش ہوئی تو کھانے میں خاص اہتمام ہوتا۔اس طرح خوشی کے اظہار مختلف تقریبات اور میلے منعقد ہونے لگے۔جو زرعی ثقافت کا حصہ بن گئے۔ترقی کی اس راہ پر انسان نے صرف زراعت پر انحصار نہیں کیا۔بلکہ اس نے آہستہ آہستہ صنعتیں قائم کرنا بھی شروع کر دیں۔صنعتوں کا قیام عموماً شہری آبادی کے قریب عمل میں آیا۔روزگار کے مواقع بڑھے تو آبادی شہروں کی طرف منتقل ہونے لگی۔اس طرح شہری ثقافت وجود میں آئی۔

سوال نمبر 7: **مطالعہ پاکستان میں تاریخ اور جغرافیہ کے مضامین کی کیا اہمیت ہے؟** **(8)**

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

جواب: مطالعہ پاکستان ایک کثیر المضامین یا کثیر الموضوعی (Multi Disciplinary) نظام تدریس و تحقیق ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد کسی مخصوص علاقے کے ہمہ جہتی مطالعے کے لئے ایک تحقیقی اور تدریسی نظام وضع کیا گیا جسے علاقائی مطالعہ یا Area Studies کا نام دیا گیا ہے۔ اس نظام تحقیق و تدریس کی مدد سے کسی خطے کے تاریخی، جغرافیائی، سیاسی، اقتصادی، لسانی اور نسلی حالات کا نہ صرف مطالعہ کیا جاتا ہے بلکہ اس مطالعے کی روشنی میں اس خطے کی ترقی کیلئے منصوبہ بندی بھی کی جاتی ہے۔ مطالعہ پاکستان بھی علاقائی مطالعے (Area Studies) کے ضمرے میں آتا ہے۔ اس لئے مطالعہ پاکستان کے طالب علم کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ نہ صرف پاکستان کا ہمہ جہتی مطالعہ کرے بلکہ اس مطالعے کی روشنی میں پاکستان کو درپیش معاشی، معاشرتی اور سیاسی مسائل کے حل کیلئے تجاویز بھی مرتب کرے۔

پس منظر: 1971ء میں پاکستان کی تاریخ کا ایک المناک واقعہ رونما ہوا جس کے نتیجے میں ملک کا مشرقی حصہ علیحدہ ہو کر بنگلہ دیش کی آزاد ریاست کی صورت میں نمودار ہوا۔ اس واقعے نے قومی یکجہتی کے متعلق بنیادی نوعیت کے سوال پیدا کیئے۔ ان حالات میں اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی گئی کہ قومی یکجہتی کی منزل حاصل کرنے کیلئے پاکستان کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالات کا تنقیدی جائزہ لیا جائے اور ایسے اقدامات تجویز کئے جائیں جو قومی یکجہتی کے عظیم مقصد کو حاصل کرنے میں معاون ثابت ہوں۔

اس ضمن میں 1973ء میں قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد (اس وقت اس یونیورسٹی کا نام، اسلام آباد یونیورسٹی تھا) میں مطالعہ پاکستان کا ادارہ قائم کیا گیا۔ 1976ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے ایک بل کی منظوری دی جس کے تحت ملک کی یونیورسٹیوں میں مطالعہ پاکستان کے مراکز قائم کرنے کو کہا گیا۔ اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے وفاقی حکومت نے مندرجہ ذیل اداروں میں مطالعہ پاکستان کے مراکز قائم کیئے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

قومی ادارہ مطالعہ پاکستان	قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔
مرکز مطالعہ پاکستان	یونیورسٹی آف سندھ، جام شورو۔
مرکز مطالعہ پاکستان	پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔
مرکز مطالعہ پاکستان	پشاور یونیورسٹی، پشاور۔
مرکز مطالعہ پاکستان	بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ۔
مرکز مطالعہ پاکستان	جامعہ کراچی، کراچی۔

اس کے علاوہ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان اور اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور میں تاریخ اور مطالعہ پاکستان کے شعبے قائم کئے گئے۔ جبکہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں مطالعہ پاکستان کا شعبہ قائم کیا گیا۔ 1978ء میں اس وقت کی حکومت نے گریجوایشن کی سطح تک مطالعہ پاکستان کو لازم قرار دیا۔

مطالعہ پاکستان اور تاریخ: دوسری جنگ عظیم (1939ء تا 1945ء) کے بعد نوآبادیاتی قومیں (Clonial Powers) اپنی نوآبادیات (Colonies) پر قبضہ برقرار رکھنے کے قابل نہیں رہیں۔ جس کے نتیجے میں ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ میں قومی حق خود اختیاری کی تحریکیں ابھر کر سامنے آئیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد ہندوستان میں جاری آزادی کی تحریک میں شدت پیدا ہوئی۔ ان حالات میں برطانوی حکمران ہندوستان کو خودمختاری دینے کے لیے راضی ہو گئے۔ اس مرحلہ پر مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان مستقبل کے سیاسی و انتظامی نظام میں مسلمانوں کی نمائندگی کے مسئلے پر شدید اختلافات ابھر کر سامنے آئے۔ بالآخر اس مسئلے پر کانگریس اور مسلم لیگ میں کوئی سمجھوتہ نہ ہونے کی وجہ سے برطانیہ نے ہندوستان کو دو خودمختار ریاستوں میں تقسیم کرنے کا اعلان کر دیا۔ جس کے نتیجے میں 14 اگست 1947ء کو پاکستان وجود میں آیا۔

مطالعہ پاکستان اور جغرافیہ: جغرافیہ کسی خطے کے خدوخال، حدود اربعہ، موسم اور لوگوں کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔ جغرافیہ ایک ایسا علم ہے جس کا سیاست، تہذیب و ثقافت، اقتصادیات اور خارجہ تعلقات کے مطالعے سے گہرا تعلق بنتا ہے۔ کسی بھی علاقے کے جغرافیائی حالات اس خطے میں بسنے والے لوگوں کی تہذیبی و ثقافتی اور اقتصادی سرگرمیوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مثلاً گرم علاقے کے لوگوں کی پوشاک اور رہن سہن کے طریقے سرد علاقوں میں بسنے والے لوگوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ نہری اور صحرائی علاقوں کے لوگوں کی اقتصادی اور معاشرتی سرگرمیوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ نہری علاقے کے لوگ بالواسطہ یا بلاواسطہ زراعت کے شعبے سے وابستہ ہوتے ہیں جبکہ صحرائی علاقے کے لوگوں کا گذر بسر زیادہ تر گلہ بانی پر ہوتا ہے۔ مطالعہ پاکستان کے زیر عنوان پاکستان کی سرزمین پر بسنے والے لوگوں اور ان کی معاشی اور معاشرتی سرگرمیوں پر بحث کرتے ہیں اور یہی موضوعات جغرافیہ میں بھی زیر بحث لائے جاتے ہیں اس حوالے سے مطالعہ پاکستان اور جغرافیے کا بہت ہی گہرا تعلق ہے۔

سوال نمبر 54: اُن وجوہات کی نشاندہی کریں جو دیہی آبادی کی شہروں کی طرف منتقلی کا سبب ہیں۔ (8)

جواب: **آبادی کی دیہات سے شہروں کی طرف منتقلی کا سبب بننے والی وجوہات:**

☆ آبادی میں اضافہ کی شرح زیادہ ہونے سے زرعی زمین پر بڑھتا ہوا دباؤ، روزگار کی کمی اور زمین کا چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہونا۔

☆ ضروریات زندگی کی بتدریج کمی۔

☆ بنیادی ضرورتوں کی عدم دستیابی۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

☆ جاگیردارانہ نظام، بے زمین کاشتکار، چھوٹے کاشتکاروں کے پاس زمین کی کمی، کسانوں کی بے دخلی اور دیہی غربت۔

☆ زمین کی زرخیزی میں کمی کی وجہ سے ناکافی پیداوار، سیم اور تھور کی وجہ سے زمین کا کاشت کاری کے قابل نہ رہنا۔

☆ قحط سالی، خوراک کی کمی۔

☆ مشینوں کے استعمال کی وجہ سے مزدوری کا خاتمہ۔

☆ قدرتی آفات مثلاً سیلاب اور فصلوں کی تباہی۔

اسکے علاوہ بھی بہت سے عوامل ہیں جو نقل مکانی کا سبب بنتے ہیں۔ جب سے دنیا میں انسان کی تاریخ شروع ہوئی ہے لوگوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ جا نا روز مرہ معاشرتی زندگی کا معمول ہے لوگ مختلف مقاصد کے پیش نظر گھر سے باہر دور یا نزدیک جاتے ہیں۔

1۔ **تجارت کیلئے:** عام طور پر لوگ تجارت کی غرض سے ایک شہر سے دوشہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک جایا کرتے تھے اور اب بھی جاتے ہیں تا کہ ایک ملک کی اجناس دوسرے ملکوں میں زیادہ منافع پر فروخت کر سکیں اور ملکوں تجارت کو فروغ دے سکیں۔

2۔ **روزگار حاصل کرنے کیلئے:** ہر ملک کے کچھ حصے ترقی میں آگے ہوتے ہیں۔ جہاں صنعت و تجارت پھلتی پھولتی ہے اور بعض علاقے پسماندہ ہوتے ہیں۔ ان علاقوں میں جہاں روزگار کے مواقع میسر نہ ہوں لوگ وہاں سے روزگار کے بہتر مواقع کی تلاش میں دوسرے علاقوں کی طرف نکل جاتے ہیں۔

3۔ **بہتر معیار زندگی:** بعض لوگوں کے پاس دولت تو کافی ہوتی ہے مگر پسماندہ علاقوں کی وجہ سے وہ سہولیات سے نابلد ہوتے ہیں اور اپنی زندگی کے معیار کو بہتر بنانے کیلئے ایسے لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔

4۔ **دینی فرائض کی ادائیگی:** دینی فرائض کی بجا آوری کیلئے جیسے عمرہ اور حج کیلئے پوری دنیا سے مسلمان مکہ مکرمہ جاتے ہیں اس کے علاوہ ایران، عراق، ترکی اور دیگر کئی مسلم ممالک میں مسلمانوں کی یادگاریں ہیں جن کیلئے زیارت کیلئے لوگ ان ممالک کا رخ کرتے ہیں جہاں یہ آباد ہیں۔

5۔ **علم کا حصول:** شہروں میں علم کا حصول نسبتاً آسان ہوتی ہے۔ دیہاتوں اور قصبوں میں مدرسے، کالج یا تو کم تعداد میں ہیں یا بہت دور ہیں جس کی وجہ سے وہاں کے لوگ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے بھی لوگ شہروں کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں۔

6۔ **ناموافق گھریلو حالات:** کئی لوگ خاندانی لڑائی جھگڑوں سے تنگ آ کر یہاں مشکلات کو سہنے کی بجائے اپنے بچوں کے سکون کی خاطر اپنے گھر سے دور آباد ہو جاتے ہیں۔ تا کہ ان کو ذہنی سکون حاصل ہو سکے۔

7۔ **ناموافق معاشرتی حالات:** ہر معاشرہ اپنے مذہب کے رنگ میں ڈھلا ہوتا ہے۔ دیگر مذاہب اگر معاشرت ثقافت پر غالب آنے لگیں اب بھی لوگ ہجرت کر جاتے ہیں جیسے امریکہ، کینیڈا اور دیگر یورپ ممالک میں آباد لوگ اپنے بچوں کے جوان ہو جانے پر پاکستان واپس آجاتے ہیں۔

8۔ **آبادی کی گنجائش:** اگر کسی علاقے میں آبادی اس کے رقبے اور وسائل کی نسبت زیادہ ہو جائے لوگ آبادی کی گنجانی سے تنگ آ کر بھیڑ، شور وغل اور مسائل سے فرار حاصل کرنے کیلئے آبادی سے دور پر سکون علاقوں کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں۔

سوال نمبر 55: پاکستان کے تمام میدانی علاقوں کی زرخیزی یکساں نہیں ہے۔ وجوہات تحریر کریں۔ (8)

جواب: پاکستان کے تمام میدانی علاقوں کی زرخیزی یکساں نہیں جس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

مٹی کی تشکیل میں آب و ہوا کے مختلف عناصر مثلاً سورج کی روشنی کا دورانیہ، درجہ حرارت اور بارش کی مقدار بھی نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پودے اپنی خوراک Photosynthesis کے عمل کے ذریعے حاصل کرتے ہیں اور یہ عمل سورج کی روشنی کے بغیر ممکن نہی ہے جن علاقوں میں سورج کی روشنی کا دورانیہ کم ہوتا ہے وہاں نسبتاً کم نباتات پائے جاتے ہیں۔ چونکہ مٹی میں موجود حیاتیاتی مادے کی بڑی مقدار نباتات کی باقیات سے حاصل ہوتی ہے اس لیے روشنی کے کم دورانیے والے علاقوں میں مٹی میں حیاتیاری مادہ نسبتاً کم پایا جاتا ہے اس طرح جن علاقوں میں بارش زیادہ ہوتی ہے وہاں مٹی میں موجود کئی حل پذیر معدنی اجزاء اور نمکیات پانی میں حل ہو کر خاصی گہرائی میں چلے جاتے ہیں اور ایسی مٹی کی زرخیزی بری طرح متاثر ہو جاتی ہے۔

نباتات اور حیوانات عمل مٹی میں حیاتیاتی مادے Humus کی موجودگی کا سبب بنتا ہے جب پودوں اور جانوروں وغیرہ کی زندگی کی مدت پوری ہو جاتی ہے تو ان کے اجسام گل سڑ کر مٹی میں حیاتیاتی مادے کی صورت میں شامل ہو جاتے ہیں۔ جس علاقے میں نباتات اور حیوانات جتنے زیادہ ہوں گے وہاں مٹی میں موجود حیاتیاتی مادے کا تناسب بھی اتنا زیادہ ہوگا اور اس کے نتیجے میں مٹی کی زرخیزی بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ مٹی کی تشکیل میں وقت بھی بہت اہمیت رکھتا ہے زرخیز مٹی کے وجود میں آنے کے لیے ضروری تمام تر جغرافیائی عناصر کا دارومدار وقت پر ہے بنیادی چٹانی مواد کے عمل فرسودگی کے ذریعے چھوٹے ذرات میں تبدیل ہونے سے لے کر نباتات اور حیوانات کے مردہ اجسام کے حیاتیاتی مادے میں تبدیل ہونے تک کے تمام اعمال کو درست طور پر وقوع پذیر ہونے کے لیے وقت درکار ہوتا ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ عوامل پان اثر دکھاتے ہیں اور مٹی کی زرخیزی میں اضافہ کرتے ہیں ایک اچھی اور زرخیز مٹی کو بننے میں کئی ہزار سال لگتے ہیں۔

شمال اور مغربی پہاڑی اور نیم پہاڑی علاقوں: میں پائی جانے والی مٹی کی تقریباً تمام اقسام میں حیاتیاتی مادے کی مقدار نسبتاً کم ہوتی ہے اور اسی وجہ سے یہ کاشت کاری کے لیے زیادہ موزوں نہیں ہوتی ہیں ان علاقوں میں مٹی کی تہہ بھی زیادہ موٹی نہیں ہوتی کیونکہ پہاڑیوں کی ڈھلانوں پر کشش ثقل کے اثر کے علاوہ بارش کا پانی اور ہوا کا عمل

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز میں داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کٹاؤ مٹی کو زیادہ دیر تک ٹکنے نہیں دیتا۔ تاہم جن پہاڑوں کی وادیوں میں دریا بہتے ہیں وہاں کی گزرگاہ سے ملحق تھوڑے سے رقبے میں دریائی مٹی کی تہہ موجود ہوتی ہے جو گردونواح کے پہاڑوں پر پائی جانے والی مٹی کی نسبت زیادہ زرخیز ہوتی ہے۔

سطح مرتفع پوٹھوہار: میں بھی بعض اوقات خصوصاً دریاؤں کی گزرگاہوں سے ملحقہ علاقوں میں دریائی مٹی پائی جاتی ہے جو خاصی زرخیز ہے تاہم بارانی علاقوں میں واقع ہونے کی وجہ سے اس مٹی کی زرخیزی کا بھرپور فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ سطح مرتفع پوٹھوہار کے زیادہ تر حصوں میں لوئیس Loess نامی ایک مٹی کی تہہ بچھی ہوئی ہے یہ مٹی ہوا کے عمل تہہ نشینی سے وجود میں آتی ہے مگر اس علاقے میں بہنے والے پہاڑی اور بارشی ندی نالوں کی وجہ سے یہاں مٹی کا کٹاؤ Soil Erosion بہت زیادہ ہوگیا ہے۔ متی کے اس کٹاؤ کی وجہ سے سطح مرتع پوٹھوہار کا بہت بڑا حصہ کٹی پھٹی سطح پر مشتمل ہے بارش کا پانی بڑی تیزی سے بہہ کر زمین کے نیچے چلا جاتا ہے اور یوں اس پانی کو آب پاشی کے مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

سطح مرتفع بلوچستان: کے بیشتر علاقوں میں نیم پہاڑی علاقوں والے کم زرخیز مٹی پائی جاتی ہے تاہم دریاؤں اور ندیوں سے متصل علاقوں میں دریائی مٹی بچھی ہوئی ہے جو مناسب زرخیزی کی حامل ہے۔ مگر اس میں کنکروں اور چھوٹے پتھروں کی مقدار عام دریائی مٹی کی نسبت کچھ زیادہ ہے مٹی کے اس پہلو اور بلوچستان کی مجموعی طور پر خشک آب وہوا کی وجہ سے اس کی کاشت کاری کے لیے مناسب نہیں سمجھا جاتا۔

دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں: کے میدانوں میں پائی جانے والی مٹی کی تقریباً تمام ہی اقسام کاشت کاری کے لیے موزوں ہیں۔ لیکن ان سب کی زرخیزی برابر نہیں ہے۔ وہ علاقے جو ہر چند سال کے بعد سیلاب کا شکار ہوتے ہیں ان پر ہر سیلابی ریلا زرخیز مٹی کی ایک نئی تہہ بچھا دیتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے ان علاقوں کی مٹی نسبتاً زیادہ زرخیز ہوتی ہے۔

صوبہ پنجاب: میں چونکہ دریاؤں کی تعداد زیادہ ہے اس لیے وہاں سیلابوں کے زیر اثر علاقہ بھی نسبتاً زیادہ رقبے پر پھیلا ہوا ہے اس کے برعکس صوبہ سندھ چونکہ صرف دریائے سندھ کے پانی سے اسفادہ حاصل کرتا ہے اس لیے وہاں سیلابی میدانی علاقے کی وسعت اور رقبہ نسبتاً کم ہے یہی وجہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں زرخیز مٹی کے علاقوں کا تناسب باقی صوبوں کی نسبت زیادہ ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

خزاں 2013ء

سوال نمبر 56: *مختصر جواب تحریر کریں۔* (20)

1- باؤنڈری کمیشن کی تشکیل کے لیے قائداعظم محمد علی جناح کے کیا خیالات تھے؟

جواب: لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے سر سرل ریڈکلف کی سربراہی میں پنجاب اور بنگال کی باؤنڈری (سرحد) متعین کرنے کا اعلان کیا۔ کانگریس اور مسلم لیگ ہر ایک کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ باؤنڈری کمیشن کے لیے دو افراد نامزد کریں۔ کیونکہ قائداعظم انگریزوں کی چالاکی کو بھانپ چکے تھے اسی لیے انھوں نے اس پر سخت اعتراض کیا ان کا خیال تھا کہ اس مقصد کے لیے یا تو اقوام متحدہ کی زیر نگرانی کمیشن مقرر کیا جائے یا برطانیہ کے (Law Lords) کو مقرر کیا جائے۔ لیکن قائداعظم کی رائے کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ چنانچہ یہی ہوا اور 16 اگست 1947ء کو جب باؤنڈری کمیشن کا فیصلہ سامنے آیا تو یہ بات واضح ہوگئی کہ باؤنڈری کمیشن کے متعلق قائداعظم کے خدشات بے بنیاد نہ تھے۔ باؤنڈری کمیشن نے سرحدوں کا تعین کرنے وقت پاکستان کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی کی۔ کلکتہ کو ہندوستان کے حوالے کیا گیا، فیروزپور اور گورداسپور جہاں مسلمان واضح اکثریت میں تھے ہندوستان کے حوالے کر دیئے گئے یہ علاقے ہندوستان کو دینے سے ہندوستان کو کشمیر تک رسائی کا راستہ مل گیا اگر یہ علاقے ہندوستان کو حوالے نہ کیے جاتے تو ہندوستان کشمیر پر کبھی بھی قابض نہیں ہو سکتا تھا۔

2- انگریزوں نے کن مقاصد کے حصول کے لیے ہندوستان میں آئینی اصلاحات نافذ کیں؟

جواب: 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد رونما ہونے والے سیاسی حالات کا جائزہ لینے سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ انگریز برصغیر کو برطانوی سلطنت کے وفاق کا درجہ دینے کے خواہشمند تھے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے برصغیر میں مرحلہ وار اپنے مقاصد کی تکمیل اور کامیابی کے لیے آئین نافذ کرنے کی کوششیں کیے برصغیر میں انگریزوں نے آئینی اصلاحات نافذ کر کے نہ صرف مجلس انتظامیہ اور آئین ساز مجلس جیسے مغربی سیاسی ادارے متعارف کروائے بلکہ کانگریس کی تشکیل کی صورت میں حزب اختلاف کے ادارے بھی برصغیر میں متعارف کروانے میں اپنا اہم کردار ادا کیا ان آئین کی رو سے پہلا مفاد اس طرح حاصل کیا گیا کہ مقامی لوگوں میں جدید مغربی سیاسی ادارے مثلاً مقنّنہ اور انتظامیہ متعارف کروایا جو آج بھی سرحد کے دونوں جانب یعنی انڈیا پاکستان دونوں میں رائج ہے اس کا سب سے بنیادی مقصد نمائندہ نظام حکومت چلانے والی حکومت اور حزب اختلاف کا تصور بھی قائم کرنا تھا۔ دوسرا مقصد یہ تھا کہ مستقبل میں 1857ء کی جنگ آزادی جیسے واقعات کو روکنے کے لئے درجہ بدرجہ مقامی لوگوں کو اقتدار میں شریک کیا جائے لیکن اس کی کوئی قانونی حثیت نہ تھی نہ ہی مقامی لوگوں کو ان کی اکثریت کے مطابق حقوق فراہم کیے جاتے تھے ان کا مقصد صرف اور صرف شمولیت کی آڑ میں اپنے مقاصد پورے کرنا تھے۔

3- ایوب خان نے عوام میں اپنی مقبولیت پیدا کرنے کے لیے کس قسم کے اقدامات کیے؟

جواب: ایوب خان نے اقتدار سنبھالنے کے بعد کئی فوری اقدامات کئے مثلاً انہوں نے ذخیرہ اندوزی، رشوت ستانی اور بدعنوانی کے خلاف کارروائی کا اعلان کیا جس کا مقصد عوام میں اپنے لیے مقبولیت پیدا کرنا تھا۔ بعد کے برسوں میں خود ان کی حکومت ان تمام برائیوں کی مرتکب ہوئی جس پر ان کو شدید تنقید کا نشانہ بننا پڑا۔ ایوب خان

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سیاستدانوں اوران کی تنظیموں کے خلاف تھے۔ چنانچہ انہوں نے شروع ہی میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد کردی۔ سیاسی جماعتوں کے دفاتر بند کردیئے گئے اوران کے بینک اکاؤنٹ منجمد کردیئے گئے۔ کئی سرکردہ سیاستدانوں کو گرفتار بھی کرلیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے ایبڈو (EBDO) نامی قانون کے ذریعے بہت سے سیاسی رہنماؤں پر آئندہ انتخابات میں حصہ نہ لینے کی پابندی عائد کردی۔ دراصل ایوب خان کا خیال یہ تھا کہ پاکستان کے سارے مسائل کی جڑ سیاستدان ہیں اور یہ کہ ملک کی ابتدائی گیارہ سالہ تاریخ میں جو سیاسی عدم استحکام موجود رہا تھا اس کی وجہ بھی سیاستدان ہی تھے۔

4- ریاست کے تین اہم اداروں کی نشاندہی کریں۔

جواب: ریاست کے تین اہم ادارے اوران کے فرائض ومقاصد کچھ یوں ہیں۔

انتظامیہ یاعاملہ: انتظامیہ کا کام ملک کے قوانین پر عمل درآمد کروانا اور مختلف پالیسیوں کو کامیابی کے ساتھ چلانا ہوتا ہے۔ عام طور سے انتظامیہ کو ہی حکومت بھی کہا جاتا ہے جس سے مراد سربراہ حکومت اوراس کی کابینہ ہوتی ہے۔

مقننہ: مقنّنہ کا کام ملک کے لیے قوانین بنانا ہے اور پالیسیوں کی منظوری بھی دینا ہوتا ہے۔ مقنّنہ کو بعض ملکوں میں پارلیمنٹ بھی کہا جاتا ہے وزراء جو اپنے اپنے علاقوں سے الیکشن کی صورت میں کامیابی حاصل کرتے ہیں اور بعدازاں مل کر ایک قانون پاس کرتے ہیں اور اکثریت کی صورت میں ہی یہ قانون نافذ العمل ہوجاتا ہے۔ پاکستان میں بھی اس کا نام پارلیمنٹ (یا مجلس شوریٰ) ہے۔ امریکہ میں مقنّنہ ''کانگریس'' کہلاتی ہے۔

کاشان اکیڈمی

عدلیہ: عدلیہ کا کام یہ ہے کہ اگر ملک کے قوانین کو توڑا جائے اور کسی ایک شہری کی طرف سے دوسرے شہری کے حقوق کو غصب کیا جائے تو وہ اس قوم کے معاملات میں انصاف فراہم کرے۔ عدلیہ کے سربراہ کو چیف جسٹس کہا جاتا ہے جس کے ماتحت ملک کے دیگر صوبوں میں ماتحت عدالتیں اور ججز کام کرتے ہیں۔

0334-5504551

5- قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ کے جلسوں میں باقاعدہ شرکت کس وجہ سے شروع کی؟

جواب: 1913ء میں جب مسلم لیگ نے اپنے آئین میں ترمیم کرکے ہندوستان کی خوداختیاری کے لیے جدوجہد کو اپنے مقاصد میں شامل کیا تو قائداعظم مسلم لیگ کے اجلاسوں میں باقاعدگی سے شرکت کرنے لگے۔

Download Free Assignments from

6- وفاقی نظام سے کیا مراد ہے ؟

Solvedassignmentsaiou.com

جواب کسی بھی ملک میں حکومت کا نظام مختلف سطحوں پر قائم کیا جاسکتا ہے۔ ایک صورت یہ ہے کہ ملک کا ایک مرکزی حکومت کا نظام قائم کیا جائے اور وہی سارے ملک کا نظام چلائے یہی صورت مختلف ذیلی کمیٹیوں کے ذمے مختلف النوع ذمہ داریاں سونپ سکتی ہیں وفاقی حکومت مرکزی حکومت کا آئینہ دار ہوتی ہیں اور صوبوں کو بھی اختیارات براہ راست منتقل کرتی ہے ملک بھر سے نمائندے وفاقی حکومت کے دھارے میں شامل ہوکر ملک کا انتظام وانصرام چلانے میں اپنا کردار ادا کررہے ہیں وفاقی حکومت میں وزیراعظم ہی تمام اختیارات کا مالک ہوتا ہے تاہم وہ بھی ایوان بالا اور ایوان زیریں کے منتخب کردہ اصولوں کے تحت ہی منصب پر فائز ہوسکتا ہے۔

7- پاکستان کا تیسرا آئین کب نافذ ہوا اور یہ کس قسم کا تھا؟

جواب: پاکستان کا تیسرا آئین 14 اگست 1973ء کو نافذ ہوا اور یہ مکمل طور پر ایک جمہوری آئین تھا۔

8- وحدانی نظام کن ملکوں کے لیے موزوں ہے؟

جواب: ایسا مُلک جو رقبے اور آبادی کے لحاظ سے چھوٹا ہو وہاں واحدانی نظام حکومت موزوں سمجھا جاتا ہے۔

9- بنیادی حقوق سے کیا مراد ہے؟

جواب: بنیادی حقوق دراصل حقوق کا ایک ایسا مجموعہ ہے جو معاشرے میں موجود ہر فرد کو بلاامتیاز مذہب، رنگ، نسل اور جنس کے حامل اور فراہم کیا جائے۔

10- اٹھارویں اور انیسویں صدی کی کن ایجادات نے انسانی تہذیب کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا؟

جواب۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں صنعتی اور ٹیلی گرام کے ساتھ ساتھ انجن کے ایجادات اور زراعت کے شعبوں میں مشینری کی ایجادات نے انسانی تہذیب میں نمایاں ترقی کے اثرات واضح کیے۔

سوال نمبر 57: مندرجہ ذیل پر نوٹ تحریر کریں۔ (24)

1۔ گلوبلائزیشن کے سیاسی اثرات۔ 2۔ پاکستان میں بنیادی حقوق کی خلاف ورزیاں۔ 3۔ جنرل یحییٰ خان کا دورحکومت۔

جواب: 1۔ گلوبلائزیشن کے سیاسی اثرات: گلوبلائزیشن نے جہاں ترقی پذیر ممالک کے لیے اقتصادی چیلنجز پیدا کردیئے ہیں وہاں نہایت ہی سنجیدہ نوعیت کے سیاسی سوالات بھی ابھر کر سامنے آئے ہیں۔ ان سوالات میں ایک اہم سوال کا تعلق قومی ریاست کے اقتدار اعلیٰ سے ہے۔ گلوبلائزیشن کے بڑھتے ہوئے اثر ونفوذ نے قومی ریاست کے فیصلوں کو بین الاقوامی فیصلوں کے طابع بنادیا ہے۔ نتیجتاً قومی ریاست کی اہمیت اور اثر ورسوخ میں واضح طور پر کمی واقع ہوئی ہے۔

بین الاقوامی مالیاتی اداروں کی حکمت عملیوں اور بین الاقوامی تجارتی معاہدوں کے بندھنوں نے قومی ریاست کو اپنے ملک میں ٹیکسوں کے نظام کے انتخاب اور ادائیگیوں کی شرح مقرر کرنے کے اختیار کو محدود کردیا ہے۔ ایک مسئلہ جس نے قومی ریاست کو اقتدار اعلیٰ پر مفاہمت اور مصلحت کی پالیسی اختیار کرنے پر مجبور کردیا ہے وہ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں ۔

ہے بین الاقوامی دہشت گردی اور ڈرگ مافیا۔ بین الاقوامی دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے خطرات نے نہ صرف قومی بلکہ بین الاقوامی سلامتی کا مسئلہ پیدا کردیا ہے۔ جیسا کہ قومی ریاستیں اپنی محدود طاقت اور اختیارات کی وجہ سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتیں اس لیے وہ دہشت گردی کی بیخ کنی کے لیے ہونے والی بین الاقوامی کوششوں کے تابع بن کر اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔

ماہرین کا خیال ہے کہ دہشت گردی کے نتیجے میں رونما ہونے والی بین الاقوامی سلامتی کے مسئلے کو نمٹنے کے لیے ایسی حکمت عملیاں اختیار کی جاتی ہیں جن کے نتیجے میں قومی سلامتی کی اہمیت کم ہوجاتی ہے۔ نتیجتاً قومی ریاست کے اختیارات، اہمیت اور اثر ورسوخ میں دن بدن کمی واقع ہو رہی ہے۔

2- پاکستان میں بنیادی حقوق کی خلاف ورزیاں: پاکستان میں تمام لوگ معاشرے میں ہونے والی بے انصافیوں کے خود ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزیوں میں ہم خود بھی کسی حد تک ملوث ہوتے ہیں۔ ہمارہ فرض ہے کہ ہم اپنے خطے کی اچھی اور مثبت روایات کو مدنظر رکھ کر انسان دوست اقدار کو فروغ دیں۔ کسی بھی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے پہلے اسے جاننا اور سمجھنا ضروری ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ پاکستان میں بنیادی حقوق کی خلاف ورزیوں کے اسباب کا جائزہ لیں پاکستان میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی چیدہ چیدہ وجوہات درج ذیل ہیں۔

عورت کو کمتر سمجھنا: جان ومال کے تحفظ کے بعد انسانی عزت وحرمت کا تحفظ بہت ضروری ہے۔ خاص طور پر مذہب اسلام میں مرد وزن دونوں برابر ہیں اور دونوں کے عزت ووقار میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جیسا کہ پاکستانی معاشرہ بنیادی طور پر ایک جاگیردارانہ معاشرہ ہے اور جاگیردارانہ معاشروں میں عورت کو ملکیت سمجھا جاتا ہے اس لئے پاکستان میں خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک زندگی کے ہر شعبہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ پیدائش سے لے کر مرتے دم تک معاشرتی اور ریاستی سطح پر ثانوی نوعیت کے سلوک کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔ سرکاری سطح پر ملک نے اس ضمن میں چند اقدامات بھی کئے ہیں عورت کے خلاف زرزد ہونے والے بہت سے ایسے جرائم جن کا تعلق سنگین تشدد سے ہے رپورٹ نہ درج ہونے کی وجہ سے بے نقاب نہیں ہوتے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551

طبقاتی ناہمواری: طبقاتی ناہمواری کا نظام برابری اور آزادی دونوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ نظام کی طبقاتی ناہمواری دراصل جمہوری اقدار کی نفی ہے۔ جس معاشرے میں طبقاتی کشمکش شدت اختیار کر جائے تو اس کی بنیادیں کھوکھلی ہونے لگتی ہیں اور اندرونی خلفشار جڑ پکڑنے لگتا ہے۔ معاشرے کے محروم طبقے سے وابستہ افرا مایوسی، احساس کمتری، حسد اور دیگر کئی اخلاقی وذہنی بیماریوں کا شکار ہوجاتے ہیں جو مستقبل میں بڑے اور سنگین نوعیت کے جرائم کا پیش خیمہ بنتے ہیں۔ ان جرائم کے نتیجے میں ملک وقوم کو ناقابل تلافی نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

اقلیتوں کے خلاف قوانین: پاکستانی معاشرے میں اقلیتی مذاہب کے افراد کو مسلمان شہریوں کے برابر نہیں سمجھا جاتا۔ مذہبی بنیادوں پر تفریق کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر غیر مسلم افراد صدر یا وزیر اعظم نہیں بن سکتے جبکہ دیگر جمہوری ممالک میں اقلیتی مذاہب کے لوگ ان عہدوں پر فائز ہوسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جداگانہ انتخابات کے نظام کی وجہ سے اقلیتی مذاہب کے لوگ عام نمائندے کو ووٹ نہیں دے سکتے اور صرف اپنے ہی مذاہب کے نمائندوں کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے ووٹ دے سکتے ہیں۔ تحریک آزادی کے دوران اور قیام پاکستان کے فوراً بعد قائداعظم نے اقلیتوں سے وعدہ کیا تھا، کہ بطور شہری ان کے حقوق برابر ہوں گے اور ریاستی سطح پر ان کے خلاف کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔

غربت اور تعلیم کی کمی: پاکستان میں عموماً تعلیم کی کمی کی وجہ سے لوگوں میں بنیادی حقوق کا شعور بیدار نہیں ہوا ہے۔ کسی بھی ترقی پذیر ملک کے لئے غربت، مفلسی اور بے روزگاری سے بے بڑی محرومی ہے۔ خون پسینہ ایک کرکے بھی اگر زندگی کی بنیادی ضروریات پوری نہ ہوں تو فرد مزید سختیاں برداشت کرنے کے بجائے تشدد پر اُتر آتے ہیں۔ خاص طور پر اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوں زیادہ تیزی سے اس منفی رویوں کا شکار ہوتے ہیں اگر ان کی قابلیت واستطاعت کے مطابق کوئی باعزت روزگار عرصہ دراز سے میسر نہ آئے تو وہ تخریبی سرگرمیوں میں ملوث ہوجاتے ہیں۔ تعلیم کی کمی کا ایک نمایاں سبب تعلیم کی سہولیات کی کمی بھی ہے۔

قانون کی حکمرانی کا فقدان: قانون کی نظر میں سب لوگ برابر ہیں لیکن پاکستان میں عملی طور پر اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے جس کی وجہ سے بنیادی حقوق کی خلاف ورزیوں میں اضافہ ہوا ہے۔ ناانصافی اور حصول انصاف میں تاخیر دراصل ایک ہی چیز کے دونام ہیں۔ نظام عدل کا طریقہ کار کچھ ایسا مشکل ہے کہ اس میں اصلاح کی بہت زیادہ ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ قتل ایک لمحے میں ہوتا ہے اور انصاف سالوں میں ملتا ہے چنانچہ حکومت کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ہر مظلوم کے لئے فوری انصاف فراہم کرنے کا بندوبست کرے۔

مزدوری اور جبری مشقت: پاکستان میں بھٹوں اور دیگر جگہوں پر بھی غلام مزدور اور جبری مشقت کی زبردست روش کو برقرار رکھا گیا ہے۔ یہ مزدوری غلامانہ طرز کی مزدوری ہوتی ہے۔ جس میں پیشگی دے کر کسی بھی مزدور کو تاحیات غلام بنالیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس سے اپنی مرضی کی مشقت کا کام لیا جاتا ہے جو کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ سندھ میں ہاریوں کا یہی حال ہے اور ملک کے دیگر حصوں میں بھٹہ مزدور کا بھی غلامی سا حال ہے۔ یہ آزادی اور برابری دونوں قدروں کی بالکل متضاد ہے۔ ان غلامانہ مزدوروں کی خستہ حالی اور بیچارگی اس قدر زیادہ ہے کہ اسے انسانی حقوق کی شدید ترین اور واضح خلاف ورزی کہا جاسکتا ہے۔

قبائلی رسم ورواج: پاکستانی معاشرے میں ان گنت رسوم ورواج ہیں جو انسانی زندگی کو دشوار بنانے کا موجب بنتی ہیں۔ جہیز کی لعنت کی وجہ سے انسانی حقوق کی واضح طور پر پامالی ہمارے معاشرے کا حصہ بنتا جارہا ہے۔ خاندان سے باہر شادی نہ کرنا، رشتے کرتے وقت خصوصاً بیٹیوں کے احساسات کا پاس نہ کرنا ایسی روایات ہیں جن کے نتیجے میں بنیادی حقوق کی نفی ہوتی ہے۔ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ''ولور'' کی رسم کے تحت عورتوں کو بیچا جاتا ہے۔ ایک باپ کسی مرد سے رقم حاصل کرکے اپنی بیٹی کو اس سے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

بیاہ دیتا ہے۔جس کے نتیجے میں بیٹی انسان کی بجائے ایک غیر انسانی شے بن جاتی ہے شوہر کے گھر میں اس کی زندگی غلاموں کی سی ہو کر رہ جاتی ہے اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہر ظلم کو سہہ لیتی ہے اور اسی طرح جانوروں یا غلاموں کی طرح اپنی زندگی گزار دیتی ہے جو کہ انسانی حقوق کی کھلے عام پامالی کے زمرے میں آتی ہے۔

3- جنرل یحییٰ خان کا دور حکومت: 1969ء میں جنرل ایوب خان کے مستعفی ہونے پر جنرل محمد آغا محمد یحییٰ خان نے ملک کا اقتدار سنبھالا۔انہوں نے اپنی نشری تقریر میں چند اہم فیصلوں کا اعلان کیا، جو مندرجہ ذیل ہیں۔

ون یونٹ کا خاتمہ: یحییٰ خان نے وحدت مغربی پاکستان کو توڑ کر پرانے صوبوں کو بحال کر دیا۔اور دسمبر 1970 کو عام انتخابات کا اعلان بھی کیا۔

اہم مسائل نظر انداز: منصفانہ انتخابات کے حصول میں یحییٰ خان نے نہایت اہم مسائل کو نظر انداز کر دیا۔انہوں نے عام انتخابات کو وعدہ کیا لیکن صوبوں کی نمائندگی کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کیا۔اس وقت پاکستان کے پانچ صوبے تھے۔صوبہ مشرقی پاکستان ہر لحاظ سے مغربی پاکستان کے چار صوبوں سے بڑا تھا۔انتخابات میں زیادہ نمائندے مشرقی پاکستان سے آئیں گے جبکہ مغربی پاکستان کے چاروں صوبوں کو نمائندگی آبادی کی بنیاد پر دی جائے گی۔

انتخابی نتائج: ملک میں کوئی جماعت سیاسی اور قومی سطح پر کامیاب نہ ہو سکی۔اسمبلی کے اراکین کی تعداد 313 مقرر کی گئی تھی۔انتخابات میں مشرقی پاکستان کی عوامی لیگ نے 167 نشستیں حاصل کر کے اسمبلی میں اکثریت حاصل کی۔

سقوط مشرقی پاکستان: اس دور کا بدترین سانحہ مشرقی پاکستان کو سمجھا جاتا ہے۔مشرقی پاکستان، پاکستان سے الگ ہو گیا۔جو آج بنگلہ دیش کے نام سے الگ ریاست ہے،اسکی کئی وجوہات ہیں۔

کاشان اکیڈمی

مرکزی حکومت سے دوری: مشرقی پاکستان کے عوام کو یہ احساس تھا کہ انھیں مرکزی حکومت میں شرکت کا موقع نہیں دیا جاتا۔صدر ایوب کے صدارتی نظام کی بدولت سیاست میں حصہ لینے کے لئے ان پر دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔

0334-5504551

معاشی حالت: دوسری بڑی وجہ مشرقی پاکستان کی معاشی حالت تھی۔دن بدن سیلاب آجانے کی وجہ سے لوگوں کا جینا محال تھا۔حکومت پاکستان جو اقتصادی ترقی کے منصوبے بناتی تھی۔اس سے مشرقی پاکستان کی عوام کو ایک فائدہ نہ پہنچتا۔مغربی پاکستان میں بھی تقریباً یہی حال تھا۔لیکن مشرقی پاکستان کے سیاسی لیڈروں کی طرف سے اس مسئلہ کو وجہ بنا کر مشرقی پاکستان کو صوبائی خود مختاری دے دینے کا مطالبہ کر دیا گیا۔

Download Free Assignments from

سوال نمبر 57: پارلیمانی اور صدارتی نظام حکومت کا موازنہ کریں۔ (12)

Solvedassignmentsaiou.com

جواب: جہاں تک جمہوریت کا تعلق ہے جس میں مملکت کے شہریوں کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور ان کی مرضی اور منشا ہی سے ملک کے امور چلائے جاتے ہیں۔دنیا کے جدید سیاسی معاشروں میں جہاں جمہوریت کے اصول کو اختیار کیا گیا ہے وہاں عوام کو مقتدر تسلیم کیا جاتا ہے۔دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان ملکوں میں عوام اور شہری با اختیار ہوتے ہیں۔اور ان کی اجتماعی رائے سے ہی ملک کی پالیسیاں اور قوانین بنائے جاتے ہیں۔جمہوریت کے تحت کا نظام حکومت مختلف شکلوں میں استوار ہو سکتا ہے۔ان نظموں میں پارلیمانی اور صدارتی نظام زیادہ مشہور ہیں اور دنیا کے بہت سے ملکوں میں انہی میں سے کوئی ایک نظام اختیار کیا گیا ہے۔پارلیمانی اور صدارتی نظام کا فرق سمجھنے کیلئے یہ جاننا ضروری ہے کہ ایک ریاست میں تین اہم ادارے کام کرتے ہیں۔یعنی۔

صدارتی نظام: صدارتی طرز حکومت کے تین شعبے یعنی، مقنّنہ، انتظمہ اور عدلیہ اپنی کارکردگی کے لحاظ سے الگ الگ ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے اثر اور دباؤ سے آزاد ہوتے ہیں۔اس طرز حکومت کے حقیقی اختیارات فرد واحد کو حاصل ہوتے ہیں۔ملک اور انتظامہ کے سربراہ کو صدر کہتے ہیں۔جو عوام کا منتخب نمائندہ ہوتا ہے اس کا انتخاب ایک خاص مدت کے لیے کیا جاتا ہے جس کے خاتمے سے قبل اس کو اس عہدے سے سوائے موخذہ کی تحریک کے نہیں ہٹایا جا سکتا ہے۔صدر اپنی مدد کیلیے مشیروں کا تقرر بھی کرتا ہے جو صدر کو جواب دہ ہوتے ہیں۔صدر اس کی کابینہ اپنے اختیارات کے سلسلے میں مقنّنہ کو جواب دہ نہیں ہوتے۔اس کے اختیارات کی وضاحت آئین میں موجود ہے۔

صدارتی طرز حکومت کی خوبیاں: صدارتی طرز حکومت کی خوبیاں درج ذیل ہیں۔

ا۔ یہ ایک مستحکم طرز حکومت ہے۔کیونکہ صدر کا انتخاب ایک خاص مدت کے لیے ہوتا ہے اور اس مدت سے پہلے ماسوائے موخذہ کے اسے اپنے عہدہ سے نہیں ہٹایا جا سکتا ہے۔

۲۔ چونکہ انتظامیہ کی معیاد مقرر ہوتی ہے اس لیے ان کی پالیسی میں بھی تسلسل پایا جاتا ہے۔اور لمبی مدت کی پالیسیوں پر عمل درآمد کرایا جانا ممکن ہوتا ہے۔

۳۔ اس طرز حکومت میں چونکہ انتظامیہ اور مقنّنہ الگ الگ ہوتی ہے اس لیے یہ خود مختار ہونے کی وجہ سے اپنی پوری توجہ ملک کے انتظامی امور کی جانب رکھ کر کام کرتے رہتے ہیں۔

۴۔ صدارتی طرز حکومت میں مشیروں کا چناؤ ان کی اہلیت اور تجربے کی بناء پر ہوتا ہے۔اس طرز حکومت کو چلانے والے قابل اور اہل لوگ ہوتے ہیں جو صدر کو ہی جواب دہ ہوتے ہیں۔

۵۔ اس طرز حکومت میں ایک خوبی یہ بھی پائی جاتی ہے کہ اس میں ہنگامی حالات سے نمٹنے کی صلاحیت ہوتی ہے اور خود صدر میں یہ اہلیت موجود ہوتی ہے کہ وہ ہنگامی اور جنگی صورت حال میں بہتر اور مفید فیصلہ اور حکمت عملی اپنا سکے جو ملک و قوم کے بہترین مفاد میں بھی ہو۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی مشقیں ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

صدارتی طرزِ حکومت کی خامیاں: صدارتی طرزِ حکومت میں جہاں خوبیاں پائی جاتی ہے وہاں کچھ خامیاں بھی موجود ہیں یہ خامیاں درج ذیل ہیں۔

۱۔ اس طرزِ حکومت میں ایک سب سے بڑی خامی یہ پائی جاتی ہے کہ یہ ایک بے لچک حکومت ہے کیونکہ اگر صدر نا اہل ثابت ہوتو اسے اپنے عہدے سے معیاد پوری ہونے سے پہلے ہٹانا بہت مشکل ہوتا ہے۔

۲۔ اس طرزِ حکومت میں حکومت کے مختلف شعبوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ جو کہ بہت نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض معاملات ایسے ہیں جو اداروں کے باہم تعاون اور مشوروں کے بغیر نہیں چل سکتے ہیں۔

۳۔ اس طرزِ حکومت کی تیسری بڑی خامی یہ ہے کہ اس میں صدر جو تمام اختیار کا مالک ہوتا ہے کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی اسے مقررہ وقت سے پہلے اپنے عہدے سے ہٹایا جاسکتا ہے۔

۴۔ اگر حکومت نا اہل ہو اور صدر میں بھی اہلیت نہ ہو تو ملک میں سیاسی انتشار پھیلے کا خدشہ ہوتا ہے۔

۵۔ اس طرزِ حکومت میں اداروں کے درمیان کشیدگی پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔

پارلیمانی طرزِ حکومت: پارلیمانی طرزِ حکومت کے تین شعبے خاص طور پر مقننہ، انتظامیہ اور مقنّنہ ایک دوسرے کے کافی قریب ہوتے ہیں اور اختیارات کے استعمال کے وقت ایک دوسرے پر اثر انداز بھی ہوتے ہیں۔ اس طرزِ حکومت میں دو انتظامیہ ہوتی ہیں ایک کو حقیقی انتظامیہ کہتے ہیں جبکہ دوسری برائے نام انتظامیہ کہلاتی ہے۔ حقیقی انتظامیہ سے مراد پارلیمنٹ ہے جو اپنی پالیسی کے عملدرآمد کے سلسلے میں براہ راست ملک کی مقنّنہ کو جواب دہ ہوتی ہے۔ کابینہ کے سربراہ کو وزیرِ اعظم کہتے ہیں۔ جو حکومت کا بھی سربراہ ہے۔ اسے وزارتی یا پارلیمانی حکومت کے نام سے اس لئے موسوم کیا جاتا ہے کہ اس میں حقیقی انتظامیہ اور ملک کا سربراہ ہوتا ہے جو سب کو ساتھ لیکر چلتا ہے اور اس حکومت میں باہم مشاورت کے عنصر کو اہمیت دی جاتی ہے۔ قانونی طور پر اسے تمام اختیارات اور مراعات حاصل ہوتی ہیں لیکن عملی طور پر ان اختیارات کو صرف اور صرف مجلس وزرائے بروئے کار لاتی ہے، جسے اس نظام میں حقیقی انتظامیہ کہ حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

گلستان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

پارلیمانی طرزِ حکومت کی خوبیاں: پارلیمانی طرزِ حکومت کی خوبیاں درج ذیل ہیں۔

۱۔ پارلیمانی طرزِ حکومت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں مقنّنہ اور انتظامیہ کا آپس میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اس تعلق کی بناء پر حکومت کے منصوبوں میں تسلسل قائم رہتا ہے۔

۲۔ پارلیمانی طرزِ حکومت لچکدار ہوتا ہے کیونکہ اس نظام میں عوام ہنگامی صورت حال میں حکمران کو تبدیل کر سکتے ہیں۔ جب تک حکمران جماعت کو مقنّنہ کا اعتماد حاصل ہوتا ہے تب تک وہ اپنے عہدوں پر فائز رہ سکتے ہیں لیکن جب بھی وہ مقنّنہ کا اعتماد کھو دیتے ہیں تو انہیں اپنے عہدوں سے مستعفی ہونا پڑتا ہے۔

۳۔ پارلیمانی طرزِ حکومت ایک ذمہ دار طرزِ حکومت ہے کیونکہ اس نظام میں حکمران طبقہ کا موثر محاسبہ کیا جاتا ہے۔ وہ اپنی کارکردگی کے سلسلے میں پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ رہتا ہے لہٰذا اس نظام میں ہر روز نکتہ چینی کا سلسلہ چلتا رہتا ہے جس کی وجہ سے وزراء اپنے محاسبے سے بچنے کے لیے اپنی کارکردگی میں بہتری لانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں

۴۔ چونکہ پارلیمانی طرزِ حکومت میں مقنّنہ اور انتظامیہ کا آپس میں قریبی رابطہ ہوتا ہے اور دونوں کا سربراہ وزیرِ اعظم ہوتا ہے۔ اس لیے دونوں کے کاموں میں مداخلت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا ہے۔ جس سے ان کی کارکردگی میں مستعدی اور روانی پائی جاتی ہے۔

۵۔ پارلیمانی طرزِ حکومت میں لوگوں کو یکساں کارگردگی کے مواقع ملتے رہتے ہیں اور اس میں عوام کے فیصلے زیادہ چلتے ہیں۔

پارلیمانی طرزِ حکومت کی خامیاں: جہاں پارلیمانی طرزِ حکومت میں کچھ خوبیاں پائی جاتی ہے وہاں اس میں کچھ خامیاں بھی ہوتی ہیں یہ خامیاں درج ذیل ہیں۔

۱۔ پارلیمانی طرزِ حکومت میں سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ اس نظام میں انتظامیہ مستحکم نہیں رہتی۔ کیونکہ اس طرز میں اکثر مخلوط حکومت بنتی ہے اور مخلوط حکومت میں ہر سیاسی پارٹی کا اپنا ایک پروگرام ہوتا ہے اور ہر پارٹی کی کوشش ہوتی ہے کہ ان کے پروگرام پر زیادہ عملدرآمد ہو جس وجہ سے حکومت غیر مستحکم ہوتی ہے۔

۲۔ پارلیمانی طرزِ حکومت میں چونکہ کابینہ کے عہدوں کا کوئی واضح معیاد مقرر نہیں اور کابینہ کسی وقت بھی تبدیل کی جاسکتی ہے اور اکثر دیکھا بھی یہی گیا ہے کہ نئی کابینہ سابقہ کابینہ کی پالیسی تبدیل کر دیتی ہے اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نظام میں تسلسل قائم نہیں رہتا۔

۳۔ پارلیمانی نظام پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اگر کسی ایک پارٹی کی حکومت بن جائے تو کابینہ مطلق العنان ہو جاتی ہے کیونکہ حکومت کے تمام اختیارات کابینہ ہی کے پاس ہوتے ہیں۔ لہٰذا مقنّنہ میں حکمران پارٹی کی اکثریت کی بناء پر کابینہ بات میں اپنی من مانی کرتی ہے۔

۴۔ ہنگامی صورت حال میں پارلیمانی طرزِ حکومت کوئی موثر کردار ادا نہیں کرسکتا ہے۔ اس لئے کہ وزیرِ اعظم ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لیے کوئی جلد فیصلہ نہیں کرسکتا ہے۔ وزیرِ اعظم کو پہلے کابینہ سے مشورہ کرنا ہوتا ہے اور پھر مقنّنہ کے اراکین کو اپنے اعتماد میں لینا پڑتا ہے اگر کسی بھی جگہ اختلاف پیدا ہو جائے تو حتمی صورت نکالنا مشکل ہو جاتی ہے۔

۵۔ اس طرزِ حکومت پر سب سے بڑا اعتراض یہ لگایا جاتا ہے کہ اس میں وزراء زیادہ تر سیاسی ہوتے ہیں جو کسی وزارت اور اس سے متعلقہ سے کوئی علم نہیں رکھتے ہیں۔ وزراء کی نامزدگی متعلقہ محکمے کے تجربات اور اہلیت پر نہیں ہوتی بلکہ پارٹی سے ان کی وفاداری اور خدمات کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں